اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِى خَلَقَ

مکہ مکرمہ کے
چند تاریخی واقعات

مرتّب

امتیاز احمد
ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

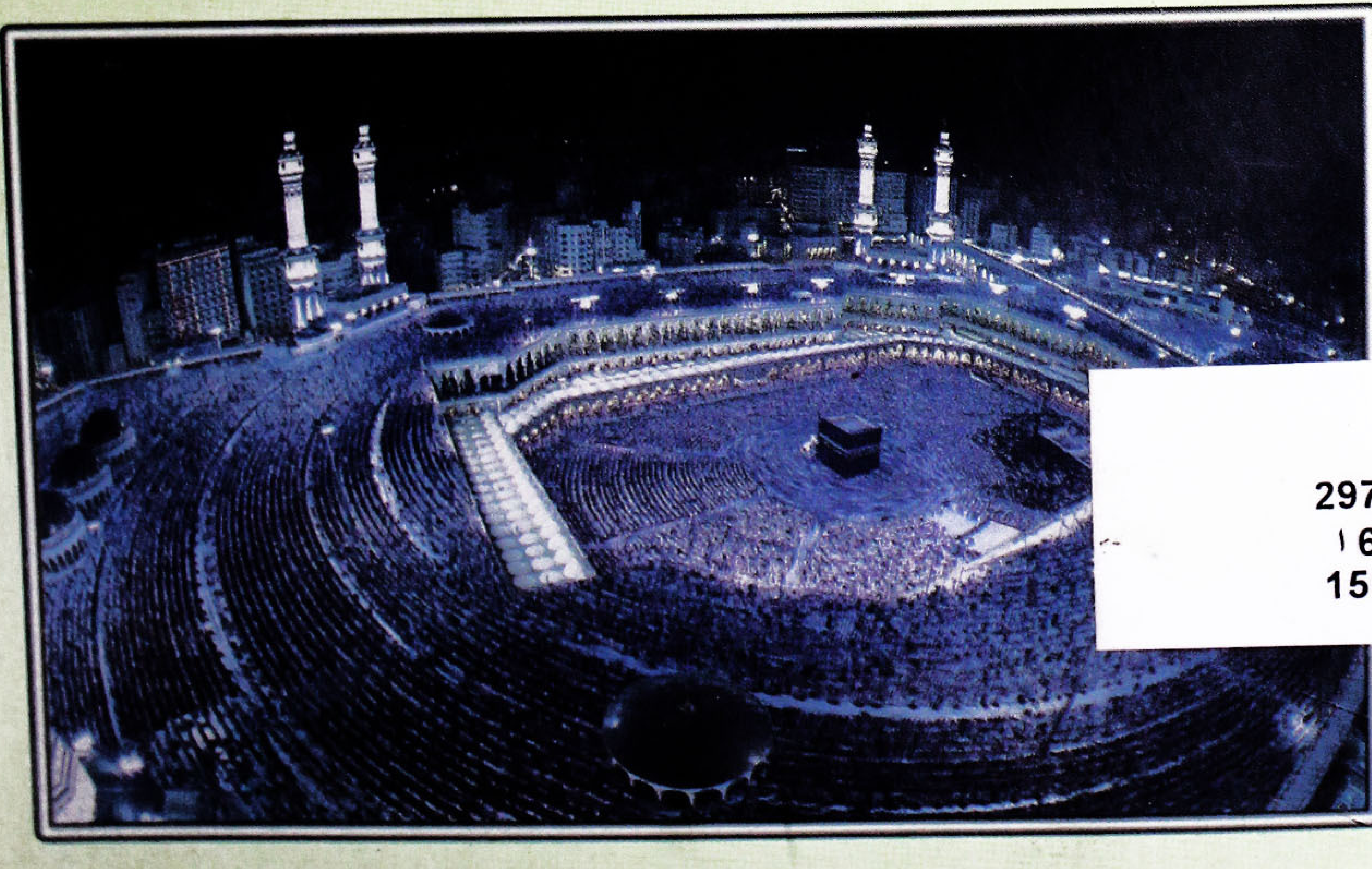

297.
I 67
159

نے آپ کی کتابوں کو مفید اور دلکش پایا۔ یہ کتب میرا بھائی اپنے شام کے سفر کے دوران لایا۔ اِن کتابوں کی زبان سادہ ہے اور میرے لئے ان کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ اغلباً یہ اس لئے کہ آپ امریکی ہیں اور آپ کا طرزِ تحریر میرے لئے موزوں ہے۔ میں اس وقت یونیورسٹی میں لاء کی طالبعلم ہوں اور آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اپنی دیگر تصانیف بھی ارسال فرمادیں۔شہناز۔ برطانیہ 5 نومبر 2001

☆ مجھے آپ کی کتاب 'Speeches' پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ حدیث اور فقہ کے علاوہ انمول قرآنی تعلیمات سے مزین ہے۔ درحقیقت اس کتاب کے مضامین جنوبی افریقہ کے اسلامی اسکولوں کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ اس پوری کتاب کو کماحقہ یہاں شائع کر کے اسلامی اسکولوں کے سلیبس میں شامل کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔نذیر احمد تالیہ۔جنوبی افریقہ 6 جنوری 2002

☆ میں ایم۔ بی۔ اے ہوں اور بطور لیکچرر کام کر رہا ہوں میں نے حال ہی میں ہندو مذہب کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے آپ کی تین کتابیں (Speeches, Reminders, IMY) پڑھیں اور انہیں نہایت مفید اور آپ کے طرزِ تحریر کو مؤثر پایا۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ ایسے نیک کام کو جاری رکھیں ۔محمد زبیر۔ انڈیا 28 مئی 2003

☆ جونہی میں نے آپ کی کتاب IMY پڑھنی شروع کی میں اسے آخری صفحہ تک پڑھے بغیر نہ چھوڑ سکا۔ یہ کتاب نہ صرف غیر مسلموں کے لئے مفید ہے بلکہ یہ مسلمانوں کے ایمان کو بھی تقویت دیتی ہے اور اُن کو مؤثر دعوت وتبلیغ کے طریقہ سے آشنا کرتی ہے۔جعفر قاسم۔زمبابوے۔ مارچ 2002

☆ میں نے آپ کی کتاب IMY پڑھی اور اسے نہایت دلکش پایا۔ میں صرف یہ کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور ہم نوجوان مسلمات کو بھی آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ سہادہ ماہامہ۔ گھانا افریقہ 14 ستمبر 2001

Marfat.com

اَقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِی خَلَقَ

مکہ مکرمہ
کے
چند تاریخی واقعات

ENTERED

مرتب
امتیاز احمد
ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

Marfat.com

مصنف : امتیاز احمد شہریت : امریکی تعلیم : ماسٹر آف فلاسفی (لندن)

۱ ۔ ہیڈ آف فزکس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ڈگری کالج اسلام آباد ۔ پاکستان
۲ ۔ پرنسپل اسلامک اسکولز ۔ امریکہ
۳ ۔ جنرل مینیجر مرسی انٹرنیشنل (Mercy International) رفائی ادارہ امریکہ
۴ ۔ بانی توحید مسجد آف فارمنگٹن ہل میشیگن (Farmington Hill Michigan
اینڈ توحید مسجد آف ڈیٹرائٹ میشیگن امریکہ (Detroit Michigan)
۵ ۔ مشیر عریبین ایڈوانس سسٹمز (Arabian Advanced Systems)

مصنف کا پتہ : ص ب : 4321 ۔ مدینہ منورہ ۔ سعودی عرب
ای میل : Email : mezaan22@hotmail.com
Email: imtiazahmad_madinah@yahoo.com
ویب سائٹ : Website : www.imtiazahmad.com

امتیاز احمد کی اردو کتابوں کیلئے دیکھئے : **www.QuranoSunnah.com**

نوٹ: آپ مضامین کے بارے میں بذریعہ ای میل یا خط مصنف سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

امتیاز احمد (مہاجر مدینہ منورہ) کی کتابیں مندرجہ ذیل مقامات سے مناسب قیمت پر حاصل کی جا سکتی ہیں۔

1 – FOR LAHORE PAKISTAN, CONTACT:
Ammar-ul-Islam 0300-8464042 – 0300-4148086
Email. affanammar@gmail.com

2 - BOOKS AND BOOKS store in Commercial Center,
Satellite Town, Rawalpindi in PAKISTAN,
00-92-51- 4420495, 4420248, Fax 4423025
KHALID ZAMAN 00-92-3335111722

3 - Moulana Hafiz Imdadullah
No. 65 Ponnappa St., Purasawakam
CHENNAI – 600084 INDIA
Phone: 91-44-32555313 Email: moulana _imdadullah@yahoo.com

4 - FOR INTERNATIONAL ORDERS OF BOOKS
Visit www.islamicmarkaz.com.

ح امتيـــاز أحمـــد ، ١٤٢٨هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
أحمـــد ، امتيـــاز
مكه مكرمه كي جند تاريخي واقعات / امتياز أحمد
المدينة المنورة ـ ١٤٢٨هـ
ص : (١٣٠) ٢١ × ١٤ سـم
ردمك : ٠ ـ ١٤٦ ـ ٥٨ ـ ٩٩٦٠ ـ ٩٧٨
١ ـ فضائل مكة المكرمة ٢ ـ مكة المكرمة ـ تاريخ أ . العنوان
ديـوي ١٢١، ٩٥٣ ١٤٢٨ / ٤٥٤٦
رقـم الإيـــداع : ١٤٢٨ / ٤٥٤٦
ردمـك : ٠ ـ ١٤٦ ـ ٥٨ ـ ٩٩٦٠ ـ ٩٧٨

الطبعة الأولى : ١٤٢٨هـ

مطابع الرشيد ـ المدينـة المنـورة ـ ص ب ١١٠١ ـ فون ٩٢٠٠٠٠٧٨٦

Marfat.com

فہرست

مکہ مکرمہ کے چند تاریخی واقعات

صفحہ نمبر

مقدمہ 4
ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (بچپن سے آغازِ نبوت تک) 5
بیت اللہ کے پاس ایک مکالمہ 13
اسراء ومعراج 19
ہجرت 24
عالیشان فتح 32
فتح مکہ 41
خطبۃ حجۃ الوداع 47

ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟

مقدمہ 50
عبداللہ Abdullah (امریکی فوجی کا قبولِ اسلام) 54
جیمز ابیبا James Abiba (نابالغ امریکی کو اللہ کی ہدایت) 61
کیتھی Kathy (امریکی عورت نے قرآن کے ترجمہ سے ہدایت پائی) 65
ریحانہ Rehana (مسلم بچوں کے اخلاق کا غیر مسلم نانا ونانی پر اثر) 66
امام سراج وہاج Siraj Wahhaj (ایک دلیر امریکی نو مسلم) 70
سوزن Suzan (کمسن بچیوں کا اسکول میں دینی جذبہ) 73
ڈاکٹر نجات Dr.Najat (ہندو ڈاکٹر کا قبولِ اسلام اور بے لوث خدمات) 76
جم Jim (جم کی بدھ مت گرل فرینڈ کا اسلام کی طرف سفر) 81
رینڈہ ٹوشنر (Renda Toshner) (ترکی امریکی آرکیٹیکٹ) 86
صالح ایچان (Saleh Echon) (فلپائنی کمپیوٹر انجینئر) 92
ڈان فلڈ (Don Flood) (امریکی پروفیسر کا اسلام کی طرف سفر) 110
ابراہیم سلیمان (Ibrahim Sulieman) (نائجیریا کا طالبعلم) 123
جینٹ روز (Janet Rose) (کینیڈین ٹیچر) 127
مریم (Maryam) (چرچ لیڈر کی بیٹی کا قبول اسلام) 129
قرآنی ارشادات ....

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اُمت مسلمہ کے لیے نہایت ضروری ہے کہ اپنی تاریخ سے آگاہ رہے۔ کسی بھی قوم کی تاریخ اسکو گزشتہ کامیابیوں اور ناکامیوں کے رموز اور اچھائی اور برائی کی تمیز سکھاتی ہے۔

مکہ مکرمہ کے زائرین اپنے نرم دلوں کے ساتھ حج یا عمرہ ادا فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ زائرین اس موقع پر اس مقدس مقام میں وقوع پذیر واقعات پر غور وفکر کریں تو انشاء اللہ ان کی روحانیت میں اضافہ ہوگا۔ افسوس کی بات ہے کہ بہت کم زائرین اسلامی تاریخ کی کتابیں خریدنے کی کوشش کرتے ہیں اور جو خریدتے ہیں انہیں مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران پڑھنے کا وقت نہیں ملتا۔ میں نے مکہ مکرمہ کے چند تاریخی واقعات کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ تاکہ یہ نرم دل زائرین اس مقدس مقام میں قیام کے دوران سمجھ سکیں کہ امت مسلمہ کی بقا اور ترقی کیلئے کیسی کیسی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

میری خوش قسمتی ہے کہ بیرون ممالک میں قیام کے دوران مجھے کئی نئے مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملا۔ ان کی سچی کہانیاں میرے جیسے پیدائشی اور روایتی مسلمانوں کو جھنجھوڑنے کیلئے نہایت کارآمد ہیں۔ اسلئے میں نے ''ہم نے اسلام کیسے قبول کیا'' کے نام سے یہ سچی کہانیاں اس کتاب میں شامل کردی ہیں۔

میں دُعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ میری اس کوشش کو شرف قبولیت بخشیں اور قارئین سے درخواست ہے کہ مکہ مکرمہ اور دیگر مقدس جگہوں میں میری مغفرت کی دعا فرمادیں۔

امتیاز احمد (مہاجر مدینہ منورہ) 10 دسمبر 2006

آپ کہہ دیجئے: اگر تم اللہ تعالےٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اور اللہ تعالےٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (آل عمران:31)۔

پس اتباع رسول اکرم ﷺ سے تمہارے گناہ ہی معاف نہیں ہونگے۔ بلکہ تم محبت سے محبوب بن جاؤ گے۔

Marfat.com

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بچپن سے آغاز نبوت تک)

اکثر علماء کے قول کے مطابق رسول اکرمؐ سوموار صبح کے وقت 9 ربیع الاول (20 یا 22 اپریل 571ء) کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش اصحاب الفیل کے واقعہ کے پچاس یا پچپن دن بعد ہوئی۔ آپکے دادا عبدالمطلب صاحب نے آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔ عبدالمطلب صاحب ایک معزز قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت محمد ﷺ کے والد صاحب کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ صاحب بہت غریب تھے اور وہ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ پس آپ ﷺ پیدائش کے وقت ہی یتیم تھے۔

دیہاتی دایہ:

عربوں کا رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کیلئے دیہاتی (بدوی) دایہ کے پاس بھیجتے تھے۔ تا کہ بچے شہری امراض سے دور رہیں اور گہوارے میں ہی مضبوط جسم بن جائے۔ حسبِ معمول دیہاتی دائیاں مکہ مکرمہ آئیں۔ انہوں نے امیر گھروں کے بچے گود میں لے لیے۔ محمد ﷺ کو کسی نے نہ لیا۔ حلیمہؓ نامی دایہ کو کوئی بچہ نہ ملا تو اس نے اس خیال سے محمد ﷺ کو لے لیا تا کہ اس طرح قریش جیسے معزز خاندان سے تعلقات پیدا کر لے گی۔ حلیمہؓ کے مکے سے گھر کیطرف سفر کے دوران کئی غیر معمولی واقعات رونما ہوئے:۔

ا۔ حلیمہؓ اور محمد ﷺ ایک ناتواں گدھے پر سوار تھے۔ اس گدھے میں طاقت اور تیز رفتاری آ گئی۔ اس نے باقی سواروں کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا۔

۲۔ حلیمہؓ کی چھاتی میں دودھ کا نام ونشان نہ تھا۔ اس کا اپنا بچہ بھوک، پیاس سے رو رہا تھا۔ جب حلیمہؓ نے محمدؐ کو اپنی گود میں لیا۔ اس کی چھاتی دودھ سے بھر گئی۔ اس نے اپنے بچے اور محمد ﷺ کو دودھ پلایا اور وہ سکون سے سو گئے۔

۳۔ حلیمہؓ کی اونٹنی کا دودھ بھی خشک ہو چکا تھا۔ جب حلیمہؓ نے اس یتیم بچے کو گود میں لیا تو اس کی اونٹنی کے پستان بھی دودھ سے بھر گئے اور حلیمہؓ اور اس کے خاوند نے خوب پیٹ بھر کر اونٹنی کا دودھ پیا۔

۴۔ جب حلیمہؓ گھر پہنچی تو محمدؐ کی برکت سے حلیمہؓ کی بنجر زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور اب انکے مویشیوں کے کھانے کیلئے ہر وقت گھاس موجود رہتی۔ دو سال کے بعد حلیمہؓ اس بابرکت بچے کو لیکر ان کی

Marfat.com

امی صاحبہ کے پاس پہنچی اور بچے کو دو یا تین سال مزید گاؤں رکھنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ کی امی آمنہ صاحبہ نے اجازت دے دی۔

۵۔ جیسا کہ مسلم میں درج ہے۔ انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز محمدؐ دوسرے بچوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ جبرائیلؑ وہاں تشریف لائے اور انہوں نے محمدؐ کا سینہ مبارک چاک کیا اور آپ ﷺ کا دل باہر نکالا۔ پھر دل سے ایک لوتھڑا نکال کر فرمایا یہ تم میں شیطان کا حصہ ہے۔ پھر دل کو ایک طشت میں زمزم کے پانی سے دھونے کے بعد دل کو اس کی جگہ لوٹا دیا۔ ادھر بچے دوڑتے ہوئے مائی حلیمہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے محمدؐ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ حلیمہؓ کے گھر کے لوگ فوراً موقع پر پہنچے۔ دیکھا تو آپؐ کا رنگ قدرے اترا ہوا تھا۔ حلیمہؓ نے مناسب سمجھا کہ بچے کو واپس ماں کے پاس پہنچا دے۔

ایک بے کس یتیم :

محمد ﷺ اپنی امی جان کے پاس چھ سال کی عمر تک رہے۔ آمنہ صاحبہ کی غربت کا یہ عالم تھا کہ اکثر گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہوتی۔ مجبور ہو کر وہ بچے کے ہمراہ اپنے میکے مدینہ منورہ چلی گئیں تا کہ کھانے پینے کو کچھ تو ملے۔ آمنہ صاحبہ مدینہ منورہ میں بیمار ہو گئیں اور مکہ مکرمہ واپسی کا ارادہ کیا اس سفر کے دوران وہ فوت ہو گئیں اور ابوا کے مقام پر دفن کر دی گئیں۔ اب محمد ﷺ دونوں طرف سے یتیم ہو گئے۔
محمد ﷺ نہایت غمگین ہو گئے وہ بچوں سے گھل مل کر نہ کھیلتے بلکہ تنہائی میں اپنا وقت گزارتے۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی سرپرستی شروع کر دی لیکن دادا بھی آپکی آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب صاحب بچے کو اپنے گھر لے گئے۔

ابو طالب صاحب ایک اچھے آدمی تھے اور قریش کے سردار مانے جاتے تھے۔ لیکن ابو طالب صاحب بھی بہت غریب تھے یہاں تک کہ اپنے بیوی بچوں کیلئے بھی گھر میں خوراک میسر نہ تھی۔ پس محمدؐ ﷺ آٹھ سال کی عمر میں اپنا پیٹ بھرنے کیلئے دوسروں کی نوکری کرنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ ﷺ دوسرے لوگوں کے مویشی چرایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ صبح سویرے بھیڑوں اور بکریوں کو لے کر صحرا میں جاتے۔ سارا دن تپتے صحرا میں ننگے پاؤں گزارتے۔ درختوں کے پتے اور دیگر نباتات کھا کر اپنا پیٹ بھرتے اور بھیڑ یا بکری کا دودھ پیتے۔ رات کو اپنا سر چھپانے کیلئے ابو طالب صاحب کے گھر جا کر سو جاتے۔

بعض اوقات یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ ﷺ کو بے کس یتیم کیوں بنایا اس کی وجہ تو اللہ

Marfat.com

ہی جانتے ہیں۔ لیکن غالباً ایک وجہ یہ ہے کہ جب تک کوئی خود یتیم نہ ہو۔ اس کو ایک یتیم کی بے بسی اور تکالیف کا صحیح معنوں میں احساس نہیں ہوتا۔ بہت عرصہ بعد آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے غنی ہو گئے۔

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿٨﴾

''کیا تمہارے رب نے تم کو یتیم نہیں پایا۔ پھر ٹھکانا فراہم کیا اور تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت دی اور تم کو نادار پایا سو غنی کر دیا۔'' (الضحیٰ:8-6)

صحرا نشینی کے دوران آپ ﷺ قدرت کے مناظر و مشاہدات پر غور و خوض کرتے رہتے۔ اس سے آپ ﷺ کی سوچ پختہ سے پختہ تر ہوتی گئی اور آپ اپنی طفلانہ زندگی میں ہی ایک پختہ کار شخص کی عقل و فراست کے حامل ہو گئے۔

ایک راہب کی نصیحت:

آپ ﷺ کے چچا ابو طالب بھی آپ کی مدبرانہ سوچ و بچار سے بہت متاثر ہوئے اور شام کے ایک تجارتی سفر میں آپ کو ساتھ لے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ جب یہ تجارتی قافلہ بصرہ پہنچا تو ایک نامور راہب بحیرہ نے اس قافلہ کی میزبانی کی اور اس نے محمد ﷺ کو ان کے اوصاف کی بنا پر پہچان لیا، اس نے ابو طالب صاحب سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو رحمۃ العالمین بنا کر بھیجے گا۔ ابو طالب صاحب نے پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہے؟ راہب نے کہا یہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے اور میں آپ ﷺ کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو آپ ﷺ کے کندھے کے نیچے نرم ہڈی کے پاس سیب کی طرح ہے۔ راہب نے ابو طالب صاحب کو نصیحت کی کہ انہیں شام نہ لے جاؤ کیونکہ یہود سے خطرہ ہے۔ ابو طالب صاحب نے راہب کی نصیحت کے مطابق آپ ﷺ کو واپس مکہ بھیج دیا۔

ایک قابل رشک نوجوان:

اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں پولیس وغیرہ کا کوئی نظام نہ تھا۔ ہر قبیلہ اپنے مسائل کو اپنی استطاعت کے مطابق خود ہی حل کرتا تھا۔ جب ایک طاقتور قبیلہ ایک کمزور قبیلے پر زیادتی کرتا تو کمزور قبیلہ بے بس ہو کر بیٹھ جاتا۔ مثلاً ایک امیر آدمی نے ایک غریب آدمی کی لڑکی جبراً اٹھالی۔ اس غریب آدمی کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا کہ اپنی مظلوم لڑکی کو حاصل کر سکے۔ حضرت محمد ﷺ غریبوں پر یہ ظلم و ستم نہ دیکھ سکے۔ یہ

Marfat.com

آپؐ کی جوانی کا زمانہ تھا۔ آپ ﷺ نے چند اور نوجوانوں کو جمع کیا اور ایک ایسا ادارہ قائم کیا جو کمزور اور مظلوم افراد کی بغیر کسی اُجرت کے مدد کرتا۔ یہ ادارہ اپنے مقاصد میں بہت کامیاب ہوا۔ اس سے مظلوموں کی دادرسی ہوئی اور آپ ﷺ نے اپنی سوچ اور عمل سے مکہ مکرمہ کے سماجی نظام میں انقلاب برپا کر دیا۔ معاشرتی سماجی اور روایتی زنجیروں کو توڑنا بہت مشکل کام ہے۔ لیکن آپ ﷺ جوانی میں ہی اتنا بڑا کارنامہ کر کے مظلوموں اور بے کسوں کا سہارا بنے۔

ایک ایماندار سوداگر:

آپ ﷺ کی ایمانداری، اعلیٰ اخلاق اور مدبرانہ سوچ کے باعث آپؐ نے ہر شہری کے دل میں گھر کر لیا۔ مکہ مکرمہ میں خدیجہ نامی ایک بیوہ عورت تھیں اس نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ اِن کا مال تجارت کیلئے شام لے جائیں۔ آپ ﷺ نے اس کی پیشکش قبول کر لی۔ شام کے سفر کے دوران آپؐ کا گزر دوبارہ اسی گرجے سے ہوا۔ بحیرہ فوت ہو چکا تھا۔ لیکن ایک اور راہب نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور بحیرہ کے الفاظ دہرائے اور پھر کہا کہ عنقریب ایک نبی آنے والے ہیں جو کہ بت پرستی کو ختم کر کے ایک سچے دین کا پرچار کریں گے۔

جب آپ ﷺ تجارتی مال لیکر شام پہنچے تو تجارتی کاروبار میں بہت منافع ہوا۔ خدیجہؓ بہت خوش ہوئیں اور آپ ﷺ سے درخواست کی کہ دوبارہ ان کے تجارتی وفد کی قیادت کریں۔ آپ ﷺ نے اُسکی اس پیشکش کو بھی قبول کر لیا۔ خدیجہؓ کا میسرہ نامی غلام دونوں سفروں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوسری بار بھی تجارت میں خوب منافع ہوا۔ مکہ پہنچ کر میسرہ نے آپ ﷺ کے حسن، اخلاق، ایمانداری اور دیگر اوصاف کا خدیجہؓ صاحبہ سے تذکرہ کیا۔ خدیجہؓ صاحبہ ایک مالدار عورت تھیں، بڑے بڑے سرداران سے شادی کے خواہاں تھے۔ لیکن انہوں نے کسی کا پیغام قبول نہ کیا۔ اِس وقت خدیجہؓ صاحبہ کی عمر چالیس سال تھی اور وہ دوبار پہلے شادی کر چکی تھیں۔ ان کے دونوں خاوند فوت ہو چکے تھے۔ آپؐ کی عمر پچیس سال تھی۔ خدیجہ صاحبہ نے آپ ﷺ کے گرانقدر اوصاف کی بنا پر آپؐ سے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ پہلے اپنے غلام میسرہ کے ذریعے آپؐ کو پیغام بھیجا۔ لیکن آپ ﷺ نے میسرہ کو نہ ہاں کی اور نہ ہی بالکل انکار کیا۔ اب خدیجہؓ صاحبہ نے اپنی ایک سہیلی نفیسہ بنت منبہ کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ کچھ بات چیت کے بعد آپ ﷺ خدیجہؓ صاحبہ سے شادی کرنے پر رضامند ہو گئے۔ شادی کے فوراً بعد آپ ﷺ نے دو اہم کام کیے:۔

Marfat.com

۱۔اب چونکہ آپکی مالی حالت بہتر ہوگئی اس لیے آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب صاحب کی مدد کیلئے ان کے بیٹے علیؓ کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ اس طرح علی بن ابو طالب نے بچپن ہی سے آپ ﷺ سے تربیت حاصل کی۔ جو کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔

۲۔خدیجہؓ نے اپنے غلام زید بن حارثہؓ آپ ﷺ کی خدمت کیلئے دے دیا۔ آپؐ نے زید بن حارثہؓ کو آزاد کر دیا۔ زید بن حارثہؓ نے آزاد ہونے کے بعد بھی اپنے والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ بلکہ آپ ﷺ کی رفاقت اور خدمت کو ترجیح دی۔

جب آپ ﷺ کی عمر 35 سال تھی۔ مکہ مکرمہ میں دو حادثے ہوئے۔ کعبہ شریف کی عمارت میں آگ لگ گئی۔ دوسرے بارش کے سیلاب سے کعبہ شریف کا کچھ حصہ مسمار ہو گیا۔ قریش نے کعبہ کی دوبارہ تعمیر شروع کی۔ جب حجر اسود کو کعبہ کی دیوار میں رکھنے کی نوبت آئی تو ہر قبیلے کی یہ خواہش تھی کہ یہ اعزاز اسے ملے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے قریش کے قبیلوں میں جھگڑا ہوا۔ عنقریب تھا کہ حرم شریف میں ہی خون خرابہ ہو جاتا۔ لیکن ابو امیہ مخزومی نے یہ رائے دی کہ اگلے روز مسجد حرام کے دروازہ سے جو شخص پہلے داخل ہو اسے اپنے جھگڑے کا حاکم مان لیں۔ لوگوں نے یہ تجویز قبول کر لی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ سب سے پہلے محمد ﷺ تشریف لائے۔ سب لوگ آپ ﷺ کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ کہنے لگے۔ یہ امین ہیں۔ یہ یقیناً امین ہیں۔ ہم ان سے راضی ہیں۔ یہ ہیں ہمارے محمدؐ۔ آپ ﷺ نے جھگڑے کی تفصیل سنی اور فرمایا۔ ایک چادر لاؤ۔ آپ ﷺ نے چادر کو زمین پر بچھا دیا اور اس پر حجر اسود رکھا۔ پھر قبائل کے سرداروں کو کہا کہ چادر کا کنارہ پکڑ کر اوپر اٹھائیں۔ آپ ﷺ نے حجرِ اسود کو اپنے دست مبارک سے پکڑ کر کعبہ کی دیوار میں نصب کر دیا۔ اس پر سارے قبیلے راضی ہو گئے۔ (بخاری)

پہلی وحی:

رسول اکرم ﷺ کی سوچ کا انداز اپنی قوم سے مختلف تھا۔ اسلئے آپؐ ان سے علیحدگی اور تنہائی کو پسند کرنے لگے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً دو میل دور غار حرا میں وقت گزارتے۔ مشاہدات کائنات کو دیکھتے اور ان پر غور و خوض کرتے۔ اس خلوت نشینی کے تیسرے سال رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو (دس اگست 610ء) رات کے وقت ایک فرشتہ آپکے پاس غار حرا میں آیا۔ اس وقت آپؐ کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔ اس نے کہا پڑھو۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے آپ ﷺ کو پکڑ کر زور

Marfat.com

سے دبوچا۔ پھر چھوڑ کر کہا پڑھو۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا۔ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے تیسری بار آپ ﷺ کو دبوچا اور کہا پڑھو۔ فرشتے نے سورہ العلق کی پہلی پانچ آیات تلاوت کیں۔ آپ ﷺ نے بھی بفضل اللہ فرشتے کے ساتھ ان آیات کی تلاوت کی:۔ (سورہ العلق:5-1) :

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴿١﴾ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿٢﴾ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ﴿٣﴾ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿٤﴾ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ﴿٥﴾

''(اے نبیؐ) اپنے رب کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔''

دو اہم نکتے:

اللہ کی شان دیکھیے کہ وحی کا پہلا لفظ پڑھو ہے۔ جس سے صاف واضح ہے کہ اسلامی علم کا حاصل کرنا اور تعلیم وتبلیغ نہایت ضروری ہے۔ بعض علماء کے مطابق اسلامی تعلیم کا حاصل کرنا انسان پر فرض ہے۔ قرآن پاک کی کئی دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ کسی عمل سے پہلے اس سے متعلقہ علم سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ جہالت کی بنا پر غلط عمل اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں۔ سوچیے اسلام ہی صرف ایسا مذہب ہے جس نے پہلی وحی میں ہی اسلامی تعلیم وتربیت کی اہمیت بتا دی۔ اسی لیے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے ایک معلم یا استاد بن کر آیا ہوں۔

دوسری بات یہ کہ ہمیں اپنے ہر عمل کی ابتدا اللہ تعالےٰ کے نام سے کرنی چاہیے۔ اس سے انسان کی توجہ اللہ تعالےٰ کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا احساس ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک مسلمان اپنا کھانا اللہ تعالیٰ کا نام لیکر شروع کرے تو وہ دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتا ہے جس نے اس کھانے کے اجزاء کو پیدا کیا۔ بالآخر کھانے کی شکل میں تیار کر کے اپنے بندے کو کھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے اپنے عمل کو شروع کرنے میں بہت برکت ہے۔ دراصل یہی وہ عمل ہے جس سے ایک اچھے مسلمان اور کافر میں تمیز کی جا سکتی ہے۔ یہ عمل ہر مسلمان کے اخلاص اور ایمانی قوت کا مظہر بھی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے یہ دونوں سبق اور ان کے فوائد ہمیں پہلی ہی وحی میں سکھا دیے۔

Marfat.com

ایک قابل رشک بیوی:

رسول اکرم ﷺ پہلی وحی کے بعد گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کا دل دھک دھک کر رہا تھا اور آپ ﷺ پر اس عجیب وغریب واقعہ سے کپکپی طاری تھی۔ آپ ﷺ بہت فکر مند تھے۔ آخر یہ ہوا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس واقعہ کو اپنی اہلیہ صاحبہ سے بیان فرمایا۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ سے کہا۔ آپؐ فکرمند نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ کیونکہ آپؐ کا کردار نہایت اعلیٰ ہے اور آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں یعنی رشتہ داروں کے حقوق کا بہت خیال کرتے ہیں۔ آپؐ غریب اور کمزور کی مدد فرماتے ہیں۔ آپؐ بہت مہمان نواز ہیں اور آپؐ سچائی کی ہر بات کو فروغ دیتے ہیں۔ پس خدیجہؓ نہ صرف ایک مخلص، سمجھدار اور بے مثال بیوی تھیں بلکہ آپ پہلی مسلمان تھیں جو دل وجان سے فی الفور ایمان لے آئیں۔ یہی نہیں بلکہ آپؓ کی مزید تسلی کیلئے رسول اکرم ﷺ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ صحیح عیسایت پر قائم تھا۔ جب ورقہ بن نوفل نے آپؐ کی کہانی سنی تو کہنے لگا۔ سنو یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ کے پاس وحی لے کر آیا تھا۔ کاش کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب لوگ آپؐ کو اپنے گھر سے نکال دینگے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کیا واقعی لوگ مجھے میرے گھر سے نکال دینگے؟ ورقہ نے کہا ہاں۔ جب بھی کوئی آدمی اس طرح پیغام لاتا ہے۔ تو لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو آپؐ کی زبردست مدد کروں گا۔ اس ملاقات کے چند روز بعد ورقہ فوت ہو گیا۔ (بخاری)

پس حضرت خدیجہؓ نہایت فہیمہ، دُوراندیش اور باہمت عورت تھیں۔ یہی نہیں بلکہ خدیجہؓ نے اپنی ساری دولت رسول اکرم کو پیش کر دی تا کہ آپؐ اس کی مدد سے لوگوں میں اس نئے مذہب کی تبلیغ کر سکیں۔ یاد رہے کہ خدیجہؓ بہت مالدار تھیں اور انہیں دنیاوی سب آسائشیں میسر تھیں۔ لیکن خدیجہؓ نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی رسول اکرم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا بلکہ سب مصائب کو خندہ پیشانی سے سہتی رہیں۔ مثلاً جب اہل مشرکین مکہ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف مکمل بائیکاٹ کیا اور وہ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ اس دوران محصورین درختوں کے پتے اور جانوروں کی کھالیں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ فاقہ کشی کا یہ عالم تھا کہ بھوک سے بلکتے ہوئے بچوں کی آوازیں اس گھاٹی سے باہر تک سنائی دیتی تھیں۔ خدیجہؓ نے بھی یہ تین سال رسول اکرمؐ کے ساتھ اس گھاٹی میں گزارے۔

حضرت خدیجہؓ کو ستانے کے لیے مشرکین نے ان کی دو بیٹیوں کو طلاق دے دی۔ خدیجہؓ کی بیٹی

Marfat.com

رقیہؓ نے عثمان بن عفانؓ سے شادی کر لی۔ اِس پر ان دونوں کو اور زیادہ اذیتیں پہنچائی گئیں۔ بالآخر رقیہؓ اور عثمان بن عفانؓ نے مجبور ہو کر حبشہ ہجرت کی۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت خدیجہؓ کا ایمان، صبر اور اخلاص بہت پسند تھا۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن جبرائیلؑ جناب رسول اکرمؐ کے پاس تشریف فرما تھے۔ جبرائیلؑ نے رسول اکرم ﷺ کو فرمایا کہ خدیجہؓ ایک برتن میں آپؐ کے لیے کھانا لا رہی ہیں۔ جب وہ یہاں پہنچیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کا اور میرا سلام پہنچائیے اور انہیں یہ خوشخبری بھی سنائیے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کیلئے جنت میں ایک گھر بنایا ہے جو کہ قیمتی جواہرات سے مزین ہے۔ یہ گھر اتنا پرسکون ہے کہ وہاں کسی قسم کا شور و غل نہیں اور اس جنتی گھر میں رہائش کے دوران خدیجہؓ کو کبھی کسی قسم کی تکلیف یا تھکاوٹ نہ ہوگی۔ سوچیے کہ خدیجہؓ اللہ تعالےٰ کے ہاں کتنی معزز و مکرم خاتون تھیں۔ (مسلم)

اگر مکہ مکرمہ کی زائرین خواتین اور دیگر مسلم خواتین اپنے بھلے خاوندوں کا خدیجہؓ کیطرح ساتھ دیں اور تہذیبی، معاشرتی اور دوسرے بندھنوں سے بالاتر ہو کر ہر حق بات پر ڈٹ جائیں تو انشاءاللہ وہ بھی دنیا و آخرت میں کامیاب ہونگی اور اپنے کنبے اور اسلامی سوسائٹی کی اصلاح کرنے میں بہت اہم کردار ادا کریں گی اور مکہ مکرمہ سے واپس وطن لوٹنے پر انشاءاللہ اپنی اور اپنی سوسائٹی کی کایا پلٹ دیں گی۔

کچھ عرصہ بعد دوسری وحی آئی جو کہ مختصر اور سادہ تھی لیکن اسکا پیغام نہایت انقلابی اور دوررس تھا۔ اس وحی کی آیات یہ تھیں: (المدثر: 7-1):

يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَأَنذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَٱلرُّجْزَ فَٱهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَٱصْبِرْ ﴿٧﴾

''اے لحاف میں لپٹنے والے! اُٹھو اور خبردار کرو اور اپنے رب ہی کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو اور اپنے آپ کو ہر قسم کی گندگی سے دور رکھو اور اس غرض سے احسان مت کرو کہ زیادہ فائدہ حاصل ہو اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو''۔

ان آیات کا طریقہ کلام ہی ملٹری یا جہاد کے احکام کیطرح ہے۔ ان آیات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:۔

Marfat.com

۱۔اے محمدؐ! آپ آرام کی زندگی کو خیر باد کہہ دیجئے۔اُٹھیے اور اللہ کی راہ میں جہادِ نفس کر کے اللہ کے کلام کو لوگوں تک پہنچایئے۔

۲۔اُٹھیے اور لوگوں کو اللہ کی نافرمانی کے نتائج سے ڈرایئے۔پس قیامت اور جہنم کا ذکر اس آیت میں موجود تھا۔ اغلباً صرف ڈرانے کا ذکر اس لئے ہے کیونکہ ابھی تک اکثر لوگ کافر تھے۔

۳۔آپ ﷺ خود بھی اللہ کی بڑائی اور توحید بیان فرمادیں اور دوسروں کو بھی دعوت دیں۔

۴۔اپنی باطنی ظاہری اور روحانی صفائی کا اتنا اہتمام کریں کہ لوگ آپؐ کیطرف دوڑتے آئیں۔ پس آپکے نفس کی صفائی سے آپؐ اچھے لوگوں کا مرکز بن جائیں۔

۵۔آپ بتوں سے دور رہیے۔

۶۔اپنے کارناموں پر فخر نہ کریں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کے فکر سے پورے اخلاص اور جوش و خروش سے مزید جہاد پر جم جائیں۔

۷۔اس جہاد کے دوران بعض لوگ آپ کی مخالفت کرینگے اور آپ کو اور آپکے ساتھیوں کو ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوششیں کرینگے۔آپؐ اللہ تعالیٰ کی رضا، خوشنودی اور اس کے دین کی سربلندی کیلئے نہایت صبر سے کام لیں۔

پس اِن سادہ مگر جامع اور فصیح و بلیغ آیات نے آپ ﷺ کو تبلیغ کرنے کی تلقین کی۔اس میں دعوت اسلام کے مقاصد بھی بتا دیئے گئے اور قیامت کے دن سزا و جزا کی تنبیہ بھی کر دی گئی۔آپؐ تئیس سال انہی مقاصد کے حصول کیلئے دن رات کوشاں رہے۔ہمیں بھی چاہیے کہ ہم آپؐ کی سنت کریمہ کے مطابق تعلیم و تبلیغ کریں تاکہ آخرت میں فلاح پاسکیں۔دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور اس مضمون کے پڑھنے والوں کو اجتماعی طور پر اشاعتِ اسلام اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین!

بیت اللہ کے پاس ایک مکالمہ

رسول اکرم ﷺ کی مکی زندگی کے دوران مشرکین مکہ مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچاتے اور ہر طرح سے رسوا اور ذلیل کرنے کی کوشش کرتے تاکہ وہ اسلام سے منحرف ہو کر آبائی مذہب کیطرف لوٹ آئیں۔اس کے باوجود مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی تھی بلکہ مشرکین کے اکابرین میں سے

Marfat.com

عمرؓ اور حمزہؓ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اب مشرکین کو سمجھ آ گئی کہ وہ اس کار خیر کو نہیں روک سکتے۔ پس اس کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی گفت وشنید کا طریقہ اختیار کرنا ہوگا۔

ایک دن مشرکین کا ایک ٹولا حرم شریف کے ایک کونے میں بیٹھا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ بھی حرم شریف کے ایک دوسرے کونے میں اکیلے بیٹھے ہیں۔ مشرکین کے لیڈر عتبہ بن ربیعہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ دیکھو! وہ محمدؐ اکیلے بیٹھے ہیں۔ کیوں نہ میں ان سے بات چیت کروں اور کچھ ایسی پیشکش کروں جو ان کو بھلی لگے اور وہ اسے قبول کرلیں۔ اِس طرح ہمارا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ سب کو یہ رائے پسند آئی، عتبہ چند قدم چل کر رسول اکرمؐ کے پاس پہنچا اور آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور یوں بولا:

''اے میرے بھتیجے! ہماری پوری قوم آپکی بہت عزت کرتی ہے اب آپؐ نے ایک نئے مذہب کا پرچار شروع کیا ہے جس سے ہماری قوم دو حصوں میں بٹ گئی ہے۔ آپؐ ہمارے معبودوں اور مذہب پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور ہمارے آباؤ اجداد کو کافر قرار دیتے ہیں۔ مہربانی فرما کر میری بات کو غور سے سنیے۔ میں آپکو چند تجاویز پیش کروں گا، اُن پر غور فرمائیے۔ ہوسکتا ہے کہ آپکو ان میں سے کوئی بات بھلی لگے''۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ''عتبہ! کہو جو کہنا چاہتے ہو، میں غور سے سنوں گا''۔

عتبہ نے کہا ''اے میرے بھتیجے اگر آپؐ اس نئے مذہب کے ذریعے دولت اکٹھی کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپؐ کے پاس اتنی دولت جمع کر دینگے کہ آپؐ ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جائینگے۔ اگر آپؐ ایک اعلیٰ مرتبہ کے خواہاں ہیں تو ہم آپؐ کو اپنا لیڈر مقرر کرتے ہیں اور ہم آپؐ کی رضامندی کے بغیر کوئی معاملہ طے نہ کرینگے۔ اگر آپؐ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپؐ کو اپنا بادشاہ بنانے کو تیار ہیں۔ اگر آپؐ کے اندر کوئی جن بھوت داخل ہو گیا ہے تو ہم آپؐ کا علاج کرانے کو تیار ہیں۔ اور اس علاج معالجے پر جتنا بھی خرچ ہو ہم ضرور خرچ کرینگے۔ حتیٰ کہ آپؐ دوبارہ صحت مند ہو جائینگے''۔

رسول اکرم ﷺ نے اُسکی بات غور سے سنی اور فرمایا ''عتبہ کیا تمہاری بات ختم ہو گئی''۔ اُس نے کہا ''جی ہاں''۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ''کیا اب میرا جواب سنو گے''۔ اُس نے کہا ''ضرور''۔ رسول اکرمؐ نے عتبہ کے سامنے سورہ حم سجدہ کی پہلی 38 آیات کی تلاوت فرمائیں (ابن اسحاق)۔ رسول اکرمؐ کی اس تقریر میں بہت اہم نکات ہیں۔ میں ان کو بالترتیب نیچے درج کرتا ہوں:۔

ا۔ ہم اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

Marfat.com

۲۔ اگلی چند آیات میں اللہ تعالیٰ ان مشرکین مکہ کی ذہنی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ سو قرآن تمہاری زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس میں واضح ہدایت ہے۔ یہ مومنین کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور کافروں کو سزا کی تنبیہ کرتا ہے۔ تم اسے سننے کیلئے بھی تیار نہیں بلکہ نہایت گستاخانہ انداز میں کہتے ہو کہ ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہو گیا ہے سو تم بھی اپنا کام کیے جاؤ اور ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔ (حم سجدہ: 5-1)

حمٓ ﴿١﴾ تَنزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ﴿٢﴾ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾ بَشِيرًا وَنَذِيرًا فَأَعْرَضَ أَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٤﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِن بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ﴿٥﴾

"رحمن و رحیم کی طرف سے ایک ایسی کتاب نازل کی جا رہی ہے جس میں احکام کھول کھول کر بیان کیے گئے ہیں۔ قرآن عربی میں ہے ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔ (یہ) بشارت دینے والا اور متنبہ کرنے والا ہے پھر بھی ان میں سے اکثر لوگوں نے منہ موڑ لیا اور وہ اسے سننے تک کو تیار نہیں اور کہتے ہیں کہ ان باتوں کیلئے جن کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہو گیا ہے۔ تو تم بھی اپنا کام کیے جاؤ ہم اپنا کام کیے جائیں گے"۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے گستاخانہ رویے کو نظر انداز کر کے نہایت مشفقانہ انداز میں یہ جواب دیا۔ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہی ہوں۔ البتہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔ (حم سجدہ: 6):

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾

"اے نبی! ان سے کہیے کہ میں تو تم جیسا ایک بشر ہوں۔ مجھے بذریعہ وحی بتایا جاتا ہے کہ تمہارا معبود ایک اللہ ہی ہے تو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو اور ان مشرکین کیلئے (بڑی ہی) خرابی ہے"۔

اگلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق بیان کر کے منکرین توحید کو بلیغ انداز میں تنبیہ کی گئی ہے جب تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو بے شمار حکمتوں کی بنا پر پیدا کیا ہے پھر تم ایسے بے عقل

Marfat.com

ہو کہ ایسے عظیم خالق و قادر کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہو۔ مثلاً رب العزت نے زمین میں بسنے والوں کیلئے مناسب رزق اور روزی عطا فرمائی، کہیں معدنیات ہیں اور کہیں نباتات، کہیں درخت زیادہ ہیں اور کہیں جانور زیادہ ہیں۔ اس طرح تقدیر الٰہی سے دنیا کے سب ملکوں میں باہمی تجارت اور تعاون کی راہیں کھلتی ہیں اور کوئی خطہ اپنے آپ کو دوسرے خطہ سے بے نیاز نہیں سمجھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک ایسی جگہ بنا دیا ہے کہ وہ قیامت تک آنے والے انسانوں اور جانوروں کی ضروریات پوری کر سکے۔

۵۔ اب اگر تم دلائل توحید سن کر بھی توحید کا انکار کرو گے تو تم پر عاد اور ثمود کیطرح کا عذاب آ سکتا ہے۔

''پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہو تمہیں کڑک والے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ویسا ہی عذاب جو ٹوٹ پڑا عاد اور ثمود پر۔'' (حم سجدہ:13)

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾

بزاز اور بغوی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مندرجہ بالا آیت کریمہ پڑھی تو عتبہ نے اپنا ہاتھ رسول اکرم ﷺ کے منہ پر رکھ دیا اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ اب آپؐ اور کچھ نہ کہیے۔

۶۔ قیامت کے دن انسان کے کان، آنکھیں اور اس کی جلد اسکے اعمال کی گواہی دیں گے۔ گویا ہمارے اعضاء اللہ تعالےٰ کے خبر رساں اور سکیورٹی والے سپاہی ہیں۔ پس انسان اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ سے کسی طرح بھی پوشیدہ نہیں رکھ سکے گا۔ جیسا کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کے منہ پر مہر لگا دی جائیگی اور اس کی ران کو کہا جائیگا کہ تو بول اور اس کے اعمال بیان کر۔ تو انسان کی ران، گوشت اور ہڈی اس کے اعمال کی گواہی دینگے۔ (مسلم) مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ کفار کے ساتھ ہوگا۔ کیونکہ وہ اپنے گناہوں کا انکار کریں گے۔

۷۔ مشرکین ایک اور شرارت بھی کرتے تھے۔ (حم سجدہ:26)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾

''اور کافروں نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور جب یہ پڑھ کر سنایا جائے، اس میں شور و غل مچا دو شاید کہ تم (اس تدبیر سے) غالب آ جاؤ'' (اور پیغمبر ہار کر خاموش ہو جاویں)۔

ہم یہ معاملہ ان دنوں بھی مغربی ممالک میں دیکھتے ہیں کہ بعض کافر اذان اور نماز میں قرآن کی تلاوت کے دوران شور و غل مچاتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کیلئے بھی یاد دہانی ہے یہ کہ قرآن کی تلاوت کے دوران بات کرنا ممنوع ہے۔

Marfat.com

۸۔اللہ تعالیٰ کافروں کوان کے برے اعمال کی سخت سزا دینگے:۔(حم سجدہ:27) :

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾

''ہم کافروں کوسخت عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے اور ہم انہیں ان بدترین حرکتوں کی جو وہ کرتے ہیں ضرور ضرور سزا دینگے۔''

۹۔اگلی چھ آیات میں مومنین کیلئے دنیا وآخرت میں اعزاز واکرام کا بیان ہے۔

یادرہے کہ مکمل مومن وہی ہے جوخود نیک عمل کرے اور دوسروں کوبھی اس کی دعوت دے۔

''اوراس سے اچھی بات کس کی ہوگی جواللہ کیطرف دعوت دے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں یقیناً فرماں برداروں میں سے ہوں''۔(حم سجدہ:33)

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾

اللہ تعالیٰ ایسے مومنین کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔(حم سجدہ:30-32):

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے شہادت دی کہ ہمارا رب اللہ ہے پھراس پر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ہم دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور تمہیں وہاں پر وہ چیز ملے گی جس کوتمہارا جی چاہے گا اور تمہیں وہاں ہر وہ چیز ملے گی جو تم منگواؤ گے۔یہ اس ہستی کیطرف سے مہمان نوازی ہوگی جوغفور اور رحیم ہے۔

۱۰۔اللہ تعالےٰ کی دیگر نشانیوں کے علاوہ دن رات اور سورج اور چاند بھی اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔''تم نہ سورج کوسجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ صرف اس خدا کوسجدہ کرو جس نے اس سب کو پیدا کیا۔اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے تو'' (حم سجدہ:37)۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾

Marfat.com

آیت نمبر 38 کی تلاوت کے بعد رسول اکرمؐ نے اللہ تعالےٰ کو سجدہ کیا اور پھر عتبہ سے کہا تم نے میری تقریر سن لی۔ اب جو چاہو کرو۔ (آپ بھی اس آیت کے بعد سجدہ تلاوت کریں)

عتبہ اُٹھ کر اپنے ساتھیوں کیطرف چل پڑا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچا تو وہ ایک دوسرے سے چپکے چپکے کہنے لگے۔ عتبہ کا چہرہ کافی بدلہ ہوا نظر آتا ہے۔ جب عتبہ ان میں بیٹھ گیا تو کہنے لگے۔ اے عتبہ! (اے ابو ولید) کیا خبر لائے ہو۔

عتبہ نے کہا۔ میں نے ایسا کلام سنا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم نہ تو یہ جادو کا کلام ہے نہ شاعر یا کاہنوں کا کلام (وہ جو شیاطین سے حاصل کیا جاتا ہے) اے میرے قریشی بھائیو! تم میری بات مانو اور اس معاملہ کو میرے حوالے کردو۔ میری رائے یہ ہے کہ تم محمدؐ کے مقابلہ اور ایذا سے باز آجاؤ اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ ایک دن ان کے اس کلام کی ضرور قدر اور عزت افزائی ہونیوالی ہے۔ تم ابھی انتظار کرو۔ جزیرہ عرب کے باقی لوگوں کا معاملہ دیکھو۔ اگر قریش کے علاوہ باقی عربوں نے ان کو شکست دے دی تو تمہارا مقصد بغیر تمہاری کسی کوشش کے حاصل ہو جائیگا اور اگر وہ دیگر عربوں پر غالب آگئے تو ان کی حکومت تمہاری ہی حکومت ہو گی اور ان کی عزت سے دراصل تمہاری ہی عزت افزائی ہوگی کیونکہ محمدؐ تمہاری قوم کے فرد ہی تو ہیں۔ پس تم ان کی کامیابی میں خود بخود شریک ہو جاؤ گے۔

عتبہ کے ساتھیوں نے جب یہ تقریر سنی تو کہنے لگے۔ اے ابو ولید! تم پر تو محمدؐ نے اپنی زبان سے جادو کر دیا ہے۔ عتبہ نے کہا میری رائے تو یہی ہے جو میں نے تم سے کہہ دی ہے اب تمہیں اختیار ہے جو چاہو کرو۔ (ابن کثیر)

یہ غیر معمولی مکالمہ ہمیں غیر مسلموں کو ایک موثر انداز میں دعوت و تبلیغ کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ تبلیغ کے دوران ہمیں مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا چاہیے:۔

۱۔ ہمیں ہمیشہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے بات شروع کرنی چاہیے۔

۲۔ ہمیں غیر مسلموں سے انکساری اور شفقت سے بات کرنی چاہیے خواہ وہ کتنے ہی گستاخ ہوں اور خواہ وہ ہمارا اور ہمارے مذہب کا مذاق اڑاتے ہوں۔

۳۔ ہمیں توحید کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالےٰ کی صفت تخلیق اور اس تخلیق میں اللہ کی بیشمار نشانیوں کو بیان کرنا چاہیے جو کہ ہر غیر متعصب شخص کو لاجواب کر دیں گی۔

Marfat.com

۴۔ہمیں انہیں عاد وثمود جیسی متکبر اور مغرور قوموں کی تباہی کی وجوہات بیان کرنی چاہییں۔

۵۔انسان اپنے اعمال کو اللہ تعالٰے سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا بلکہ قیامت کے دن انسان کے اپنے جسم کے اعضاء ہی اس کے اعمال کی گواہی دینگے اور انسان یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ جائیگا۔

۶۔قیامت کے دن غیر مسلم دردناک عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

۷۔جبکہ اللہ تعالٰے مسلمانوں کا اس دنیا میں اور آخرت میں مددگار ہوگا اور انہیں دونوں جہانوں میں سکون اور عزت بخشے گا۔

۸۔دن رات اور سورج وچاند اللہ تعالٰے کی کھلی نشانیاں ہیں۔انسان کو چاہیے کہ اس عظیم مخلوق کی عبادت نہ کرے بلکہ اس کے عظیم الشان خالق کی صدق دل سے عبادت کرے۔

اسراء اور معراج

اللہ تعالٰی سورۃ بنی اسرائیل میں فرماتے ہیں :۔(سورۃ بنی اسرائیل:1):

سُبْحَٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ٱلَّذِى بَٰرَكْنَا حَوْلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنْ ءَايَٰتِنَآ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١﴾

(ترجمہ)''وہ ذات پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام (یعنی خانہ کعبہ) سے مسجد اقصٰی (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، لے گیا تا کہ ہم اسے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔''

حضور اکرم ﷺ کے اس مبارک سفر کے دو حصے ہیں سفر کا پہلا مرحلہ وہ ہے جو آپؐ نے رات ہی رات میں مکہ مکرمہ سے مسجد اقصٰی (یروشلم) تک طے فرمایا، یہ سفر اسراء کہلاتا ہے۔اور سفر مبارک کا دوسرا مرحلہ وہ ہے جو آپؐ نے مسجد اقصی سے اللہ کے دربار عالی تک طے فرمایا جسے معراج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسراء اور معراج کو سمجھنے کے لیے ان حالات اور واقعات کا جائزہ لینا ضروری معلوم ہوتا ہے جن کی روشنی میں یہ سفر پیش آیا۔

معراج کے ڈیڑھ سال پہلے کئی واقعات رونما ہوئے۔ پہلے تو کفار مکہ نے مومنین پر عرصہ حیات تنگ کرنا شروع کر دیا۔اس زمانے میں مسلمانوں کو ظلم وستم انتہاء سے زیادہ ہو جانے پر بھی جوابی

Marfat.com

کارروائی کا حکم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی۔ (سورۃ البقرہ:109) :

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ

(ترجمہ) ''تو تم معاف کردو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا (دوسرا) حکم بھیجے''۔

اسی دوران حضور ﷺ کے چچا ابو طالب صاحب کا انتقال ہو گیا۔ حضورؐ اور دشمنان اسلام کے درمیان ابوطالب صاحب ایک ڈھال کی حیثیت رکھتے تھے۔ ابو طالب صاحب کے انتقال کے بعد کافروں کے ظلم وستم میں اور تیزی اور شدت آ گئی۔

اس سانحہ کے فوراً ہی بعد حضور ﷺ کی چہیتی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال ہو گیا۔ حضورؐ پر گویا کہ رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

ان تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کے مدنظر رسول اکرم ﷺ نے اشاعتِ دینِ حق کے لیے طائف کا سفر اختیار فرمایا۔ حضورؐ کو طائف کے لوگوں سے ہمدردی اور امداد کا خیال اس لیے بھی آیا کیونکہ وہاں آپؐ کی والدہ آمنہ صاحبہ کے بہت سارے رشتہ دار موجود تھے۔

مگران بارسوخ لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نہ صرف بے رخی اور سرد مہری کا مظاہرہ کیا۔ بلکہ ان لوگوں نے وہاں کے بدمعاشوں کو اکسایا ان بدمعاشوں نے پتھر مار مار کر حضورؐ کو بری طرح زخمی کر دیا یہاں تک کہ آپؐ کے سر مبارک سے بہتے ہوئے لہو سے آپؐ کی جوتیاں بھر گئیں۔ حضورؐ نے شہر کے باہر ایک باغ میں پناہ لی۔ اس باغ کے مالک نے آپؐ کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کیا اور شر پسند بچوں کو مار بھگایا۔

اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور عرض کی کہ طائف کے لوگ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اگر آپؐ حکم دیں تو ان کی بستی الٹ کر انہیں نیست و نابود کر دوں مگر آپ ﷺ نے فرمایا میں ساری دنیا کے لیے رحمت اللعالمین بن کر آیا ہوں نہ کہ زحمت۔ بہت ممکن ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں سچائی اور حق کو پہچان کر مسلمان ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا: طائف کا یہ دن میرے لئے احد کے دن سے بھی زیادہ سنگین تھا۔ (مسلم) ان کئی المناک واقعات کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن یعنی ''غم کا سال'' کہا جاتا ہے۔

جب حضور ﷺ طائف سے دوبارہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کفار نے آپؐ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیا کیونکہ اب آپؐ کفار مکہ کی نظر میں مکہ مکرمہ کے باشندے نہیں رہے تھے بلکہ اجنبی ہو گئے تھے۔ کئی بار کی کوششوں کے بعد آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت مل تو گئی مگر اس شرط کے

Marfat.com

ساتھ کہ آپؐ وہاں قیام کے دوران تبلیغ و اشاعت دین سے باز رہیں گے۔ حضور ﷺ مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر بازاروں اور میلوں میں لوگوں کو تبلیغ کرنے لگے۔ کافروں کے اس انتہائی سخت رویے کی وجہ سے حضور ﷺ کو بے حد صبر و تحمل سے کام لینا پڑتا تھا جس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر حضورؐ ﷺ کو اسراء و معراج کا شرف بخشا۔

آیئے اب ہم آپ کو بتائیں کہ اسراء کیا ہے؟

ایک شب حضرت جبرائیل علیہ السلام مسجد حرام میں تشریف لائے اور رسول اکرم ﷺ سے کہا : آپ زم زم سے وضو فرمایئے ! پھر حضرت جبرائیلؑ انہیں براق نامی گھوڑے پر سوار کر کے مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے یروشلم میں مسجد اقصیٰ تک لائے۔ یہاں رسول اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ بعد میں جبرائیل علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کو دو پیالے پیش کیے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب ! آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ پسند فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپؐ نے صحیح انتخاب فرمایا، اگر آپؐ دودھ کی بجائے شراب کا انتخاب فرماتے تو آپکی اُمت کے گمراہ ہونے کا اندیشہ تھا۔ (ہم بھی جانتے ہیں کہ شراب کو عربی میں اُم الخبائث (خبیث چیزوں کی ماں) کہا جاتا ہے۔ شراب سے پورا معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے)۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کو آسمانوں کی انتہائی بلندیوں تک لے گئے۔ اس سفر کو معراج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ علیہ السلام سے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے۔ چوتھے پر حضرت ادریس علیہ السلام سے پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور ساتویں آسمان پر اپنے جد امجد حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان تمام پیغمبروں کو سلام کیا اور ان سے بات چیت بھی فرمائی۔

ایک جگہ آپ ﷺ کا گزر دوزخ کے قریب سے ہوا آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے دوزخ کی ایک جھلک دیکھنے کی فرمائش کی۔ جو کہ پوری کر دی گئی:۔

۱۔ ایک جگہ آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ہونٹ اونٹ کی طرح ہیں۔ وہ بار بار

Marfat.com

آگ کے گولے اپنے منہ میں ڈالتے ہیں جو کہ ان کی پشت سے خارج ہوتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو امانت میں خیانت کیا کرتے تھے۔

۲۔ آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے اور پھولے ہوئے تھے اور اُونٹ ان کو پاؤں سے روندرہے تھے۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ لوگ سود میں ملوث تھے۔

۳۔ آپؐ نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے تازہ اور لذیذ کھانا رکھا تھا، اور قریب ہی گندہ اور بدبودار سڑا ہوا کھانا بھی رکھا تھا۔ یہ لوگ اچھا کھانا چھوڑ کر سڑا ہوا کھانا کھارہے تھے۔ آپؐ کو بتلایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منکوحہ بیویوں کو چھوڑ کر دوسری عورتوں کے ساتھ حرام کاری کیا کرتے تھے۔

۴۔ آپؐ نے دیکھا، کچھ عورتوں کو ان کی چھاتیوں سے لٹکایا گیا تھا۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ ان عورتوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تھی۔

آپؐ شب معراج میں ساتویں آسمان سے بھی اوپر تشریف لے گئے یہاں سے آگے جانے کی اجازت حضرت جبرائیل امین کو بھی نہیں تھی۔ یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنی عجیب و غریب نشانیاں دکھائیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (سورۃ النجم: 18 -17) :

مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰ ﴿١٨﴾

(ترجمہ) ''ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔ انہوں نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کی کتنی ہی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں''

اس بات سے آپ ﷺ کی اعلیٰ شخصیت ، خود اعتمادی اور کامل ضبط وتحمل ظاہر ہوتا ہے۔ آپؐ نے صرف وہی دیکھا جس کا دیکھنا ضروری تھا اور کوئی غیر ضروری سوال جواب نہیں ہوا گویا آپؐ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قربت کے ان مختصر لمحات کے دوران آپ ﷺ کو تین انعامات سے نوازا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو بتایا کہ جو کوئی مخلصانہ طور پر کلمۂ شہادت پڑھے گا اسے آخر کار اللہ کے حکم سے جنت میں داخل کیا جائیگا۔

۲۔ اس رات اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیات مرحمت فرمائیں۔

Marfat.com

۳۔شروع میں آپ ﷺ اور آپؐ کی اُمت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں جو بعد میں ایک خصوصی انعام اور رعایت کے طور پر گھٹا کر صرف پانچ کر دی گئیں لیکن ان کے ادا کرنے پر ثواب پچاس نمازوں کا ہی برقرار رہا۔ یہ اللہ کی اپنے آخری رسولؐ اور اُنکی اُمت پر بہت خاص مہربانی ہے کہ پڑھو پانچ لیکن ثواب پچاس نمازوں کا ہی ملے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''الصلاۃ معراج المؤمنین''

ترجمہ:۔''نماز مومنین کی معراج ہے''۔یعنی نماز بندوں اور اللہ کے درمیان بلا واسطہ ایک اٹوٹ رابطہ ہے۔

معراج کے بعد آپ ﷺ مسجد اقصیٰ تشریف لائے، آپ کے ہمراہ تمام انبیاء تشریف لائے اور حضورؐ کی امامت میں نماز ادا فرمائی۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مذہب ایک ہی تھا اور سبھی توحید کا پیغام لے کر آئے تھے اور اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ کو ان تمام انبیاء علیہم السلام پر برتری اور فوقیت حاصل ہے۔

اس کے بعد اُسی رات کے دوران میں حضرت جبرائیل امین حضور ﷺ کو واپس مکہ مکرمہ لے آئے۔ جب کفار نے یہ سنا کہ آپ ﷺ نے رات کے کچھ حصہ میں مکہ سے یروشلم اور وہاں سے ساتویں آسمان تک سفر کیا اور اسی رات مکہ مکرمہ واپس بھی آ گئے تو کفار و مشرکین نے اس بات کا خوب مذاق اڑایا۔ کفار ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ازراہِ مذاق کہا۔ کہ سنا تم نے کہ تمہارا ساتھی (نعوذ باللہ) کیا کہہ رہا ہے؟ ابوبکرؓ نے کفار سے پوچھا کیا واقعی آپؐ نے یہ کہا ہے؟ کافروں نے جواب دیا ''ہاں'' ابوبکرؓ نے فرمایا'' کہ اگر آپ ﷺ نے ایسا کہا ہے تو بالکل سچ کہا ہے'' حضور ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ''صدیق'' (تصدیق کرنے والا) کے مبارک لقب سے نوازا۔

سورۃ اسراء کی پہلی آیت میں ہمارے لئے بہت سارے سبق پوشیدہ ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کسی اور نام یا لقب سے یاد فرمانے کے بجائے ''عبد'' یعنی اپنے انتہائی فرمانبردار ''بندے'' کے نام سے یاد فرمایا۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ اس انتہائی قربت کے باوجود آپؐ اللہ تعالیٰ کے ایک فرمانبردار بندے ہیں اور یہ بھی کہ آپؐ اللہ کی واحدانیت میں ذرہ برابر کے بھی شریک نہیں ہیں پس ہم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم اہل کتاب کی طرح کسی کو اللہ کا بیٹا یا اس کا شریک نہ بنائیں۔

Marfat.com

لفظ ''العبد'' سے اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ کو معراج جسمانی حالت میں ہوئی نہ کہ صرف روحانی حالت میں۔ کیونکہ ہم روح اور جسم والے کو ہی عبد کہہ سکتے ہیں نہ کہ صرف روح والے کو یا صرف جسم والے کو۔

علاوہ ازیں ہم سب کو مسجد اقصیٰ سے بھی بہت عقیدت ہونی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گردونواح کو برکت والا بنایا ہے۔ یہ بھی نوٹ فرمایئے کہ اس آیت میں رات کے لیے لفظ لیلاً بطور اسم نکرہ استعمال کیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے رات کا کچھ حصہ نہ کہ پوری رات! یعنی اسراء و معراج کا پورا سفر رات کے ایک حصے میں ہی طے ہو گیا۔

بے شک اللہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کی دعائیں سنیں، ان کے صبر و استقلال کو دیکھا اور آخر کار ان سے راضی ہو کر آپ کو اسراء و معراج کی سعادت سے نوازا۔
اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اسراء اور معراج کے صحیح مفہوم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہجرت

رسول اکرم ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت سے پہلے کئی اہم اُمور کا ذکر کرنا ضروری ہے:۔

ا۔ مدینہ منورہ کے یہودی نسلاً بہ نسلاً نہایت بے تابی سے محمدؐ کا انتظار کر رہے تھے اور مدینہ منورہ کے طاقتور قبائل (اوس اور خزرج) کو دھمکیاں دیتے تھے کہ جب یہ نئے پیغمبر تشریف لے آئینگے تو ہم ان کی مدد سے تمہیں ملیا میٹ کر دینگے۔

۲۔ سن نبوی کے گیارویں سال حج کے دوران خزرج قبیلے کے چھ شخص رسول اکرم ﷺ سے مکہ مکرمہ میں ملے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا (تا کہ محمد ﷺ کی مدد سے مدینہ کے یہودیوں کو زیر کر سکیں)۔ اگلے سال ان کے سات اور ساتھیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یہ پہلی بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔ رسول اکرمؐ نے مصعب بن عمیرؓ کو اپنا سفیر بنا کر ان کے ساتھ مدینہ منورہ بھیجا۔ تا کہ وہ وہاں اسلامی تعلیم و تبلیغ کو فروغ دیں۔

۳۔ سن نبوی کے تیرھویں سال مدینہ کے 75 مسلمانوں نے رسول اکرم ﷺ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات کی اور آپؐ کو مدینہ منورہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ انہوں نے اس بات کا وعدہ کیا کہ وہ

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کی ہر حال میں حفاظت کریں گے۔ یہ دوسری بیعت عقبہ کے نام سے مشہور ہے۔

۴۔ بیعت عقبہ تاریخی نقطہ نظر سے نہایت اہم ہے کیونکہ اس کی بنا پر مسلمانوں کو کرہ زمین میں ایک گھر مل گیا جہاں وہ آباد ہو سکتے تھے۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں درج ہے کہ رسول اکرم کو ہجرت کی جگہ (مدینہ منورہ) خواب میں بتائی گئی۔ پس آپؐ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک عرب اپنے قبیلے سے رشتہ ناطہ کے باعث پہچانا جاتا ہے۔ اگر اس کا اپنے قبیلے سے ناطہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک بے قدر انسان بن جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اسے قتل کر دے تو اس کی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوتی۔ مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کا مطلب یہ تھا کہ رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ اپنے قبیلوں سے ناطے توڑ دیں اور ایک بے سہارا شخص کی طرح نئی زندگی میں قدم رکھیں۔ اگر وہ قتل ہو جائیں تو اس کی کوئی باز پرس نہ تھی۔ رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ نے یہ خطرہ صرف اس لیے مول لیا تا کہ ایک اللہ کی عبادت کر سکیں۔ پس ہجرت مسلمانوں کی سب سے بڑی قربانی تھی۔ بتدریج مسلمان مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے لگے۔ بستے گھروں اور رشتہ داروں کو خیر باد کہہ کر اللہ کی خوشنودی کیلئے اللہ کی راہ میں نکل پڑے۔

ہجرت کا آغاز:

مشرکین مکہ کو مسلمانوں کی ہجرت بہت ناگوار گزری۔ انہیں یہ فکر لاحق تھی کہ مسلمان مدینہ منورہ کے جنگجو قبائل (اوس و خزرج) سے مل کر اپنے قدم جمالیں گے۔ پس قریش مکہ مہاجرین کو ہر طرح سے ستانے اور اذیت دینے پر تل گئے۔ مثلاً جب ابو سلمہؓ اپنی بیوی اور بچے کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کو نکلے۔ تو ابو سلمہؓ کے سسرال نے بیوی کو چھین لیا۔ ابو سلمہؓ کے خاندان نے کمسن بچے کو چھین لیا۔ ابو سلمہ اکیلے مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ آپ کی بیوی ایک سال تک شب و روز زار و قطار روتی رہی بالآخر اس کے قبیلے کے ایک شخص کو بیچاری پر رحم آ گیا۔ اس کی مدد سے آپ کی بیوی اپنے بچے کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ (ابن اسحاق)

اسی طرح جب صہیب رومیؓ نے ہجرت کرنی چاہی تو قریش نے انہیں روک لیا۔ کہنے لگے۔ جب تم یہاں آئے تھے ایک مفلس اور بے قدر انسان تھے یہاں رہ کر تم ایک مالدار شخص بن گئے ہو ہم تمہیں تمہاری دولت کے ساتھ ہجرت نہیں کرنے دینگے۔ صہیبؓ نے فرمایا۔ اگر میں اپنی ساری دولت تمہیں دے دوں تو کیا تم مجھے جانے دو گے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ صہیبؓ نے اپنی ساری دولت

Marfat.com

ان کے حوالے کر دی اور مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔ جب رسول اکرم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔صہیبؓ نے ایک نہایت نفع بخش سودا کیا ہے۔صہیبؓ نے یقیناً ایک نہایت نفع بخش سودا کیا ہے (ابن ہشام)۔اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: (البقرہ: 207) :

وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِ ٱللَّهِ ۗ وَٱللَّهُ رَءُوفٌۢ بِٱلْعِبَادِ ﴿٢٠٧﴾

''اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے''۔

تقریباً ہر مسلمان کی ہجرت کی کہانی رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔مسلمانوں کی اس ہجرت سے قریش کا غیظ و غصہ اور بھی بڑھ گیا۔انہوں نے ایک رات ہر قبیلے کے ایک شخص کو رسول اکرمؐ کے گھر کے باہر کھڑا کر دیا تا کہ جب رسول اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائیں تو سب قبیلے مل کر (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کر دیں۔اور وہ کسی ایک قبیلے سے انتقام نہ لے سکیں۔(الانفال:30) :

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ ٱللَّهُ ۖ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَـٰكِرِينَ ﴿٣٠﴾

''اور جب وہ لوگ جو کافر ہیں تمہارے خلاف چالیں چل رہے تھے کہ تمہیں قید کر دیں یا قتل کر دیں یا تمہیں جلاوطن کر دیں۔وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو مشرکین کے ارادوں سے آگاہ کر دیا۔آپؐ نے علیؓ کو کہا کہ میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں۔وہ ان کے مالکوں کو واپس کر دینا پھر مدینہ منورہ ہجرت کرنا۔

یہاں چند نکات قابل غور ہیں:۔

ا۔رسول اکرم ﷺ کے خون کے پیاسے دشمن بھی جانتے تھے کہ آپؐ سب سے زیادہ قابل اعتماد اور امین شخص ہیں۔اس لیے اپنی قیمتی چیزیں آپؐ کے پاس بطور امانت رکھتے تھے۔

۲۔رسول اکرم ﷺ نے ان مشکل حالات میں بھی امانتیں واپس کرنے کا انتظام کیا۔

۳۔علیؓ کو یقین تھا کہ وہ دشمن کے نرغے میں ہونے کے باوجود زندہ رہیں گے اور امانتیں واپس کر

Marfat.com

سکیں گے۔ کیونکہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے۔

۴۔ علیؓ کی جوانی میں بھی رسول اکرم ﷺ ان کی اعلیٰ صلاحیتوں کی قدر کرتے تھے اور انہیں ایسی خطرناک اور مشکل ڈیوٹی دیتے تھے جو علیؓ بطریق احسن سرانجام دیتے۔

ایک معجزہ:

رسول اکرم ﷺ رات کے وقت اپنے گھر سے باہر نکلے اور اپنے جانی دشمنوں کے پاس سے گزرے۔ آپ اس وقت سورۃ یٰسین کی آیت نمبر 9 کی تلاوت کر رہے تھے۔ (یٰسین:9):

وَجَعَلْنَا مِنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ﴿٩﴾

''اور ہم نے ان کے آگے ایک دیوار کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار۔ پس اس طرح ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے۔ لہٰذا وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔''

پس اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد سے مشرکین کا دستہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے دستے کے ہر سپاہی کے سر پر کچھ مٹی بھی ڈالی۔

رسول اکرم ﷺ کی ہجرت:

رسول اکرم ﷺ ابو بکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں نے مکان کی پچھلی کھڑکی سے کود کر رات کے اندھیرے میں پیدل چلنا شروع کر دیا۔ آپ دونوں تقریباً پانچ میل چل کر ایک ثور نامی غار میں چھپ گئے۔ مشرکین کو علیؓ کو دیکھ کر بہت غصہ آیا۔ انہوں نے ایک بڑے پیمانے پر رسول اکرمؐ کی تلاش شروع کی اور اس کے لیے ایک سو اونٹ کا انعام مقرر کیا۔

ایک اور معجزہ:

مشرکین کا ایک دستہ رسول اکرم ﷺ کی تلاش میں غار ثور کے منہ کے سامنے پہنچا انہیں غار کے منہ پر مکڑی کا جالا نظر آیا اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ رسول اکرم ﷺ اس غار میں داخل نہیں ہوئے۔ ورنہ مکڑی کا جالا ٹوٹا پھوٹا ہوتا۔ یہ دستہ وہاں سے چلا گیا۔

کچھ دیر کے بعد مشرکوں کا ایک اور دستہ بھی غار ثور تک پہنچ گیا۔ انہوں نے غار کے منہ پر پرندے کا ایک گھونسلا دیکھا جس میں پرندے کے انڈے بھی تھے۔ مشرکین ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ یقیناً وہ

Marfat.com

اس غار میں نہیں گھسے، ورنہ گھونسلا اور مکڑی کا جالا ٹوٹے ہوتے۔

سوچئے! کہ دشمن رسول اکرم ﷺ سے صرف چند گز دور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک حقیر مخلوق یعنی مکڑی کے جالے سے رسول اکرم ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ جب دشمن کے دستے غار کے منہ پر کھڑے تھے تو ابوبکر صدیق ؓ نے آپ ؐ سے عرض کی کہ اگر سپاہی جھک کر دیکھیں تو ہم کو پالیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے ابوبکر صدیق ؓ کو تسلی دی اور فرمایا فکر مت کرو اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔(التوبہ:40):

إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ ٱللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ثَانِىَ ٱثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِى ٱلْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَـٰحِبِهِۦ لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ ٱللَّهُ سَكِينَتَهُۥ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُۥ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ٱلسُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ ٱللَّهِ هِىَ ٱلْعُلْيَا ۗ وَٱللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾

''اگر تم نے نبی ؐ کی مدد نہیں کی تو (کچھ پروا نہیں)۔ بے شک اللہ نے اس کی مدد کی تھی، اس وقت، جب کافروں نے اس کو نکال دیا تھا (مکہ سے)، (جب تھا وہ) دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ سو اللہ نے اپنی سکینت اس پر نازل فرمائی اور اس کی مدد کی ایسے لشکروں سے جو تم کو نظر نہیں آتے تھے، اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول وہ تو ہے ہی اونچا، اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔''

پس وہ دونوں ان مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث ذہنی طور پر پرسکون ہی رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی غیبی فوج سے مدد فرمائی۔

غار میں قیام:

رسول اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق ؓ غار ثور میں چند دن مقیم رہے۔ اُن کا روزانہ کا معمول یہ تھا:۔

ا۔ عبداللہ بن ابوبکر ؓ رات کے اندھیرے میں غار ثور جاتے اور مشرکین کی سرگرمیوں سے آگاہ فرماتے۔ وہ صبح ہونے سے پہلے ہی واپس مکہ مکرمہ لوٹ جاتے گویا کہ وہ پوری رات مکہ مکرمہ ہی میں تھے۔

۲۔ عامر بن فہیرہ اپنی بکریوں کا ریوڑ ہر رات غار ثور کے پاس لاتے۔ رسول اکرم ؐ اور ابوبکر صدیق ؓ بکریوں کا دودھ پی لیتے۔ عامر صبح ہونے سے پہلے ہی ریوڑ کے ہمراہ واپس مکہ مکرمہ پہنچ جاتا اور ریوڑ کو اس طرح سے چلاتا تاکہ عبداللہ بن ابوبکر کے پاؤں کے نشان مٹ جائیں۔ عبداللہ بن اریقط

Marfat.com

ایک غیر مسلم مگر قابل اعتماد گائیڈ تھا۔ ابو بکر صدیقؓ نے اس سے معاوضہ طے کر کے اس کی خدمات حاصل کیں تا کہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے راستے کی رہبری کر سکیں۔ تین دن کے بعد عبداللہ بن اریقط ابو بکرؓ کے دو اونٹ لیکر غار ثور کے پاس پہنچ گیا۔

۳۔ اس موقع پر ابو بکرؓ نے اپنا ایک اونٹ بطور تحفہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اکرم ﷺ اس کی قیمت ادا کرنے پر مصر ہوئے تو ابو بکرؓ نے اسے چار سو درہم میں آپ کو بیچ دیا۔ یہی آپ کی مشہور اونٹنی قصویٰ ہے۔

۴۔ انہوں نے عبداللہ بن اریقط کی رہبری سے مدینہ منورہ کا سفر شروع کیا جبکہ عامر بھی ان کے ساتھ تھا۔

مزید معجزے:

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر کے دوران آپ ﷺ اُم معبد نامی عورت کے خیمہ کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اُم معبد سے پوچھا۔ کیا اس کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز موجود ہے۔ اس نے کہا۔ بخدا! کچھ بھی نہیں میرا خاوند ہماری بکریوں کا ریوڑ چرانے لے گیا ہے، گھر میں کچھ بھی نہیں جو پیش کروں۔ آپ ﷺ نے ایک مریل سی بکری خیمے کے پاس دیکھی۔ آپؐ نے اس بکری کے بارے میں پوچھا، کہنے لگی۔ کہ یہ اتنی کمزور ہے کہ ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی تھی۔ آپؐ نے اجازت چاہی کہ اس کا دودھ حاصل کر سکیں۔ کہنے لگی کہ اس میں تو ذرا بھر بھی دودھ نہیں، تاہم میری طرف سے اجازت ہے۔ آپؐ کوشش کر سکتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے بکری کے تھنوں کو چھوا اور پھر دعا فرمائی۔ بکری کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ آپؐ نے اس کا دودھ حاصل کر کے اُم معبد کو دیا۔ اس نے خوشی خوشی دودھ پیا۔ پھر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے بھی پیا۔ آپؐ نے کچھ دودھ برتن میں اُم معبد کیلئے چھوڑ دیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ اُم معبد کا خاوند شام کو گھر آیا۔ دُودھ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ اُم معبد نے بتایا کہ ایک برگزیدہ ہستی کا یہاں سے گزر ہوا۔ اس کے خط و خال یوں یوں تھے۔ اُم معبد کا خاوند کہنے لگا، یہ وہی مبارک ہستی ہے جس کو قریش تلاش کر رہے ہیں، اگر میری ملاقات ہو تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں۔ (زادالمعاد)

مدینہ منورہ کے راستے میں ہی ایک شخص سراقہ بن مالک نے اپنے گھوڑے پر آپ ﷺ کا پیچھا کیا تا

Marfat.com

کہ آپؐ کو پکڑ کر قریش کے حوالے کرے اور ایک سو اونٹ کا انعام حاصل کر سکے۔ جب سراقہ رسول اکرم ﷺ کے قریب پہنچا تو اس کا گھوڑا لڑکھڑا گیا اور گھوڑے کے پاؤں ریت میں دب گئے۔ سراقہ زمین پر گر گیا۔ اس نے چار بار آپ تک پہنچنے کی کوشش کی۔ ہر بار گھوڑے سے گرا اور ناکام ہوا۔ سراقہ کو سمجھ آ گئی کہ وہ اللہ کے ایک پیغمبر کو قید کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بالآخر سراقہ پیدل آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے بُرے ارادے کا ذکر کرنے کے بعد آپؐ سے مؤدبانہ درخواست کی کہ جب آپؐ قریش کو زیر کر لیں گے، اُس وقت مجھ سے اور میرے قبیلے سے بدلہ نہ لیجئے گا۔ آپ ﷺ نے نہایت فراخ دلی سے سراقہ اور اس کے قبیلے کو معافی عطا فرمائی بعد ازاں سراقہ نے اسلام قبول کر لیا۔ (زاد المعاد)

بریدہ اسلمی اپنے قبیلے کا سردار تھا وہ بھی قریش کا انعام حاصل کرنے کے لیے آپؐ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ بریدہ اور اس کے ساتھیوں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کے راستے میں دیکھا تو بریدہ آپؐ کے قریب پہنچا اور آپؐ سے گفتگو کرنے لگا۔ آپؐ نے مختصر گفتگو کے دوران بریدہ کا دل موہ لیا۔ بریدہ اور اس کے قبیلے کے ستر لوگ فوراً اِسلام میں داخل ہو گئے۔ بریدہ نے خوشی کے مارے اپنی سفید پگڑی کو ایک ڈنڈے سے باندھ کر پرچم بنایا۔ بریدہ یہ سفید پرچم لہراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سمیت یہ نعرے لگاتا گھر پہنچا۔ ایک پیغمبر جو کہ امن اور انصاف کا بادشاہ ہے۔ سفر کر رہا ہے۔

قبا میں داخلہ:

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو مدینہ منورہ اور اس کے گرد و جوار کے قبیلے آپؐ کو خوش آمدید کہنے کیلئے گھروں سے باہر بیٹھے رہتے۔ دوپہر کے وقت جب سورج کی گرمی ناقابل برداشت ہو جاتی تو تھوڑی دیر کیلئے واپس اپنے گھروں میں چلے جاتے۔ ایک روز ایک یہودی کسی کام کیلئے دوپہر کے وقت ایک ٹیلے پر چڑھا۔ اس نے آپ کو (سفید کپڑوں میں ملبوس) قبا بستی کی طرف پیش قدمی کرتے دیکھا۔ اس نے بلند آواز سے لوگوں میں اعلان کیا۔ جس کی آپ کو انتظار تھی آ گئے ہیں۔ قبا کے مسلمان فی الفور اپنے ہتھیاروں سے مزین ہو کر آپؐ کے استقبال کو نکلے۔ رسول اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے جبکہ ابوبکر صدیقؓ ہر آنے والے سے مصافحہ کرتے۔ کچھ دیر کے بعد رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر دھوپ آ گئی۔ ابوبکر صدیقؓ نے اپنی چادر تان کر آپؐ کے سر مبارک پر سایہ کیا۔ تب لوگ سمجھے کہ رسول اکرم ﷺ کون ہیں۔ علیؓ نے بھی مکہ مکرمہ میں تین دن ٹھہر کر پیدل ہی مدینہ

Marfat.com

منورہ کا رخ کیا اور رسول اکرم ﷺ سے قبا میں آ ملے۔

رسول اکرم ﷺ نے قبا میں قیام کے دوران قبا میں ایک مسجد تعمیر کی۔ یاد رہے کہ اس نئی اسلامی سوسائٹی میں سب مسلمان برابر تھے۔ اس لیے سب مسلمانوں نے اور خود رسول اکرم ﷺ نے بھی مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ قبا میں چند روز قیام کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کیطرف پیش قدمی کی۔ راستے میں آپؐ نے قبیلہ بنو سالم بن عوف کی آبادی میں جمعہ پڑھایا۔ ابھی بھی اس مقام پر جمعہ مسجد کے نام سے مسجد موجود ہے۔

مدینہ منورہ میں داخلہ:

آپ ﷺ اسی روز مدینہ منورہ پہنچے۔ آپکی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے پاس بیٹھ گئی۔ آپؐ نے ان کے گھر قیام فرمایا اور جلد ہی ایک مسجد اور ایک حجرہ تعمیر کیا۔ اس مسجد کی تعمیر میں بھی سب صحابہ کرام اور آپ ﷺ نے حصہ لیا۔ یہ مسجد ان پاکباز بندوں کے باہمی اجتماع اور میل ومحبت کا مرکز بن گئی۔ چند روز کے بعد آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت سودہؓ آپ کی دو بیٹیاں (فاطمہؓ، اُم کلثومؓ) اُسامہ بن زید، عائشہؓ اور اُم ایمنؓ بھی عبداللہ بن ابوبکرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپؐ کی تیسری بیٹی زینبؓ بدر کی جنگ کے بعد مدینہ منورہ آسکیں۔

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں مندرجہ ذیل دعا فرمائی ''اے اللہ ہمارے نزدیک مدینہ منورہ کو اسی طرح محبوب کر دے جیسے مکہ مکرمہ محبوب تھا یا اس سے بھی زیادہ اور مدینہ منورہ کی فضا صحت بخش بنادے اور اس کے ماپنے کے پیمانوں میں برکت دے اور اس کا بخار منتقل کر کے جحفہ پہنچادے'' (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ منورہ کی فضا بہت خوشگوار ہوگئی۔

مدینہ منورہ کی ہجرت کی اہمیت:

رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی مدینہ منورہ کیطرف ہجرت کے بہت دُوررس نتائج نکلے:۔

ا۔ اس سے اسلامی سوسائٹی ایک اسلامی امت بن گئی۔ رنگ نسب، امیر وغریب جیسے تعصبات ختم ہوگئے۔ اس اسلامی تہذیب میں سب مسلمان ایک برابر تھے۔ وہ نہایت اخوت و پیار سے شیر وشکر ہو کر رہنے لگے۔

۲۔ رسول اکرم ﷺ نے تاریخ انسانی کا ایک بے مثال کارنامہ انجام دیا جسے مہاجرین اور انصار

Marfat.com

کے درمیان مواخات یا بھائی چارے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ اور اسلامی تعاون بے حد دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ سوچئے آپ ﷺ کی دُور اندیشی، ایثار و محبت اور اخلاص سے اس نئی سوسائٹی کے نہایت پیچیدہ مسائل فی الفور حل ہو گئے۔

۳۔ اسلامی مورخین کے مطابق رسول اکرم ﷺ قبا میں 16 جولائی 632ء کو پہنچے یہ محرم کا مہینہ تھا۔ ہجری کیلنڈر اسی دن سے شروع کیا گیا۔

۴۔ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ آپ ﷺ نے اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کی بنیاد ایسی ٹھوس بنیادوں پر رکھی کہ آئندہ نسلوں کیلئے ایک اعلیٰ نمونہ ثابت ہوئی۔ آپؐ نے مدینہ کے طاقتور یہودیوں کو ایک معاہدے میں جکڑ لیا۔ پس آپؐ ایک نہایت دور اندیش سپہ سالار تھے۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کیلئے ابوبکر صدیقؓ کو اپنا ساتھی بنایا۔ اس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے سورہ توبہ میں بھی کیا ہے۔ یہ ابوبکر صدیق کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔

۶۔ اگر کوئی انصاف پسند شخص ٹھنڈے دل سے اس مضمون کو پڑھے تو اس کا دل گواہی دے گا کہ اس ہجرت کے دوران حضرت ابوبکرؓ نے ایک نہایت اعلیٰ کردار ادا کیا۔ افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ اس کے باوجود پھر بھی بعض لوگ ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازیبا کلام کرتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔

عالیشان فتح

ذی قعدہ 6ھ کے دوران رسول اکرم ﷺ اور مشرکین مکہ کے درمیان ایک تاریخی صلحنامہ طے پایا جو کہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ کی حدود کے قریب ہے اور اسے اب شمیسہ کہتے ہیں۔ اس صلحنامہ کی کئی دفعات ایسی تھیں جو کہ مسلمانوں کیلئے بے عزتی اور کمزوری ظاہر کرتی تھیں اس لئے کئی صحابہ کرامؓ ایک قسم کے مغالطہ اور تذبذب میں پڑ گئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ صلحنامہ مسلمانوں کے حق میں ایک عالیشان فتح ثابت ہوا۔ اور اس سے رسول اکرمؐ کی غیر معمولی فراست اور دور اندیشی کھل کر سامنے آ گئی۔ اس صلحنامہ نے یہ بھی ثابت کیا:۔

ا۔ اللہ کے دشمن اپنی تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بھی اپنی تدبیریں کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی تدبیر سب سے اعلیٰ اور کامل ہے۔(سورۃ الانفال:30) :

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾

''وہ چل رہے تھے اپنی چالیں اور اللہ چل رہا تھا اپنی چال، اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔''

۲۔رسول اکرم ﷺ مذہبی امور میں اپنی ذات سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی وحی ہوتی ہے۔(سورۃ النجم:4-3) :

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾

''اور وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا ہے مگر یہ کلام ایک وحی کا ہے جو نازل کی جارہی ہے۔''

۳۔اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو نہایت قدر و منزلت سے دیکھتے تھے اور مشکلات کے وقت ان کے دلوں پر سکون طاری کر دیتے۔صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد کے باعث ایک اعلیٰ اخلاق کے مظاہرہ کیا۔اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرامؓ سے اتنی محبت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آئندہ نسلوں کیلئے مندرجہ ذیل اعلان فرمادیا:(الفتح:26) :

وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ

''اور یہی لوگ (تقویٰ کے) زیادہ حق دار تھے اور اس کے اہل بھی''

میں حیران ہوں کہ بعض حضرات صحابہ کرامؓ کے بارے میں کس منہ سے بات کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی مقامات پر صحابہ کرامؓ کی تعریف فرمائی۔

آیئے اب ان حالات کا جائزہ لیں جن کی بنا پر یہ تاریخی صلحنامہ معرض وجود میں آیا۔آپ کو یاد ہو گا کہ مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنا ستایا کہ وہ اپنے آبائی گھروں سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔یہ ستانا صرف اس لیے تھا کیونکہ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ایک رب العزت کا کلمہ پڑھتے تھے۔مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے ملیا میٹ کرنے کے لیے مسلمانوں سے تین بڑی جنگیں (بدر، احد، احزاب) بھی کیں۔اس دوران رسول اکرمؐ نے ایک خواب دیکھا۔جس میں آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ میں عمرہ کر رہے ہیں البتہ اس عمرہ کرنے کا

Marfat.com

وقت اور تاریخ وغیرہ کا ذکر نہ تھا۔ رسول اکرمؐ نے اپنی خواب صحابہ کرامؓ کو بیان فرمائی۔ چونکہ ہر نبی کی خواب صحیح ہوتی ہے اس لیے آپؐ نے عمرہ کرنے کیلئے سفر کا اعلان فرمایا اور مدینہ منورہ کے دیہاتیوں کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ اکثر دیہاتیوں نے عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ جانے کیلئے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ درحقیقت رسول اکرمؐ ہمیں مشرکین مکہ سے لڑانا چاہتے ہیں اور اس طرح (نعوذ باللہ) رسول اکرمؐ ان کو ایک ہلاکت میں دھکیل رہے ہیں۔ (الفتح: 12) :

بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾

''دراصل تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسولؐ اور مومن اپنے گھروں کی طرف ہرگز نہیں لوٹیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں کو بہت اچھی لگی تھی اور اسی وجہ سے تم بڑے بڑے گمان کرنے لگے تھے حالانکہ تم وہ لوگ ہو جنہیں بہرحال ہلاک ہونا ہے''

پس اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو اس سفر کی توفیق نہ دی۔ رسول اکرم ﷺ نے تقریباً 1400 صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کا سفر شروع کر دیا۔ انہوں نے عمرہ کے احرام باندھے اور قربانی کے جانور ساتھ لے لیے۔ جب وہ مکہ مکرمہ کی حدود کے قریب پہنچے تو مشرکین مکہ کے فوجی دستے نظر آئے۔ مثلاً خالد بن ولید (جو کہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے) اپنے فوجی دستہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے مستعد تھے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اس علاقہ پر قبضہ کر رکھا تھا جہاں پانی فراوانی سے دستیاب تھا۔

ایک معجزہ:

رسول اکرم ﷺ خالد بن ولید کے دستہ سے دور ہٹ گئے اور ایسی جگہ پڑاؤ ڈالا جہاں پانی نہیں تھا۔ رسول اکرمؐ کو ایک پرانا کنواں نظر آیا جس کی تہہ میں معمولی سا پانی تھا۔ رسول اکرمؐ نے پانی سے کلی کر کے اس کنوئیں میں پھینکی اور اپنا ایک تیر اس کنویں میں نصب کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ کنوئیں سے پانی ابلنا شروع ہو گیا اور وہ کنویں کے کناروں تک پہنچ گیا۔ صحابہ کرامؓ نے پانی سے اپنے برتن بھر لیے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ خالد بن ولید نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہم نے ایک سنہری موقع کھو دیا۔ ہمیں چاہیے تھا کہ جب سب مسلمان نماز میں مشغول تھے ان پر اچانک حملہ کر دیتے۔ اب ہم انہیں اگلی نماز میں نہیں چھوڑیں گے۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر صلوٰۃ الخوف کی وحی بھیجی، یعنی جنگ جیسے خطرناک حالات میں دو گروپوں میں بٹ کر کیسے نماز ادا کرنا ہو گی۔

Marfat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی:

رسول اکرم ﷺ نے سوچا کہ مجھے قریش مکہ کے پاس اپنا ایک نمائندہ بھیجنا چاہیے جوان کو واضح کرے کہ ہم جنگ کی نیت سے نہیں آئے، محض عمرہ کر کے واپس چلے جائینگے۔ رسول اکرمؐ نے اس مقصد کیلئے عثمانؓ کو چنا کیونکہ آپ نہ صرف مسلمانوں میں ہردلعزیز تھے بلکہ مشرکین مکہ بھی آپ سے نہایت عزت واحترام سے پیش آتے تھے۔ عثمان بن عفانؓ نے مسلمانوں کے سفیر کی حیثیت سے مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے ارادے سے باخبر کیا۔ مشرکین مکہ نے عثمانؓ سے اچھا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ انہیں عمرہ کرنے کی بھی اجازت دے دی۔ لیکن عثمانؓ نے انہیں دوٹوک یہ جواب دیا۔ جب تک رسول اکرمؐ عمرہ نہ کریں گے میں ہرگز عمرہ نہیں کرونگا۔ مشرکین نے رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ یہی نہیں بلکہ مشرکین نے اپنے پچاس آدمیوں کا دستہ مسلمانوں کے کیمپ کے پاس تعین کر دیا تا کہ وہ موقع ملتے ہی رسول اکرم ﷺ پر حملہ کر کے (نعوذ باللہ) ان کا کام تمام کر دیں۔ لیکن رسول اکرمؐ کے باڈی گارڈ (پاسبان) محمد بن مسلمہؓ نے ان پر قابو پا کر سب کو حراست میں لے لیا اور ان کو رسول اکرمؐ کے پاس لے آیا۔ اسی دوران دس دیگر مسلمان بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور عثمانؓ سے مل گئے۔ جب مشرکین کو اپنے آدمیوں کی حراست کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی عثمانؓ اور دیگر دس مسلمانوں کو حراست میں لے لیا۔ اس طرح حالات نہایت کشیدہ اور خطرناک صورت اختیار کر گئے۔ دونوں اطراف نہایت آسانی سے قیدیوں کو قتل کر سکتے تھے۔ بعض افواہوں سے یہ پتہ چلا کہ مشرکین نے عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا ہے۔

بیعت رضوان:

جب رسول اکرم ﷺ نے یہ خبر سنی تو آپؐ نے سب مسلمانوں کو ایک درخت کے نیچے جمع کیا اور ان سے مشرکین مکہ سے جنگ کرنے کی بیعت لی۔ سب مسلمانوں نے باری باری آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کی (صرف جد بن قیس منافق نے نہ کی) پھر رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ اور بیعت کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کیلئے ایک اور اعزاز تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام کی یہ بیعت بہت پسند آئی۔ (الفتح:18):

لَقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَٰبَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾

Marfat.com

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے سو وہ ان کے دلوں کی کیفیت جانتا تھا سو اللہ نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور انعام میں انہیں قریبی فتح عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی نظر میں شرکائے بیعت رضوان نہایت ہی اعلیٰ و افضل مومن تھے۔ حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شرکاء بیعت رضوان کو فرمایا۔ تم اس وقت کرہ ارض پر بسنے والوں میں سے سب سے افضل ہو۔ (بخاری و مسلم)

اُم بشیرؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ جہنم میں نہیں جائینگے (مسلم)

پس شرکاء بیعت رضوان کیلئے جنت کی ویسی ہی خوشخبری ہے جیسی کہ شرکائے بدر کیلئے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد:

اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے دلوں میں خوف پیدا کر دیا۔ انہوں نے اپنے تین نمائندے (سہیل بن عمرو، حویطب اور مکرز) کو رسول اکرمؐ کے پاس بھیجا۔ تاکہ بات چیت کر کے اس نازک معاملہ کو سلجھایا جا سکے۔ سہیل نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ عثمانؓ اور ان کے ساتھی زندہ ہیں۔ ہم ان کو واپس کر دینگے اگر آپ ہمارے پچاس سپاہیوں کو واپس کر دیں پس اللہ تعالیٰ نے طرفین کو خون خرابہ کرنے سے بچالیا۔ (الفتح:24) :

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنۢ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾

''یہ اللہ ہی ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے روک دیے اور تمہارے ہاتھ ان سے اس کے بعد وہ تمہیں ان پر غلبہ عطا کر چکا تھا اور اللہ اسے دیکھ رہا تھا جو تم کر رہے تھے۔''

سہیل بن عمرو اور اس کے ساتھی صحابہ کرام کی رسول اکرم ﷺ سے محبت و اطاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے انہوں نے قریش مکہ کو یہ مشورہ دیا کہ ہمارے لیے بہتر یہ ہوگا کہ ہم مسلمانوں سے صلح کر لیں کیونکہ اگر مسلمان طاقت کے بل مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے تو باقی عرب ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ ہمارے حق میں بہتر یہ ہے کہ ہم ان سے اس سال عمرہ کیے بغیر واپس مدینہ منورہ جانے کو کہیں۔ اگلے سال وہ عمرہ پر آئیں اور وہ عمرہ کی غرض سے مکہ میں تین دن قیام کر سکتے ہیں۔ قریش کو یہ مشورہ بہت پسند آیا۔ انہوں نے سہیل بن عمر کو دوبارہ رسول اکرم ﷺ کے پاس بھیجا۔ تاکہ اس طرح کا باہمی صلحنامہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمر اور رسول اکرمؐ

Marfat.com

نہایت نرم وگرم بحث مباحثہ کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلحنامہ طے کرنے پر رضامند ہوگئے۔

صلحنامہ کی شرائط:

۱۔رسول اکرم ﷺ اوران کے ساتھی اس سال مکہ میں داخل نہ ہونگے۔ وہ اگلے سال تین دن کیلئے عمرہ ادا کرنے کیلئے مکہ آسکتے ہیں۔

۲۔طرفین ایک دوسرے سے دس سال لڑائی نہ کرینگے۔

۳۔عرب قبائل اپنی مرضی سے مسلمانوں کے گروپ یا مشرکین کے گروپ میں شامل ہوسکتے ہیں۔

۴۔اگر قریش کا کوئی مرد بھاگ کر رسول اکرم ﷺ کی پناہ لینا چاہے تو رسول اکرمؐ اسے قریش کو واپس کر دینگے۔اور اگر کوئی مرد مسلمانوں سے بھاگ کر قریش کی پناہ لینا چاہے تو قریش اسے واپس نہیں کرینگے۔

چند نازک لمحات:

رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ کو صلحنامہ تحریر کرنے کیلئے بلایا۔رسول اکرمؐ نے فرمایا پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیے۔سہیل نے اعتراض کیا کہ ہم الرحمٰن اور الرحیم نہیں جانتے۔آپ لکھیے، باسمک اللّٰھم، یعنی اللہ ہم تمہارے نام سے شروع کرتے ہیں۔رسول اکرمؐ نے علیؓ سے کہا کہ ویسے ہی لکھو جیسا سہیل کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد رسول اکرمؐ نے علیؓ سے کہا لکھیے کہ یہ صلحنامہ محمد الرسول اللہ اور قریش کے درمیان ہے۔سہیل نے کہا۔اگر ہم آپ کو پیغمبر مان لیتے تو آپ کو عمرہ کرنے سے منع نہ کرتے اور نہ ہی آپ سے تین جنگیں لڑتے۔ آپ لکھیے محمد بن عبداللہ اور قریش کے درمیان صلحنامہ۔رسول اکرم ﷺ نے علیؓ کو کہا کہ وہی لکھو جو سہیل کہہ رہا ہے۔اور رسول اللہ کے الفاظ مٹادو۔علیؓ نے یہ الفاظ نہ مٹائے بلکہ اسیر بن حضیرؓ اور سعد بن عبادہؓ نے بھی علیؓ کا ہاتھ پکڑلیا۔اور بولے مت مٹاؤ۔اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو ہمارے درمیان تلواریں ہی فیصلہ کرینگی۔

رسول اکرم ﷺ اُمی تھے اور اپنے ہاتھ سے کبھی لکھائی نہ کی۔رسول اکرمؐ نے علیؓ سے کاغذ لے لیا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو استطاعت عنایت فرمائی۔آپؐ نے محمد بن عبداللہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا جیسا کہ سہیل کی مرضی تھی۔اب رسول اکرمؐ نے سہیل سے کہا کہ انہیں اس سال کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت دی جائے۔سہیل نے صاف انکار کر دیا۔کہنے لگا۔اگر ہم آپؐ کو مکہ داخل ہونے دیں تو باقی عرب قبائل ہمارا مذاق اڑائیں گے اور ہمیں آپؐ سے کمزور اور شکست خوردہ سمجھیں گے۔ جب مندرجہ بالا چوتھی شرط لکھنے کی باری آئی تو صحابہ کرامؓ اور خصوصاً حضرت عمرؓ نے بار بار اعتراض کیا لیکن رسول اکرم ﷺ نے سہیل کی مرضی کے مطابق اس شرط کو بھی قبول کرلیا۔

Marfat.com

اکرم ﷺ نے سہیل کی مرضی کے مطابق اس شرط کو بھی قبول کرلیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امتحانات:

مشرکین مکہ نے بسم اللہ اور رسول اللہ کے الفاظ اس صلحنامہ میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تو اس بات کا امکان تھا کہ صحابہ کرام ان نازک لمحات میں ایک دوسرے سے الجھ پڑتے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان پر سکونت طاری کردی اور انہوں نے رسول اکرمؐ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ رسول اکرمؐ ﷺ کے کتنے اطاعت گزار تھے۔مثلاً جب رسول اکرمؐ نے جنگ کیلئے بیعت لی تو صحابہ کرامؓ نے صدق دل سے بیعت کی اور جب رسول اکرمؐ نے جنگ کی بجائے صلحنامہ کیا تو بھی رسول اکرمؐ کی اطاعت فرمائی۔اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرامؓ کی یہ اطاعت گزاری بہت پسند آئی۔اس لیے اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرامؓ کے اعلیٰ اخلاق و کردار کے بارے میں فرمایا:۔(الفتح:26) :

''چنانچہ جب کافروں نے اپنے دلوں میں تعصب پیدا کرلیا یعنی جاہلانہ تعصب تو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور انہیں تقویٰ کی بات کا پابند رکھا اور یہی لوگ زیادہ حقدار تھے،تقویٰ کے اور اس کے اہل بھی اور اللہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے۔''

ایک اور نازک لمحہ:

سہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندلؓ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کرلیا تھا۔باپ نے بیٹے کو قید کر رکھا تھا اور ہر روز بہت اذیت دیتا۔ابو جندلؓ کسی طرح بھاگ کر رسول اکرمؐ کے پاس پہنچ گئے اور پناہ مانگی۔ اس وقت صلحنامہ لکھا جا رہا تھا۔سہیل نے کہا کہ دفعہ نمبر۴ کے مطابق آپؐ ابو جندلؓ کو میرے حوالے کریں ورنہ میں صلحنامہ پر دستخط نہ کرونگا۔رسول اکرم ﷺ نے سہیل سے بار بار کہا کہ ابو جندلؓ کو ہمارے پاس رہنے دو لیکن سہیل نہ مانا۔بلکہ اپنے بیٹے کا کرتہ پکڑ کر اپنی طرف گھسیٹا اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا رسول اکرم ﷺ نے ابو جندلؓ سے کہا صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اور مکہ مکرمہ میں مقیم کمزور مسلمانوں کیلئے آسانی فرمانے والے ہیں۔ہم نے ابھی ابھی مشرکین سے صلحنامہ کیا ہے ہم وعدہ خلافی نہیں کرنا چاہتے۔سہیل اُبو جندلؓ کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے گیا۔

بالآخر صلحنامہ پر طرفین کے دستخط ہو گئے اور رسول اکرم ﷺ نے اپنا قربانی کا جانور ذبح کیا اور احرام کھول دیا صحابہ کرامؓ نے بھی رسول اکرمؐ کی اطاعت کے طور پر یوں ہی کیا۔آپؐ نے اُنیس دن

Marfat.com

حدیبیہ میں رہنے کے بعد مدینہ منورکیطرف سفر شروع کردیا۔

ایک اور معجزہ:

جب مسلمانوں کا قافلہ عسفان کے پاس پہنچا تو کھانے پینے کی اشیاء تقریباً ختم ہو چکی تھیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک چادر زمین پر بچھائی اور صحابہ کرامؓ سے کہا کہ جو بھی تھوڑی بہت بچی کچھی اشیاء خوردنی ہیں۔ اس چادر پر ڈال دو۔ جب سب جمع ہو گیا تو آپ نے دعا فرمائی اور پھر صحابہ کرامؓ کو اس چادر سے کھانے کی دعوت دی۔ تقریباً 1400 صحابہ کرامؓ نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور باقی سفر کیلئے اپنے برتنوں میں کھانا ڈال لیا۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی چادر پر کافی مقدار میں کھانا موجود تھا۔ رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی اس رحمت و برکت سے بہت خوش ہوئے۔

صلحنامہ کے ثمرات:

اس صلحنامہ کے نتائج نہایت اہم اور حیران کن تھے:۔

۱۔ اس صلحنامہ کی وجہ سے مسلمان پوری توجہ اور جوش کے ساتھ اسلام کی دعوت اور تبلیغ پر لگ گئے۔ رسول اکرمؐ نے مندرجہ ذیل فرمانرواؤں کو اسلام کی دعوت کے خطوط بھیجے۔ نجاشی شاہ حبش، مقوقس شاہ مصر، خسرو پرویز شاہ فارس، قیصر شاہ روم، شاہ عمان، حاکم دمشق اور حاکم یمامہ۔

۲۔ اب تک قریش مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے تھے۔ اس صلحنامے کو قبول کر کے انہوں نے مسلمانوں کی فوقیت مان لی۔

۳۔ اب عرب قبائل آزادی کے ساتھ اپنے وفود رسول اکرمؐ کے پاس بھیج سکتے تھے یہ ایک طرح سے قریش کیلئے شکست تھی کیونکہ ان کی دن رات یہ کوشش تھی کہ اسلام عرب قبائل تک نہ پہنچ سکے۔

۴۔ صلحنامہ طے کرنے کے دوران مشرکین مکہ کے کئی اکابرین کو رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ سے میل جول کا موقع ملا۔ اس باہمی گفت وشنید سے ان کے دلوں میں اسلامی اقدار داخل ہو گئیں اور کچھ عرصہ بعد ان میں سے اکثر نے (جن میں سہیل بن عمرو بھی شامل ہے) اسلام قبول کر لیا۔

۵۔ اب تک قریش نے قسم کھا رکھی تھی کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دینگے۔ اس صلحنامہ کے باعث انہوں نے اس ضد کو ترک کر دیا گویا اندرونی طور پر شکست قبول کر لی۔

۶۔ بہت وفود مدینہ گئے اور جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے مثلاً اس صلحنامہ سے بیس ماہ

Marfat.com

بعد مسلمانوں کی فوج (فتح مکہ کے وقت) دس ہزار تھی جبکہ صلحنامہ حدیبیہ کے وقت صرف 1400 تھی۔

اس صلح نامہ نے فتح مکہ کی راہ ہموار کر دی۔ یاد رہے کہ فتح مکہ اس صلحنامہ کے اکیس ماہ بعد ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا:۔ (الفتح:1) :

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾

''اے نبی! یقیناً ہم نے تم کو فتح عطا کی ہے۔ کھلی فتح''

۷۔ سورہ فتح نازل ہوئی جس میں کئی اور فتوحات اور بہت زیادہ مال غنیمت کی پیشینگوئی کی گئی۔ بلکہ یہ اعلان کر دیا گیا کہ اسلام باقی سب مذاہب پر غالب آنے والا ہے:۔ (الفتح:28) :

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾

''وہی ہے وہ ذات جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اور اللہ گواہی کیلئے کافی ہے۔''

۸۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:۔ (الفتح:29) :

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ

یعنی ''محمدؐ اللہ کے رسول ہیں'' پس صلحنامہ طے کرتے وقت رسول اللہ مٹانے سے وقتی طور پر مشرکین کی بات مان لی گئی مگر یہ آیت نمبر 29 قیامت کے دن تک پڑھی جائے گی اور یہ اس بات کی تصدیق کرتی رہے گی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

۹۔ رسول اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ نے قضا عمرہ اگلے سال کیا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ رسول اکرمؐ کی خواب درست تھی گو اس میں عمرہ کرنے کا وقت معین نہیں کیا گیا تھا:۔ (الفتح:27) :

لَّقَدۡ صَدَقَ ٱللَّهُ رَسُولَهُ ٱلرُّءۡيَا بِٱلۡحَقِّۖ لَتَدۡخُلُنَّ ٱلۡمَسۡجِدَ ٱلۡحَرَامَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمۡ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَۖ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُواْ فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتۡحًا قَرِيبًا ﴿٢٧﴾

''فی الواقع اللہ نے اپنے رسول کو خواب سچا دکھایا تھا جو حق کے مطابق تھا کہ تم مسجد حرام میں اللہ کے اذن سے پورے اطمینان کے ساتھ ضرور داخل ہو گے بعض اپنے سر منڈھواؤ گے اور بعض اپنے بال

Marfat.com

تر شواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ پس وہ جانتا تھا وہ بات جو تم نہیں جانتے اس لیے اس نے عطا فرمائی اس خواب کے پورا ہونے سے پہلے یہ قریبی فتح (یعنی فتح خیبر)''

یہ بات یہاں قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی انشاء اللہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ گو وہ ہر چیز جانتے ہیں۔ دراصل یہ ہمیں سبق دینے کیلئے ہے کہ ہم اپنے کلمات میں انشاء اللہ کہا کریں۔ ایسی ہی ہدایات سورہ کہف سورہ القلم اور سورۃ الصافات میں بھی ہیں۔ اس صلحنامہ کی گفت وشنید کے دوران صحابہ کرامؓ کے ایمان میں مزید اضافہ ہوا کیونکہ ایمان کا مطلب ہے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ صحابہ کرامؓ نے اس اطاعت گزاری کا بھرپور مظاہرہ کیا خواہ انہیں کوئی بات پسند تھی یا ناپسند۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخلصانہ اطاعت کی توفیق دیں۔ (الفتح 4:) :

هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ ٱلسَّكِينَةَ فِى قُلُوبِ ٱلْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوٓا۟ إِيمَٰنًا مَّعَ إِيمَٰنِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٤﴾

''وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی تاکہ وہ اپنے ایمان میں مزید اضافہ کرلیں۔ اور آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ دانا با حکمت ہے۔''

فتح مکہ

فتح مکہ سب سے اہم فتح تھی کیونکہ اس سے نہ صرف مشرکین مکہ نے شکست فاش کھائی بلکہ دیگر عرب قبائل نے جوق در جوق اسلام قبول کیا۔ فتح مکہ سے بیت اللہ ہر طرح کے بتوں سے پاک کردیا گیا اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق علی الاعلان ہونے لگی۔

مشرکین کی خیانت:

آیئے اب اس وقت کے حالات کا سرسری جائزہ لیں۔ مشرکین مکہ نے ذوالقعدہ 6ھ میں مسلمانوں سے صلحنامہ حدیبیہ طے کیا تھا۔ مشرکین نے اس میں خیانت کی جس سے یہ صلحنامہ عملی طور پر ختم ہوگیا۔ اب انہیں خطرہ لاحق تھا کہ مسلمان ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے صلحنامہ حدیبیہ کے وقت ہی مشرکین کے دلوں پر مسلمانوں کا ڈر ثبت کردیا تھا اور وہ مسلمانوں کی فوقیت کے قائل ہو چکے تھے۔ اب ان کے سردار ہر رات مکہ مکرمہ کے گرد وجوار میں گھومتے رہتے تاکہ کسی طرح کے خطرے سے بروقت آگاہی ہوسکے۔ مشرکین کے ڈر کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا تاکہ رسول اکرم ﷺ سے صلحنامہ کی تجدید کرنے کی کوشش کرے۔

Marfat.com

ابوسفیان مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے اپنی بیٹی اُم حبیبہؓ کے پاس گیا۔ یاد رہے کہ اُم حبیبہؓ رسول اکرمؐ کی ازدواج مطہرات میں سے ہیں۔ ابوسفیان اپنی بیٹی کے گھر ایک چٹائی پر بیٹھنے لگا۔ تو اُم حبیبہؓ نے وہ چٹائی اٹھا دی اور کہا تم اس چٹائی پر نہیں بیٹھ سکتے کیونکہ اس پر رسول اکرمؐ آرام فرماتے ہیں جبکہ تم ناپاک مشرک انسان ہو۔ ابوسفیان اپنی بیٹی سے مایوس ہو کر باری باری حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ سے ملا۔ تاکہ وہ رسول اکرمؐ سے صلحنامہ کی تجدید کی سفارش کریں۔ ہر ایک نے ابوسفیان کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک وہ بالکل مایوس ہو کر واپس مکہ پہنچ گیا۔ اس دوران رسول اکرمؐ نے مکہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ مشرکین مکہ کو ہمارے حملہ کی خبر نہ ہو اور ہم اچانک ان کو جا پکڑیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد:

مشرکین مکہ کو رسول اکرم ﷺ کے ارادے سے آگاہ کرنے کی چند انسانی کوششیں کی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کو اس پوشیدہ خبر رسانی کی سازشوں کی اطلاع دے دی اور آپؐ نے ایسی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ آپ نے دس رمضان المبارک 8ھ کو دس ہزار صحابہ کرامؓ کے ہمراہ مکہ کا رخ کیا اور ابوذر غفاریؓ کو مدینہ منورہ کا انچارج مقرر فرمایا۔ اسلامی لشکر چپکے چپکے مکہ کے حدود تک پہنچ گیا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام:

مشرکین مکہ کو اپنی خیانت کے باعث پورا یقین تھا کہ مسلمان ان پر کسی لمحہ بھی حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا ہے، ان پر بہت خوف طاری تھا۔ ان کے اکابرین ہر رات مکہ مکرمہ کے قرب و جوار گھومتے رہتے تاکہ کسی قسم کے خطرہ سے بروقت آگاہ ہو سکیں۔ ایک رات جبکہ ابوسفیان، بدیل بن ورقہ اور حکیم بن حزام مکہ کی حدود کے پاس گھوم رہے تھے اسلامی لشکر سے حضرت عباسؓ بھی رسول اکرمؐ کے خچر پر ان کے پاس سے گزرے۔ انہیں رات کے اندھیرے میں ابوسفیان اور بدیل بن ورقہ کی باہمی گفتگو سنائی دی۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی اور کہا ابوحنظہ؟ اس نے بھی میری آواز پہچان لی اور بولا۔ ابوالفضل؟ حضرت عباسؓ نے ہاں میں جواب دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا۔ آپ رات کی تاریکی میں یہاں کس غرض سے پھر رہے ہیں۔ حضرت عباسؓ نے اسے بتایا کہ رسول اکرمؐ اپنے لشکر سمیت یہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان یہ سن کر حیران و ششدر رہ گیا اور بولا کہ اس اچانک حملہ سے یقیناً قریش کی مکمل تباہی ہو گی۔ ابوسفیان پوچھنے لگا۔ اب کیا حیلہ کارگر ہو سکتا ہے۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ اگر مسلمانوں کو تمہارا

Marfat.com

پتہ چلا تو وہ یقیناً تمہارا سر قلم کر دینگے۔ تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ اس خچر پر بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تمہارے لیے امان کی درخواست کرتا ہوں۔ ابوسفیان حضرت عباسؓ کے پیچھے بیٹھ گئے اور ابوسفیان کے دونوں ساتھی واپس مکہ روانہ ہو گئے۔

جب حضرت عباسؓ کا خچر حضرت عمرؓ کے پاس سے گزرا تو حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو پہچان لیا اور اس کو قتل کرنے کیلئے لپکے۔ حضرت عباسؓ نے خچر کو ایڑھی لگائی اور جلد رسول اکرمؐ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ بھی وہاں گھس آئے اور رسول اکرمؐ سے عرض کی۔ ابوسفیان اللہ کا دشمن ہے آپؐ اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں نے ابوسفیان کو امان دی ہے۔ قصہ مختصر کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لے جاؤ اور اسے کل صبح حاضر کرو۔

اگلی صبح رسول اکرم ﷺ نے ابوسفیان سے کہا تم پر افسوس ہے کہ تم اب تک بھی یہ نہیں سمجھ سکے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا۔ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا آپ کتنے بردبار کتنے کریم اور کتنے خویش پرور ہیں۔ میں اچھی طرح سمجھ چکا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہوتا تو اب تک میرے کام آیا ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا۔ افسوس کہ تم اب تک بھی یہ جان نہ سکے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا۔ بے شک آپؐ حلیم کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن اس بات کے متعلق تو اب بھی میرے دل میں کچھ نہ کچھ کھٹک ہے۔ اس پر حضرت عباسؓ نے کہا ارے! گردن مارے جانے کی نوبت سے پہلے پہلے اسلام قبول کر لو۔ اور یہ شہادت واقرار کر لو کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر ابوسفیانؓ نے اسلام قبول کر لیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔

حضرت عباسؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ابوسفیان اعزاز پسند ہے لہٰذا اسے کوئی اعزاز عطا فرمایے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا اسے امان ہے اور جو اپنا دروازہ اندر سے بند کر لے اسے بھی امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔

اسلامی لشکر کا مکہ مکرمہ میں داخلہ:

حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو کہا کہ تم دوڑ کر مکہ جاؤ ابوسفیان تیزی سے مکہ پہنچا اور اس نے بلند آواز سے اعلان کیا۔ قریش کے لوگو! اسلامی لشکر تمہارے سر پر آ پہنچا ہے۔ محمدؐ اتنا بڑا لشکر لائے ہیں کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جو ابوسفیان کے گھر گھس جائے اسے امان ہے۔ اور جو اپنا دروازہ اندر سے

Marfat.com

بند کر لے اسے بھی امان ہے۔ اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے یہ سن کر لوگ اپنے اپنے گھروں اور مسجد حرام کی طرف بھاگے۔

اب اسلامی لشکر رسول اکرم ﷺ کی قیادت میں مسجد حرام کی طرف بڑھا۔ خالد بن ولیدؓ کو داہنے پہلو رکھا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ کو بائیں پہلو اور حضرت ابوعبیدہؓ کو پیادے دستے کی کمان دی گئی۔ آپؐ نے سب کو ہدایت کی کہ کوہِ صفا پر آپؐ سے آملیں۔ اسلامی لشکر کو کسی خاص مدافعت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ البتہ قریش کے چند اوباشوں کی خالد بن ولیدؓ سے جھڑپ ہوگئی۔ جس میں بارہ مشرک مارے گئے اور باقی فرار ہو گئے۔ اس دوران دو مسلمان بھی شہید ہوئے۔ بالآخر سب اسلامی دستے کوہ صفا پر رسول اکرمؐ سے جا ملے۔

مسجد حرام میں داخلہ:

رسول اکرم ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر اپنی اونٹنی پر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپؐ نے بیت اللہ شریف کے چھت پر تین سو ساٹھ بت پائے۔ آپؐ کے ہاتھوں میں ایک کمان تھی۔ آپؐ اس سے بتوں کو ٹھوکر لگاتے اور یہ آیت کریم پڑھتے۔ (بنی اسرائیل:81) :

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾

''اور اعلان کر دو کہ حق آ گیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے یقیناً باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔''

کمان کی ٹھوکر لگتے ہی ہر بت اپنے منہ کے بل گر جاتا۔ اب رسول اکرم ﷺ نے طلحہ بن عثمان کو بلایا اور بطور فاتح اس سے خانہ کعبہ کی کنجی لے لی۔

بیت اللہ کے اندر داخلہ:

رسول اکرم ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو وہاں تصویریں آویزاں نظر آئیں۔ ان میں ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی تصاویر بھی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں فال گیری کے تیر تھے۔ آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے۔ خدا کی قسم ان دونوں پیغمبروں نے کبھی فال کے تیر استعمال نہیں کیے۔ آپ نے بیت اللہ شریف کو سب تصاویر وغیرہ سے پاک کر دیا۔

پھر رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ شریف کا دروازہ بند کر لیا جبکہ حضرت بلالؓ اور حضرت اسامہؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے بیت اللہ شریف کے اندر نماز ادا فرمائی اور پھر بیت اللہ شریف کے اندر اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے پھرتے رہے۔ اس کے بعد آپؐ بیت اللہ شریف سے باہر تشریف لائے۔ قریش بے تابی سے انتظار کر رہے تھے کہ اب آپؐ کیا قدم اٹھاتے

Marfat.com

ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے کعبہ کے دروازے کو پکڑے ہوئے قریش سے یوں خطاب فرمایا۔
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ تنہا ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔اس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا سارے جتھوں کو شکست دی۔اے قریش! اللہ تعالٰے نے تمہارا تکبر اور آباؤ اجداد پر فخر کا خاتمہ کر دیا۔سارے لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے۔اسکے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔(الحجرات:13) :

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾

''اے انسانو! بیشک ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔پھر ہم نے تم کو قومیں اور قبیلے بنا دیا۔تاکہ تم ایک دوسرے سے پہچانے جاؤ۔بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے''۔

قریش کی بے چینی:

قریش مکہ کے دلوں پر بہت خوف طاری تھا۔انہیں خوب یاد تھا کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو بے حد ستایا اور آبائی وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔قریش مکہ نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو شہید کرنے اور صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے تین بڑی جنگیں لڑیں۔اب قریش کے ذہن میں کئی خیالات گھوم رہے تھے۔قریش نے دل ہی دل میں سوچا کہ غالباً رسول اکرم ﷺ قریش کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمائیں گے یا یہ کہ قریش کی سب جائیدادوں پر قبضہ کر لیں گے یا کم از کم سب قریش کو غلام بنالیں گے۔
رسول اکرم ﷺ نے قریش سے فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے آج فاتح مکہ کے طور پر میں تم سے کیسا سلوک کرنے والا ہوں۔انہوں نے کہا اچھا کیونکہ آپ ایک کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے صاحبزادے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم سے ویسا ہی سلوک کروں جیسا حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا۔اور آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:۔ (یوسف:92) :

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ ٱلْيَوْمَ ۖ

''آج تم پر کوئی ملامت نہیں''۔یعنی تم سب آزاد ہو۔انسانی تاریخ میں اپنے خون کے پیاسوں کو اس طرح کی عام معافی کی کوئی مثال نہیں۔
پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ کو بلایا اور فرمایا آج کا دن نیکی اور وفاداری کا دن ہے آپ نے

Marfat.com

کعبہ کی کنجی عثمان بن طلحہ کو عطا فرمائی اور حکم دیا کہ یہ قیامت کے دن تک اسی خاندان میں رہے گی۔

قریش کے اکابرین کی باہمی سرگوشیاں:

اب ظہر کی نماز کا وقت آ گیا تو رسول اکرمؐ نے بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ بلالؓ خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے اذان دی۔ بلالؓ کی اذان کے دوران قریش کے تین اکابرین خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے آپس میں کانا پھوسی کر رہے تھے۔ عتاب بن آسید نے کہا۔ میں خوش ہوں کہ میرے والد صاحب فوت ہو چکے ہیں کیونکہ ان کو اس کالے گدھے کا کعبہ کے چھت پر شور مچانا بہت ناگوار گزرتا۔ اس پر حارث بن ہشام نے کہا سنو اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ سچے نبی ہیں تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا۔ اس پر ابوسفیان نے کہا۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔ کیونکہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے متعلق خبر دے دیں گی۔ جبریلؑ نے رسول اکرمؐ کو ان کی باہمی سرگوشیوں سے آگاہ فرما دیا۔ اب آپؐ ان اکابرین کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا۔ ابھی جو تم نے باتیں کی ہیں مجھے معلوم ہو چکی ہیں۔ پھر آپ نے ان کی گفتگو کو دہرا دیا۔ اس پر حارث اور عتاب بول اٹھے۔ خدا کی قسم! جب ہم نے یہ گفتگو کی تو ہمارے قریب کوئی اور شخص نہ تھا جو آپ کو باخبر کرتا۔ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اکرم ﷺ انیس دن مکہ مکرمہ میں ٹھہرے۔ آپ کو پڑھ کر تعجب ہو گا کہ مکہ سے واپسی کے وقت رسول اکرمؐ نے انہی عتاب بن اسیدؓ کو مکہ کا گورنر مقرر کر دیا۔

انصار کے خدشات:

فتح مکہ کے بعد انصار کے دل میں کئی خدشات پیدا ہوئے وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ مکہ مکرمہ رسول اکرمؐ کی جائے پیدائش ہے اور یہ آپؐ کا آبائی وطن ہے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو اس مبارک شہر کی فتح عطا فرمائی۔ غالباً رسول اکرم ﷺ اب مکہ مکرمہ ہی رہنا پسند فرمائیں گے۔ انصار کی اس گفتگو کے دوران رسول اکرم ﷺ صفا پر دعا میں مشغول تھے۔ دعا سے فارغ ہو کر انصار کو بلوایا اور پوچھا کہ تم آپس میں کیا گفتگو کر رہے تھے۔ انصار نے ہچکچاہٹ کی جب رسول اکرم ﷺ نے اصرار کیا تو انصار نے اپنے خدشات ظاہر کر دیئے اس پر آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا فکر مت کرو اب میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہی ہے انصار یہ سن کر بے حد خوش ہوئے۔

پس رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے بعد بھی اپنی باقی ماندہ زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر کرنی پسند فرمائی۔ اس سے مدینہ منورہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

فتح مکہ کے بعد:

مکہ مکرمہ سے باہر کئی اور بڑے بت تھے رسول اکرم ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو عزیٰ، عمر بن عاصؓ کو سوئی اور سعد بن زیدؓ کو مناۃ نامی بتوں کو تباہ کرنے بھیجا۔ اس طرح مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و جوار میں اللہ کا دین غالب آ گیا۔

قریش کے دو ہزار مردوں اور عورتوں نے رسول اکرمؐ کے ہاتھ پر صفا پہاڑی پر بیعت کی۔ اور کئی دیگر عرب قبائل بھی جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ (سورۃ النصر: 3-1):

إِذَا جَآءَ نَصْرُ ٱللَّهِ وَٱلْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ ٱلنَّاسَ يَدْخُلُونَ فِى دِينِ ٱللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَٱسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُۥ كَانَ تَوَّابًۢا ﴿٣﴾

''جب اللہ کی مدد آ جائے اور فتح (نصیب ہو جائے) اور تم لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لو تو تم اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ۔ اور اس سے بخشش مانگو بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا۔''

جب رسول اکرمؐ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی تو صحابہ کرامؓ بہت خوش ہوئے لیکن حضرت عباسؓ رونے لگے۔ صحابہ کرامؓ نے حضرت عباسؓ سے رونے کا سبب پوچھا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا۔ یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اکرمؐ کا مشن پایہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے اور اغلباً اللہ تعالیٰ رسول اکرمؐ کو جلد واپس بلا لینگے۔ رسول اکرمؐ نے حضرت عباسؓ کی سوچ سے اتفاق کیا۔ دراصل یہ آخری مکمل سورت تھی جو آپؐ پر نازل ہوئی۔ اور آپؐ اس کے نزول کے اسی دن بعد رفیق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون

خطبہ حجۃ الوداع

رسول اکرم ﷺ نے نہایت مشکل حالات میں تئیس (23) سال اسلام کی دعوت دی۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو انکی مخلصانہ کاوشوں اور قربانیوں کے ثمرات دکھانا چاہتے تھے۔ رسول اکرمؐ نے 10ھ میں 140,000 صحابہ کرامؓ (اور بعض روایات میں 124,000) کے ہمراہ حج کیا اور 9 ذی الحجہ کو جبل الرحمہ پر کھڑے ہو کر ایک تاریخی خطبہ دیا۔ ربیعہ بن امیہ بن خلفؓ آپ ﷺ کے خطبے کے الفاظ کو دہراتے تھے تاکہ آپؐ کا پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچ سکے جو آپؐ سے بہت دور تھے۔ (ابن ہشام)۔

رسول اکرم ﷺ نے تسبیح و تکبیر کے بعد فرمایا۔ آپ میری بات غور سے سنیے کیونکہ عین ممکن ہے کہ

Marfat.com

مجھے اس کے بعد آپ سے اس مقام پر ملنے کا موقع نہ ملے۔ اے لوگو! اگر تم خدا سے ڈرتے رہے اور اس کی اطاعت کرتے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہاری جان و مال اور عزت کو تمہارے آخری دم تک محفوظ رکھیں گے۔ پھر آپؐ نے سامعین سے پوچھا۔ کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں؟ اے اللہ! آپ ہی فرمایئے کہ جو ذمہ داری آپ نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں۔ حاضرین نے بلند آواز سے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا! اے لوگو! جو بات میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو۔ میری آپ کے لیے یہ نصیحت ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ امانت کو اصلی حالت میں لوٹاؤ۔ اے لوگو! زمانہ جاہلیت کی رباخوری اسلام میں حرام ہے۔ تم اپنا اصل مال واپس لے سکتے ہو، صرف ربا حرام ہے۔ میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے اپنے چچا عباسؓ کا واجب الادا سود ختم کرتا ہوں۔

اے لوگو! اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کو ناحق قتل کیا تو اس کی سزا بھی قتل ہوگی۔ لیکن اگر قتل غیر ارادی طور پر ہوا تو اس کو دیت کی صورت میں ایک سو اونٹ ادا کرنا ہوگا۔ رسول اکرمؐ نے سامعین سے پھر پوچھا۔ کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں۔ اے اللہ آپ ہی فرمایئے کہ جو ذمہ داری آپ نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں۔ حاضرین نے بلند آواز سے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اس کے بعد رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! جان لو کہ آج ابلیس مایوس ہو چکا ہے۔ کیونکہ وہ جان چکا ہے کہ تمہارے ملک میں اس کی پیروی کرنے کیلئے کوئی تیار نہیں۔ مگر مت بھولو کہ شیطان پھر بھی تمہارا تعاقب کرتا رہے گا۔ لہٰذا تم لوگ ہمیشہ ہوشیار رہو۔ تا کہ شیطان بظاہر چھوٹی چھوٹی باتوں میں مداخلت کر کے تمہارے دین کی جڑیں کھوکھلی نہ کر سکے۔ اے لوگو! اسلام میں حرمت کے مہینے وہی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے یعنی رجب، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم۔ تم ایک عام مہینے کو حرمت کے مہینوں میں جگہ نہ دو۔ اے لوگو! اب میں تمہیں تمہاری عورتوں کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں۔ تمہاری عورتیں تم پر حق رکھتی ہیں اور تم بھی ان پر حق رکھتے ہو۔ ان کا فرض ہے کہ تمہاری عزت و آبرو کی حفاظت کریں اور جنہیں تم پسند نہیں کرتے انہیں گھر میں نہ آنے دیں۔ ہاں اگر وہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرتی ہیں۔ تو خدا نے تمہیں اجازت دی ہے کہ ان سے دوری اختیار کرو اور بوقت ضرورت مارو بھی لیکن شدت سے نہیں۔ اگر وہ اپنے فرائض انجام دیں تو تمہارا فرض ہے کہ انہیں اچھی غذا اور مناسب لباس فراہم کرو۔ تمہاری عورتیں تمہارے پاس اللہ کی امانت ہیں۔ ان سے حسن سلوک اور شفقت و مہربانی کا برتاؤ کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق ان سے نکاح کرو۔ (مسلم)

رسول اکرم ﷺ نے ایک بار پھر پوچھا۔ کیا میں نے بحیثیت پیغمبر اپنا فرض ادا کر دیا ہے یا نہیں۔ اے

Marfat.com

اللہ۔ آپ ہی فرمایئے جو ذمہ داری آپ نے مجھے سونپی تھی وہ پوری ہوئی یا نہیں۔ حاضرین نے یک زبان ہوکر جواب دیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ایک بھائی دوسرے بھائی کے مال میں اس کی رضامندی کے بغیر دست اندازی نہیں کر سکتا۔ اے لوگو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن زنی مت کرنا۔ بلکہ اسلامی اخوت و پیار سے رہنا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت چھوڑ کر جاؤں گا اگر تم نے ان پر عمل کیا تو وہ تمہیں گمراہی سے بچاتے رہیں گے۔

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا جد بھی ایک ہے تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ جن کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا۔ چنانچہ تم سب کا خمیر بھی مٹی ہے۔ اسلیئے تم میں سے کوئی کسی دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتا۔ نہ عربی عجمی پر اور نہ عجمی عربی پر بلکہ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

اے لوگو! سامعین کو چاہیے کہ میری یہ باتیں ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔ تاکہ میری بات سب مسلمانوں تک پہنچ جائے۔ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کیلئے میراث سے ایک حصہ مقرر فرمایا۔ لہٰذا ایسی وصیت مت کرنا کہ کسی وارث کو اس کے حصہ سے زیادہ ملے اور دوسروں کی حق تلفی ہو۔ ہاں اگر تم کسی غیر رشتہ دار کیلئے وصیت کرنا چاہو تو تمہاری وراثت کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سامعین سے فرمایا تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا۔ تو تم لوگ کیا کہو گے۔ صحابہ کرامؓ نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے تعلیم و تبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور تین بار فرمایا۔ ''اے اللہ آپ گواہ رہیے اے اللہ آپ گواہ رہیے۔ اے اللہ آپ گواہ رہیے۔''

پھر آپ ﷺ نے السلام علیکم کہہ کر خطبہ ختم کیا۔ جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی: (المائدہ:3):

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے''۔

یہ خوشخبری سن کر اکثر صحابہ کرام بہت خوش ہوئے۔ لیکن ابن عمرؓ نے بیان فرمایا کہ عمرؓ یہ آیت کریمہ کو سن کر رونے لگے۔ ساتھیوں نے سبب پوچھا۔ عمرؓ نے فرمایا ہر کمال کے بعد نقص ہی تو ہے۔ (بخاری)۔

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

وَٱللَّهُ يَهۡدِي مَن يَشَآءُ إِلَىٰ صِرَٰطٖ مُّسۡتَقِيمٍ

ہم نے اسلام کیسے قبول کیا؟

مقدمہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ امابعد:

میری خوش قسمتی ہے کہ امریکہ میں چھبیس سال قیام کے دوران مجھے بہت سے امریکی مسلمانوں سے ذاتی اور سماجی طور پر ملنے جلنے کا موقع ملا، میرا ان سے تعلق نہایت قریبی اور برادرانہ تھا اور میری ان کے گھروں میں اکثر آمدورفت رہتی تھی، یہ نہ صرف میرے لئے باعثِ عزت وفخر تھا بلکہ اس سے میرے کمزور ایمان کو بہت تقویت پہنچی، مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی تردد نہیں کہ امریکہ میں منتقل ہونے کے بعد دیگر ایسے ہی مہاجرین کی طرح میں دینی احکام پر زیادہ کاربند ہوگیا اور بحیثیتِ مجموعی بہتر مسلمان بن گیا، اس تبدیلی کا سہرا ان نئے مسلمانوں کے سر ہے جن کی اکثریت مجھ سے دینی تعلیم اور عمل میں افضل واعلیٰ ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان جیسی توفیق عطا فرمادیں۔

اس کتاب کے پہلے حصے میں جن نئے مسلمانوں کا ذکر ہے ان میں سے اکثر امریکہ کی مسلم سوسائٹی کے عام رکن ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ مسلمان نہ صرف اپنی زندگیوں میں ایک عظیم تغیر لے آئے، بلکہ ان کے اردگرد دوسرے افراد بھی ان سے بہت مستفید ہوئے، یہ مقامی ہیرو ہیں، ان کو جاننا پہچاننا اور ان کی عزت افزائی ہمارا فرض ہے، ان کے اعلیٰ کردار کے باعث ہی امریکی سوسائٹی بتدریج بدل رہی ہے اور یہی وہ مثبت تغیر ہے جس کو دیکھ کر وہاں کے دیگر مذاہب حیران ہیں اور قدرے خائف بھی، مثال کے طور پر بہت سے خطرناک قیدی اپنی اسارت کے دوران اسلام قبول کرنے کے بعد بہت سلجھ جاتے ہیں، اسی لئے مسلمانوں کو ان قیدخانوں میں تبلیغ کی اجازت آسانی سے مل جاتی ہے۔

اس کتاب میں صرف چند مسلمانوں کا ذکر ہے جن کا مجھ سے قریبی تعلق رہا، دراصل ایسے ہی ہیرو امریکہ اور کینیڈا کے ہر شہر اور قریے میں موجود ہیں، وہ ہم جیسے پیدائشی اور روائتی مسلمانوں کیلئے مشعلِ راہ ہیں، اس پر طرہ یہ کہ وہ امریکی سوسائٹی کو نہایت خاموشی کے ساتھ دن بدن سنوارتے رہے ہیں، یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل، ان مسلمانوں کے اِخلاص اور صبر واستقامت کا مظہر ہے اس کتابچہ کے لکھنے کا مقصد

Marfat.com

یہ بھی ہے کہ روائتی مسلمانوں کو جھنجوڑے تا کہ وہ بھی نئے مسلمانوں جیسے جوش وخروش اور ولولے سے اسلام کی خدمت پر کمر بستہ ہو جائیں، تعجب کی بات ہے کہ بعض غیر مسلم اپنے مذہب کے بودے پن کے باوجود اپنی قوم وملت کی مسلمانوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر خدمت کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل واقعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا : -

میں امریکہ کے ایک ہائی اسکول میں ریاضی کے ٹیچر کے طور پر کام کر رہا تھا، ہائی اسکول میں پڑھانا کافی مشقت طلب ہوتا ہے اکثر اساتذہ سال کے آخر تک بدحال ہو جاتے ہیں، اس کوفت کو دور کرنے کیلئے ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں سال کے اختتام پر ایک مشترکہ کھانا تیار کیا جاتا تھا جس کا امریکی نام: سلاپی جو (sloppy joe) تھا، یہ قیمہ ٹماٹر، پیاز اور معمولی سی مرچ سے تیار ہوتا ہے میرے ساتھیوں کو یہ بہت پسند تھا، اور اسے ہم اپنے ہی ڈیپارٹمنٹ میں تیار کرتے، میں نے اپنے رفقاء میں بلند آواز سے اعلان کیا کہ اب کی بار قیمہ میں لاؤں گا، سب اس پر فوراً متفق ہو گئے اور خدا خدا کر کے کھانا تیار ہو گیا۔

ہمارے ساتھیوں میں ایک ٹیچر کا نام سنڈی (Cindy) تھا، وہ طبیعت کی بہت اچھی تھی اور بے تکلف تھی، مجھے معلوم تھا کہ وہ یہودی ہے، کھانے کی میز پر میں نے سنڈی سے کہا کہ: کیا یہ تمہاری خوش قسمتی نہیں کہ میں قیمہ لایا ہوں جو ہم دونوں کے لئے کھانا جائز ہے، سنڈی نے فوراً کہا: مسٹر احمد میں بڑی خراب یہودی ہوں کیونکہ میں تو سور بھی کھا لیتی ہوں جو کہ یہودی مذہب میں قطعاً حرام ہے، میں نے اس بات کو طول نہ دی تا کہ مذہب کی بات چیت سے اس کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

پھر ہم نے مکان، دکان اور جائداد وغیرہ کی خرید وفروخت کی بات چیت شروع کر دی کیونکہ ہم دونوں کے پاس یہ کام کرنے کا لائسنس بھی تھا، سنڈی کہنے لگی: میرے علاقہ میں مارکیٹ اچھی ہے، لیکن اسکول کے بعد مجھے بہت کام کرنا ہوتا ہے میں اپنے خاوند کے پرائیویٹ ادارہ سے منسلک ہوں، چونکہ میرے خاوند بطور کرنل ملٹری ہیڈکواٹر میں بھی کام کرتے ہیں اس لئے اس ادارہ کا اکثر کام مجھے ہی کرنا پڑتا ہے، میں نے بات کا رخ بدلتے ہوئے سنڈی سے پوچھا کہ میں نے تمہیں شام کو باسکٹ بال اور دوسرے کھیلوں کے دوران ڈیوٹی پر کبھی نہیں دیکھا، جھٹ کہنے لگی: یہاں کا محکمہ تعلیم مجھے اس ڈیوٹی کیلئے مجبور نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے اپنے بچوں اور اپنے پڑوسیوں کے بچوں کو ہفتے میں تین بار یہودی (Hebrew) اسکول لیکر جانا ہوتا ہے، میں یہ کام کئی سال سے اپنی قوم وملت اور مذہب

Marfat.com

کے لئے اعزازی طور پر کر رہی ہوں ۔

میں دل میں سوچنے لگا کہ یہ عورت ہر روز تقریباً پینتالیس منٹ اپنی کار چلا کر یہاں اسکول پہنچتی ہے اور اسی طرح واپس گھر جاتی ہے، یہ جائداد کی خرید و فروخت کے کام بھی تندہی سے کر رہی ہے اس کے علاوہ وہ اپنی فیملی اور سماجی زندگی سے بھی دوچار ہو رہی ہے، ان سب مصروفیات کے باوجود اس کے دل میں اپنی قوم و ملت کے لئے اتنا درد ہے کہ یہودی اسکول میں بچوں کو لے کر جاتی ہے، حالانکہ وہ خود ہی اپنے آپ کو خراب یہودی کہہ رہی ہے۔

میں دل ہی دل میں اپنے اخلاص اور عمل کو پرکھنے لگا، اسی طرح اپنے گرد دوسرے بعض مسلمان بھائیوں کے حالات پر بھی نگاہ گئی، اور میں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم اعلیٰ مذہب والوں کو بھی اعلیٰ کار کردگی کی توفیق عطا فرما ۔

غیر مسلم دانشور بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کے بارے میں تعصب کو بہت فروغ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ انسان ٹھنڈے دل سے سوچ بچار کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے اور جب اس پر معمولی سی حقیقت کھلتی ہے تو بے تابی سے کہہ اٹھتا ہے کہ: مجھے اس سچائی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے کیوں روکا گیا ؟ یہ سراسر ناانصافی ہے! اس کی دو بڑی وجوہات ہیں :

ایک یہ کہ: اکثر لوگ آبا ؤ اجداد کے مذہب کی اندھا دھند پیروی والدین کی تعظیم کا جزو سمجھتے ہیں اور اسطرح ایک تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں ، علاوہ ازیں تہذیبی اور معاشرتی بندھن بھی ذہنوں کو مفلوج کر دیتے ہیں، ان قدیم بندھنوں کو توڑ کر باہر چھلانگ لگانے کیلئے بہت جرأت اور وسعتِ قلبی درکار ہے۔

جو لوگ بھی اپنے ضمیر کی اندرونی آواز پر حق کے متلاشی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ضرور کامیابی سے سرفراز فرما دیتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: العنکبوت: ٦٩

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انکو اپنے راستے ضرور دکھا دیں گے۔

لیکن اس کامیابی وکامرانی کے بعد وہ اپنی صلاحیتوں پر فخر نہیں کرتے بلکہ خشوع وخضوع، عجز و انکسار سے ان کی گردن اور بھی جھک جاتی ہے، اور وہ کہہ اٹھتے ہیں: الأعراف: ٤٣

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ

Marfat.com

ترجمہ: اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا احسان ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا ، اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب نہ کرتے ۔

دوسری بات جو ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ: ابتدائے آفرینش سے بعض قوتیں حق کو دبانے کی کوشش کررہی ہیں، جس کیلئے وہ ہر زمانے میں نئے نئے طریقے اختیار کرتی ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا قول ہر زمانے پر حاوی ہے: الأنفال: ۳۰

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: وہ تو اپنی تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ اپنی تدبیریں کرتے ہیں، اور سب سے مستحکم تدبیر والے اللہ ہیں۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے ۔۔۔ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دو گے

چنانچہ دنیا کے ہر ملک میں ہر روز کئی افراد اور کنبے دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اور انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری وساری رہے گا ۔

اس کتاب میں چند ایسے ہی احباب کی مثالیں دی گئی ہیں جو کہ بہت ایمان افروز ہیں، اور یہ بھی واضح کرتی ہیں کہ منزلِ مقصود تک پہنچنے کیلئے کن کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، نفسیاتی دباؤ، شیطانی وسوسے، معاشرتی اور تہذیبی بندھن، دوستوں اور رشتہ داروں کی پیشانیوں کے بل جان لیوا بن جاتے ہیں، لیکن سچائی کی مٹھاس آخر دل موہ لیتی ہے، اور ان سب مشکلات کو ایک ہی ٹھوکر سے شکستِ فاش دے دیتی ہے، انسان کو ایک دلی سکون اور طمانیت مل جاتی ہے، جو کہ اسکے چہرے، چال ڈھال اور لین دین سے نمایاں ہوتی ہے۔

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے ۔۔۔ لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گذار ہوں جنہوں نے مجھے اپنے یہ تجربات لکھنے کی توفیق دی۔ اور دعا گو ہوں کہ اس معمولی کوشش کو قبول فرمائیں۔

امتیاز احمد رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ (مہاجر مدینہ منورہ)

Marfat.com

عبداللہ

جب عبداللہ صاحب سے میرا تعارف ہوا وہ اس وقت تقریباً 25 سال کے ہوں گے، وہ ہائی اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد امریکی آرمی میں بھرتی ہو گئے جہاں انہوں نے تھوڑا بہت ٹیکنیکل کام سیکھ لیا، اب وہ آرمی سے ڈسچارج ہو کر فوٹو کاپی اور فیکس مشینوں کی اصلاح کا کام کرتے ہیں جس سے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

گو ان کا دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا واقعہ بہت دلچسپ ہے لیکن ان کی اسلامی عمل و فکر میں ترقی کی روداد اس سے بھی زیادہ دلکش ہے اور ہم سب کے لئے مشعلِ راہ بھی۔

1990ء میں متحدہ افواج اور عراق کی جنگ کے دوران عبداللہ صاحب امریکی آرمی کے ساتھ سعودی عرب آئے، اور ایک دن کچھ ضرورت کی اشیاء خریدنے بازار گئے، انہوں نے دوکاندار سے ایک چیز کی قیمت طے کی اور بس پیسے ادا کرنے کو ہی تھے کہ قریب کی مسجد سے اذان کی آواز آئی تو دوکاندار نے پیسے لینے سے انکار کر دیا اور صرف اتنا کہا: ''بس''. پھر فی الفور دوکان بند کر کے مسجد چلا گیا، عبداللہ صاحب کا کہنا ہے کہ میں وہاں ہکا بکا کھڑا رہ گیا، یہ بات ذرا بھی میری سمجھ میں نہ آئی کہ جب میں نے اس چیز کے پیسے طے کر لئے تھے اور قیمت ادا کرنے کو ہی تھا تو اس دوکاندار نے مجھ سے پیسے لینے سے انکار کیوں کیا؟ پیسے وصول کرنے کو تو ہر ایک کا دل چاہتا ہے، عبداللہ صاحب کا اپنی زندگی میں کسی ایسے شخص سے واسطہ نہ پڑا تھا جو پیسوں کی وصولی میں بے اعتنائی برتے، بلکہ انہوں نے یہی دیکھا تھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی طرح پیسے کی دوڑ میں سبقت لے جانا چاہتا ہے، اس لئے عبداللہ صاحب کو یہ دوکاندار بہت عجیب سا لگا، ساتھ ہی عبداللہ صاحب نے اس پہلو پر سوچنا شروع کیا کہ یہ مذہب کیسا ہے؟ مؤذن کی آواز سنتے ہی اس کے ماننے والے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مسجد کو روانہ ہو جاتے ہیں، اس مذہب کی ایسی ہی انوکھی چیزوں کا پتہ لگانا چاہئے، اس طرح سے عبداللہ صاحب کے دل میں اسلام کے بارے میں تجسس پیدا ہوا، جنگ کے بعد واپس آئے اور نیو یارک کے علاقہ میں مقیم ہوئے، آہستہ آہستہ اسلام کے بارے میں مزید تفصیل حاصل کی، انہیں ایک اللہ کی عبادت کا نظریہ بہت اچھا لگا، اور چونکہ عبداللہ صاحب کا تعلق ایک افریقی خاندان سے تھا، ان کا دل اسلام میں مساوات اور رنگ و نسل

Marfat.com

سے بالا ہو کر ایک دوسرے کے احترام سے بھی بہت خوش ہوا، عبداللہ صاحب اللہ کے فضل سے مسلمان ہو گئے، ان کی یہ خوش قسمتی تھی کہ انہیں اسی علاقہ میں ایک بہت اچھے استاد مل گئے جنہوں نے انہیں نہ صرف بنیادی اسلامی تعلیم سے آراستہ کیا بلکہ انہیں قرآن پاک کی تلاوت صحیح قواعد اور لہجے کے ساتھ سکھائی۔

عبداللہ صاحب سے میرا تعارف اس وقت ہوا جب وہ آرمی کو چھوڑ کر کام کاج کے سلسلے میں نیویارک سے ڈیٹرائٹ منتقل ہوئے اور توحید سنٹر ڈیٹرائیٹ میں اکثر نمازوں میں نظر آتے، اتفاق کی بات یہ ہے کہ میں اس وقت اس مسجد کا اعزازی طور پر انچارج تھا، کسی مسجد یا دیگر مذہبی ادارے کا کام چلانا بہت مشکل کام ہوتا ہے آئے دن نئی مشکلات پیدا ہوتی رہتی ہیں، ان کا منصفانہ حل تلاش کرنا اور پھر اسکولا گو کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ، میرے اور عبداللہ صاحب کے درمیان کئی بار کشیدگی ہوئی ، ہم دونوں اپنے اپنے طور پر مخلص تھے لیکن سوچ میں قدرے فرق تھا، اللہ کے فضل و کرم سے ہماری باہمی مشکلات بتدریج دور ہو گئیں ، حقیقت یہ ہے کہ کسی سے دن میں کئی بار اللہ کے گھر میں ملیں اور اس سے کشیدگی ہو ، یہ امر دل و جان پر بہت ہی گراں ہوتا ہے، انتہا درجے کے صبر و استقامت کے بغیر اس امتحان میں کامیاب ہونا ناممکن ہے ، آیئے اب آپ میری اور عبداللہ صاحب کی باہمی مشکلات کا جائزہ لیں :-

چونکہ عبداللہ صاحب اکثر نمازیں اسی مسجد میں ادا کرتے تھے اس لئے میں چاہتا تھا کہ وہ مسجد کے بعض امور میں حصہ لیں، ایک دن میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ اذان دیں ، عبداللہ صاحب کہنے لگے کہ میں مسجد کے باہر شاہراہ پر کھڑا ہو کر اذان دوں گا ، میں نے انہیں یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ہم نے اس بلڈنگ میں مسجد قائم کرنے کیلئے قانونی طور پر لائسنس حاصل کرنے کی درخواست دے رکھی ہے اور اس سلسلہ میں ڈیٹرائٹ کی بلدیہ یہاں کی پبلک کے اعتراضات اور شکایات سننے والی ہے، اس لئے آپ مہربانی کر کے مسجد کے اندر ہی اذان دیں ، عبداللہ صاحب نے میری بات کی ذرا پرواہ نہ کی اور باہر اذان دینے پر مصر ہوئے ان حالات میں میں نے عبداللہ صاحب کو مخاطب ہو کر نہایت سنجیدگی سے کہا: آپ کو یہاں کی مشکلات کا بالکل ادراک نہیں مجھے یہاں کی پبلک اور ان کے وکیلوں کے علاوہ ڈیٹرائٹ کی بلدیہ کے مختلف محکموں کی قانونی کاروائی اور فائر ڈیپارٹمنٹ کا سامنا کرنا ہوتا ہے، آپ لوگ یہاں آ کر بس نماز پڑھ کر گھر چلے جاتے ہیں، یوں بھی ہمیں غیر مسلم پڑوسیوں کو مشتعل نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنے مسلم بھائیوں کے ایمان کو تازہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے ، میرے اس لیکچر کا عبداللہ

Marfat.com

صاحب پر قطعی اثر نہ ہوا اور وہ اپنی بات پر قائم رہے۔- اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں- مجبوراً میں نے ایک اور بھائی سے اذان کی درخواست کی ،نماز پڑھ کر ہم سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ میرے محدود علم کے مطابق پورے امریکہ میں صرف ایک مسجد ایسی ہے جسے اپنا لاؤڈ اسپیکر مسجد سے باہر رکھنے کی اجازت ہے، اور یہ اجازت حاصل کرنے کیلئے مسجد کے منتظمین کو امریکی عدالت میں مقدمہ لڑنا پڑا ، اور عدالت نے یہ فیصلہ مسلمانوں کے حق میں اس لئے دیا کہ مسجد کے اردگرد زیادہ تر مسلمان ہی بستے ہیں، یہ مسجد ڈیر بارن، میشیگن (Dearborn,Michagan) میں واقع ہے .

عبداللہ صاحب نے چاہا کہ وہ مسجد کی چابی مستقل طور پر اپنے پاس رکھیں، میں نے انہیں بتایا کہ مسجد نماز کے وقت کھلی رہتی ہے اسلئے زیادہ لوگوں کے پاس چابیاں رکھنا ضروری نہیں، کسی کی غلطی سے مسجد کے دروازے نماز کے بعد کھلے رہ سکتے ہیں اور یہ مسجد شاہراہ پر واقع ہے، چوری چکاری یا بم وغیرہ کی واردات ہوسکتی ہے ، ہماری انشورنس کمپنی نے ہمیں تاکید کی ہے کہ چابیاں زیادہ لوگوں میں نہ بانٹیں، اگر چہ یہ بات نہایت معقول تھی لیکن عبداللہ صاحب کو اچھی نہ لگی .

ابھی زیادہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ عبداللہ صاحب نے مجھ سے اپنے ایک مہمان کو رات میں مسجد میں ٹھہرانے کی اجازت چاہی، میں نے انہیں منع کردیا ، اور مزید یہ بھی کہا : آپ اپنے مہمان کو اپنے گھر کیوں نہیں ٹھہراتے ؟ عبداللہ صاحب نے کہا: چونکہ گھر میں میری بیوی ہے، میں نے کہا: آپ کے مہمان کو میں اپنے گھر میں ٹھہرا لیتا ہوں، انہوں نے فوراً کہا: کیا تمہارے گھر میں تمہاری بیوی نہیں ہے؟ میں نے کہا : بیوی تو ہے پھر بھی میں مہمان کو ایک کمرہ میں ٹھہرا لوں گا ،بصورتِ دیگر ہوٹل میں لے جاؤں گا اور رہائش کا کرایہ ادا کردوں گا، عبداللہ صاحب غصے میں وہاں سے چل دیئے کیونکہ وہ صرف اپنی ہی سوچ کے مطابق حل چاہتے تھے، عبداللہ صاحب نے مجھے بعد میں بتایا کہ انہوں نے میرے بارے میں کئی دوسری مساجد کے منتظمین سے شکایت کی تھی ،جسکی عبداللہ صاحب مجھ سے معافی مانگنے لگے، میرے اور عبداللہ صاحب کے درمیان اس چپقلش کے باوجود وہ مسجد میں باجماعت نمازیں ادا کرنے آتے رہے .

عبداللہ صاحب نے قرآن پاک کی کئی سورتیں زبانی یاد کرلی تھیں اور ان کی تلاوت بھی بہت دلکش تھی ، ایک دن میں نے ان سے کہا کہ وہ عشاء کی نماز پڑھایا کریں ، وہ ہر روز نئی سورتیں

Marfat.com

یاد کرتے ہر سورت کا رنگ اپنا ہی ہے عبداللہ صاحب کو قرآن پاک سے بہت محبت تھی اور ہر نئی سورت اور بھی پیاری لگتی ، وہ عشاء کی نماز میں نئی یاد کی ہوئی سورت ہی تلاوت کرتے تھے، یہ قدرتی بات ہے کہ نئی یاد کی ہوئی سورت میں کوئی نہ کوئی غلطی ہو جاتی ہے، عبداللہ صاحب سے بھی غلطی ہو جاتی تھی، مقتدیوں کو یہ بات اچھی نہ لگی، میں نے مقتدیوں کے اس اعتراض کا ذکر عبداللہ صاحب سے کیا ، اور ان سے درخواست کی کہ وہ صرف وہ سورتیں نماز میں پڑھیں جو پہلے کی یاد کی ہوئی ہوں اور خوب پکی یاد ہوں، علاوہ ازیں ایک دن قبل وہ اپنی منتخب سورت مجھے بھی سنایا کریں تا کہ میں انہیں ان کی غلطیوں کی نشان دہی کر دیا کروں ،عبداللہ صاحب میری اس تجویز سے متفق ہو گئے اور ہماری روزانہ کی مختصر نشست سے عبداللہ صاحب کی تلاوت کی غلطیاں بالکل ختم ہو گئیں اور مقتدی اس تبدیلی سے بہت خوش ہوئے ، اس باہمی عمل سے ہم دونوں کو بھی ایک دوسرے کے اخلاص و ایثار کا احساس ہوا اور ہمارے دل اتنے صاف ہوئے کہ ہم دونوں قریب سے قریب تر ہو گئے .

اب عبداللہ صاحب ایک نئی صورتِ حال سے دو چار ہو گئے، وہ بحیثیتِ امام عشاء کی نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھتے کیونکہ انہیں قرآن پاک سے خاص شغف تھا ، ہر لمبی سورت کے بعد سورت اخلاص پڑھتے جس سے نماز کچھ مزید لمبی ہو جاتی تھی ، مثلاً ایک دن نماز میں تقریباً بیس منٹ لگے ، مقتدی اعتراض کرنے لگے، میں نے عبداللہ صاحب کو یہ باتیں بتائیں تو وہ کہنے لگے: میں ان صحابی کی طرح کرنا چاہتا ہوں جو بحیثیت امام ہر قراءت کے بعد سورت اخلاص پڑھتے تھے ، میں نے کہا: جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے وہ صحابی صرف ایک ہی رکعت میں ایسا کرتے تھے ، عبداللہ صاحب نے فوراً کہا: میں نے ایک حدیث پڑھی ہے جس کے مطابق وہ دونوں رکعتوں میں قراءت کے بعد سورت اخلاص پڑھتے تھے ، اس لئے میں ویسے ہی کرنا چاہتا ہوں ، قصہ مختصر ہم عبداللہ صاحب کی لمبی قراءت کو کم نہ کر سکے .

ایک روز میں نے دیکھا کہ عبداللہ صاحب فجر کی سنتوں کے بعد مسجد کے فرش پر اپنی دائیں کروٹ لیٹے ہوئے تھے اور ان کا ایک ہاتھ سر کے نیچے تھا میں ان کی طبیعت کے بارے میں فکر مند ہوا تو میں نے ان کے قریب جا کر آہستہ سے پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ کہنے لگے: میں بالکل ٹھیک ہوں صرف اس لئے لیٹا ہوں کہ سیدنا محمد ﷺ بھی فجر کی سنتوں کے بعد ایسے تھوڑا سا آرام فرمایا کرتے تھے ،حقیقت یہ ہے

Marfat.com

کہ عبداللہ صاحب جو کچھ قرآن و حدیث میں پڑھتے تھے اس پر بلا جھجک عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے تھے۔

عبداللہ صاحب کی گھریلو زندگی قابلِ رشک تھی، ان کی بیوی اور بیوی کی بہن نے ان کی تبلیغ سے اسلام قبول کیا، اوران کی بیوی کے کئی دوسرے رشتہ دار بھی انہیں کے ہاتھوں مسلمان ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت بچے عطا کیے، سب کی تلاوتِ قرآن بہت اچھی تھی، ان کا سب سے بڑا لڑکا تقریباً سات سال کا تھا اوراس نے کئی لمبی سورتیں زبانی یاد کر لی تھیں، اور وہ باقاعدگی سے باجماعت نماز ادا کرنے آتا تھا، یہاں تک کہ فجر کی نماز میں بھی موجود ہوتا، میں کسی اور شخص کو نہیں جانتا جو اپنے کمسن بچے کو سردی، برف اورطوفان وغیرہ میں بھی باجماعت نماز ادا کرنے مسجد لایا کرتا ہو، عبداللہ صاحب اپنے بیٹے کو نمازِ فجر کے بعد مسجد میں ہی قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے ان کے بیٹے کا رویہ اوراخلاق قابلِ ستائش تھا، اوراس کی تلاوتِ قرآن اپنے والد صاحب کی طرح ہی دلکش تھی، وہ ایک پختہ عمر کے شخص کیطرح نہایت معقولیت سے پیش آتا، میرے خیال میں وہ بڑا ہو کر انشاءاللہ ایک اعلیٰ امام اور خطیب بنے گا۔

عبداللہ صاحب کی انگریزی تو پہلے ہی اچھی تھی، اسلامی تعلیم وتربیت اور مسلسل کوشش اور جدوجہد سے وہ ایک عظیم واعظ بن گئے ان کے الفاظ زبان کی نوک سے نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلتے، میں نے انہیں ایک جمعہ کا خطبہ دینے کی پیشکش کی، توانہوں نے کچھ تامل کے بعد اس شرط پر قبول کرلیا کہ وہ خطبہ لکھ کر پہلے مجھے سنائیں گے، انہوں نے توحید سنٹر ڈیٹرائٹ میں پہلا خطبہ دیا جو ماشاءاللہ بہت مؤثر تھا، خطبے کے بعد میں نے عبداللہ صاحب کے تعارف کے طور پر حاضرین کو مختصر طور پر بتایا کہ عبداللہ صاحب گلف کی جنگ کے دوران کیسے اسلام لائے اور یہ کہ ان کا بیٹا کتنی باقاعدگی سے باجماعت نمازوں میں شرکت کرتا ہے، جمعہ کے بعد جب عبداللہ صاحب نے اپنے خطبہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: آپ نے ماشاءاللہ بہت اچھا خطبہ دیا، اوروقت کی قید کو بھی خوب ملحوظِ خاطر رکھا جبکہ اکثر خطیب یاددہانی کے باوجود مقررہ وقت سے تجاوز کر جاتے ہیں، آپ کو اس کامیاب خطبہ کی مبارک باد پیش کرتا ہوں، اس کے بعد وہ گھر چلے گئے، عشاء سے پہلے ہمارے امام ہانی صاحب نے

Marfat.com

مجھ سے کہا کہ عبداللہ صاحب خاصے ناراض اور کبیدہ خاطر نظر آتے ہیں، میں نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ امام صاحب کہنے لگے کہ آپ نے جمعہ کے بعد ان کی موجودگی میں ان کی تعریف کی ،عبداللہ صاحب کہہ رہے تھے کہ ایک حدیث کے مطابق یہ ایسا ہی ہے جیسے اپنے کسی بھائی کا گلا کاٹنا، میں نے ہانی صاحب سے کہا: تم لوگ صرف ایک حدیث کو سامنے رکھ کر نتیجہ نکال لیتے ہو ،ایک اور حدیث کے مطابق ہر شخص کی عزت افزائی اور اکرام لازم ہے جتنا کہ وہ اس کا مستحق ہو ،حضرت شعیب علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہ بار بار تلقین کی کہ لوگوں کی عزت افزائی اور جملہ حقوق میں کمی مت کرو ، لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ (شعراء : ۱۸۳) (اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو)

یہ آیت قرآن پاک میں ایک سے زائد جگہ آئی ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے عبداللہ صاحب کے تعارف میں کسی رنگ آمیزی سے کام نہیں لیا ،علاوہ ازیں سامعین کا یہ حق ہے کہ نئے خطیب کے بارے میں جان سکیں ،عشاء کی نماز کے بعد میں نے یہ باتیں عبداللہ صاحب کی موجودگی میں دہرائیں تو وہ الحمدللہ کافی حد تک مطمئن نظر آئے .

اس کے بعد عبداللہ صاحب کو نہ صرف اس مسجد میں ہر ماہ ایک خطبہ دینے کی مستقل ڈیوٹی مل گئی بلکہ توحید سینٹر فارمنگٹن ہل میں بھی ہر ماہ ایک خطبہ دینا طے پایا، سچی بات تو یہ ہے کہ دونوں مساجد کے حاضرین وسامعین نے مجھے ذاتی طور پر کہا کہ انہیں عبداللہ صاحب کا خطبہ بہت پسند ہے انکا مستقل طور پر بطورِ خطیب تعین کیا جائے ، یہاں اس بات کا ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ جس جمعہ کو عبداللہ صاحب خطیب ہوتے ہیں مسجد کو چندہ وعطیات زیادہ وصول ہوتے ہیں .

ایک ماہ کے بعد میں نے عبداللہ صاحب کے تعارف کے طور پر جمعہ کی نماز کے بعد نئے سامعین سے کہا کہ میں عبداللہ صاحب کی تعریف کیلئے نہیں کھڑا ہوا بلکہ سامعین کا حق ہے کہ انکو نئے خطیب کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں، تعارف کے بعد میں نے کہا :انشاءاللہ آپ ہر ماہ یہاں خطبہ دیا کریں گے ،لیکن ذمہ داری اور اتھارٹی دونوں لازم وملزوم ہیں ،اس لئے میری غیر موجودگی میں امام ہانی صاحب اور نائب امام عبد اللہ صاحب ہی مسجد کے انچارج ہیں ، مختلف سوالات ومعاملات کیلئے ان سے رابطہ کیا جائے ،اللہ کے فضل سے یہ دونوں احباب اپنی اس ذمہ داری کو بغیر کسی اجرت کے سالہا سال سے بدرجۂ اتم ادا کر رہے ہیں ، یاد رہے کہ امریکہ کی تیز رو زندگی میں مذہبی ذمہ داریوں کے علاوہ مسجد کو بروقت کھولنا، بند کرنا، صفائی اور مرمت وغیرہ کرانا آسان کام نہیں.

Marfat.com

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بے لوث خدمات کو قبول فرماویں ۔

اب عبداللہ صاحب کے پاس نہ صرف مسجد کی چابی ہے بلکہ وہ اس کے ہر طرح سے ذمے دار بھی ہیں، ان کے فکروعمل میں بھی کافی لچک آ گئی اب وہ مسجد کے اندر ہی اذان دیتے ہیں اور اپنی پرانی روش اور سخت مزاجی پر مسکراتے ہیں ۔

ایک دن فجر کی نماز کے بعد میں مسجد میں بیٹھا تلاوت کررہا تھا تقریباً صلوۃ الضحیٰ (اشراق) کا وقت تھا کہ عبداللہ صاحب ایک اور امریکی مسلمان کے ہمراہ مسجد میں داخل ہوئے اور تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد دعا سلام کی، انہوں نے مجھے بتایا کہ: وہ حج ادا کرنے کے بعد ابھی ڈیٹرائٹ پہنچے ہیں، میں نے اصرار کیا کہ میرے گھر ناشتہ کیلئے چلیں، عبداللہ صاحب نے کہا کہ وہ سفر سے سیدھے مسجد آئے ہیں ابھی گھر نہیں گئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی جب سفر سے واپس لوٹتے تو پہلے مسجد تشریف لے جاتے تھے، میرے لئے یہ بات ایک بہت بڑی یاد دہانی تھی ، میں نے سوچا ہم میں سے کتنے پیدائشی اور روائتی مسلمان ہیں جو اس سنت پر عمل کرتے ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ: -

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

عبداللہ صاحب صرف نام کے عبداللہ اور مسلمان نہیں ، بلکہ عملی طور پر سچے مسلمان اور اللہ کے بندے ہیں، اور ان کی سنتوں سے محبت اور قول وفعل کی یکسانی کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ کی یاد آنے لگتی ہے ۔

عبداللہ صاحب کو عربی پڑھنے اور بولنے کا بہت شوق تھا ، انہوں نے مقامی کالج میں داخلہ لے لیا اور ڈاکٹر شیخ علی سلیمان کے زیرِ سایہ عربی کی مزید تعلیم حاصل کی ، اور وہ مشرقِ وسطیٰ کے نمازیوں سے عربی میں بات چیت کرتے ہیں، عبداللہ صاحب کثیر العیال اور قلیل المال ہیں، ان کی آمدنی بہت محدود ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی قناعت عطا فرمائی ہے کہ ان حالات میں بھی وہ سب اہل وعیال کو روزانہ دینی تعلیم دیتے اور خود بھی مزید سورتیں یاد کرتے رہتے ہیں ، خطبات تیار کرتے ہیں، غیر مسلموں کو تبلیغ کرکے انہیں اسلام کی نعمت سے آگاہ فرماتے ہیں ، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء.

یاد رہے کہ ان کی دنیاوی تعلیم صرف ہائی اسکول تک محدود ہے، میں سوچتا ہوں کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ سہولتوں سے نوازا ہے انہیں بہت بڑھ چڑھ کر اسلامی خدمات سرانجام دینی چاہئیں ، دعا ہے کہ: اللہ تعالیٰ مجھے اور اس مضمون کو پڑھنے اور سننے والوں کو دین سے ایسا ہی والہانہ تعلق اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

Marfat.com

جیمز ابیبا (James Abiba)

1980ء کی بات ہے اس وقت میں واشنگٹن ڈی-سی (Washington D. C.) کے قریب ایک ملٹری چھاؤنی فورٹ میڈ میں کام کر رہا تھا، اور میری اہلیہ صاحبہ اس چھاؤنی میں ملٹری ہسپتال میں بطورِ ڈاکٹر متعین تھیں، میرے ذمے فورٹ میڈ ہائی اسکول میں نویں سے بارھویں جماعت کے بعض طلباء کو ریاضی پڑھانا تھا اور میں روزانہ پانچ مختلف کلاسوں کو پڑھاتا تھا، جیمز ان میں سے کسی گروپ میں نہیں تھا، اس نے میرے ایک طالب علم سے کہا کہ مجھے مسٹر احمد سے ملنے کی اجازت درکار ہے، اس طالب علم نے مجھ سے جیمز کی خواہش کا ذکر کیا، میں نے بلا تکلف جیمز کو ملاقات کی اجازت دیدی، جیمز نے آتے ہی مجھ سے اسلام کے بارے میں چند سوالات کئے، میں نے مختصر طور پر ان کا جواب دے دیا، اسکے بعد وہ دوسری بار سوالات لیکر آیا، میں نے ان کا جواب بھی دیدیا اور ساتھ ہی میں نے جیمز سے پوچھا کہ کیا یہ سوال اسکی سوشل سٹڈیز کے کورس سے ہیں؟ جیمز نے کہا کہ: نہیں، بلکہ میں نے چند ہفتے پہلے اس اسکول کی لائبریری میں اسلام کے بارے میں ایک کتاب دیکھی تھی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد مجھے اسلام سے کچھ دلچسپی پیدا ہوگئی، میں نے اس سے کہا: اس ملک میں گورنمنٹ اسکول میں کسی مذہب کے بارے میں تفصیلی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے بہتر ہوگا کہ ہم دونوں اسکول سے باہر فاسٹ فوڈ (Fast Food) ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر تبادلۂ خیالات کیا کریں، ہم نے دن اور وقت طے کر لیا، اس طرح میری اور جیمز کی کئی ایک ملاقاتیں ہوئیں جو کہ اللہ کے فضل سے بہت سودمند ثابت ہوئیں، جیمز نے ہماری مسجد دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، میں اسے ایک قریبی شہر لورل (Laurel) میں ایک نہایت قدیم گھر میں لے گیا جو کہ اس وقت بطورِ مسجد استعمال کیا جاتا تھا، میں نے اسے نماز کا طریقہ بھی بتایا، جیمز کو یہ بات بہت پسند آئی کہ ہم نماز میں براہِ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اس عبادت کے دوران کسی قسم کے میوزک سے مدد نہیں لیتے بلکہ پورے سکون اور دلجمعی سے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، اس کے علاوہ عبادت گاہ اور عبادت کا طریقہ بہت سادہ ہے، مسجد میں کسی کی بھی تصویر آویزاں نہیں ہے، اس سے جیمز کو واضح ہوگیا کہ ہم محمد ﷺ کی پرستش بالکل نہیں کرتے بلکہ صرف اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

Marfat.com

اس دوران کئی چیزیں میرے ذہن میں آئیں، پہلی بات یہ کہ جیمز اس وقت صرف سولہ سال کا نوجوان تھا اور اس ملک کے قانون کے مطابق ابھی سنِ بلوغت کو نہ پہنچا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ جیمز کے والدین اپنے بچے کو دوسری راہ پر گامزن کرنے پر مجھے کسی قسم کی تکلیف پہنچا سکتے ہیں، علاوہ ازیں فورٹ میڈ ایک ملٹری چھاؤنی ہے اور اسکے متصل نیشنل سیکورٹی ایجنسی ہے جو کہ ملک بھر کے خفیہ کاموں کا مرکز ہے، مجھے خدشہ ہوا کہ کسی وقت بھی میرے لئے کوئی الجھن پیدا ہو سکتی ہے، جیمز نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اسکا والد نیشنل سیکورٹی ایجنسی میں بطورِ آفیسر کام کرتا ہے، یہ سب باتیں میرے دماغ میں بار بار آتیں اور مجھے الجھن میں ڈالتی رہیں۔

میں اور جیمز حسبِ معمول وقتاً فوقتاً تبادلۂ خیالات کرتے رہے، ایک دن جیمز نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ مسلمان بننا چاہتا ہے، میں نے اس کو مسلمان بننے کا طریقہ بتایا جو کہ بہت آسان اور سادہ ہے، میں نے اسے یہ بھی واضح کرنے کی کوشش کی کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مسلمان بننے کے بعد دوبارہ کافر بننا نہایت ہی برا عمل ہے اس لئے اس کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ وہ اسلام کی مزید تحقیق کرے حتیٰ کہ اس کا دل اسلام پر پورا جم جائے۔

ابھی ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ جیمز نے پھر اصرار کیا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے، اس بار میں نے اسے کلمۂ شہادت پڑھایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمان ہو گیا، جیمز کے مسلمان ہونے پر ہم دونوں پر کئی نئی ذمہ داریاں عائد ہو گئیں، ان میں سے ایک میری یہ ذمہ داری تھی کہ ہر اتوار جیمز کو اس کے گھر سے مسجد لایا کروں تا کہ وہ اس علاقے کے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کر سکے، نماز کے بعد میں اسے عربی حروفِ تہجی سکھایا کرتا تھا، جیمز کو اسلامی تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اس نے جلد ہی قرآن پاک کو عربی میں پڑھنا شروع کر دیا، جیمز کو موسیقی بہت پسند تھی، اس لئے اس نے جلد سے جلد اذان سیکھی اور اس مسجد کا مؤذن بن گیا ایک نئے مسلمان کی اذان کی تاثیر نرالی ہی ہوتی ہے جسکو کسی نے ان الفاظ میں نظم کیا ہے:-

تیرا پیام اور ہے میرا پیام اور ہے   عشق کے درد مند کا طرزِ کلام اور ہے

ایک دن حسبِ معمول میں جیمز کو اس کے گھر سے لانے گیا، جونہی وہ گھر سے وارد ہوا میں اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا کیونکہ وہ سر سے پاؤں تک ایک خوبصورت عربی لباس میں ملبوس تھا، علاوہ ازیں

Marfat.com

جیمز کے علاقہ میں مقیم طلبا اوران کے والدین پہلے ہی چپکے چپکے میرے اورجیمز کے بارہ میں باتیں کر رہے تھے ، جب جیمز میری کار کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے بے اختیار یہ کہا: جیمز! تجھے یہ لباس تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں تھی ، مسلمان امریکی لباس میں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں ، جیمز نے میرا خدشہ بھانپتے ہوئے برجستہ کہا: مسٹر احمد آپ کا ایمان کمزور ہے ، میں نے اس سے کہا: کیا تمہارے والدین یہ لباس دیکھ کر تم سے ناراض نہیں ہوتے ؟ اس نے کہا: قطعاً نہیں ، وہ مجھے اس بارے میں بالکل تنگ نہیں کرتے بلکہ میری ماں روزانہ میرے لئے علیحدہ حلال کھانا تیار کرتی ہے ، یہ سن کر میری جان میں جان آئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ۔

جیمز ابھی ہائی اسکول کا طالب علم ہی تھا ، اور اپنے ساتھیوں میں کافی مقبول تھا ، اس دوران ایک دن جیمز میرے پاس آیا اور کہنے لگا: مسٹر احمد میں اپنا نام بدل کر مسلم نام رکھنا چاہتا ہوں ، میں نے اسے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ نیا نام سنتے ہی تمہارے ساتھی تم سے میل ملاپ چھوڑ دیں گے ، امریکی نام سے تم ان سے خوب گھل مل سکتے ہو اور اسلامی اقدار کو ان تک پہنچا سکتے ہو ، جیمز میری یہ سوچ سن کر دوبارہ بے اختیار کہنے لگا: مسٹر احمد آپ کا ایمان کمزور ہے ، بہر حال اس نے اپنا نیا نام جیمز حسین ایبا پسند کیا ۔

بتدریج جیمز نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کر لی ، اب وہ اس تلاش میں تھا کہ اسے وقتی طور پر عارضی کام مل جائے جس سے وہ کالج کے اخراجات کے لئے کچھ پیسہ اکٹھا کر سکے ، مغربی ممالک میں یہ ایک بہت اچھا رواج ہے کہ والدین کی مالی استطاعت اور اعلیٰ منصب کے باوجود نوجوان طلباء اپنے کالج کے اخراجات کیلئے فارغ وقت میں کچھ نہ کچھ کام کر لیتے ہیں ، کسی قسم کا بھی کام کرنے میں انہیں عار محسوس نہیں ہوتی بلکہ معمولی سے معمولی کام کے ملنے پر بھی فخر کرتے ہیں ، علاوہ ازیں اپنی اس مصروفیت کو رشتہ داروں ، پڑوسیوں اور دوستوں سے نہیں چھپاتے ، درحقیقت جوانی میں لگاتار مصروفیت ہی انسان کو بہت سی لغزشوں سے بچا لیتی ہے ۔

اسی دوران میری اہلیہ صاحبہ نے امریکی آرمی چھوڑ کر اورل میری لینڈ (Laurel Maryland) میں اپنا میڈیکل کلینک کھول لیا ، اور انہوں نے جیمز کو اپنے میڈیکل کلینک میں استقبالیہ پر متعین کر دیا ، چونکہ میری اہلیہ صاحبہ کی میڈیکل پریکٹس اس موقع پر بالکل نئی تھی اور مریض کم تھے ، اس طرح جیمز خاصہ

Marfat.com

وقت فارغ بیٹھا رہتا تھا اور اسکو اسلامی کتب کے مطالعہ کرنے کا خوب موقع مل جاتا تھا۔

جیمز ہر سال عید بھی ہمارے ساتھ مناتا، ایک سال اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے بفضلِ خدا رمضان کا پورا مہینہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گذارا، یہاں تک کہ عید کی نماز بھی مکہ مکرمہ میں ادا کی، یہ میرے لئے پہلا موقع تھا کہ پورا رمضان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گذاروں اس لئے میں بہت خوش تھا، لیکن دل ہی دل میں جیمز کے اکیلے پن کی فکر لاحق تھی، جب میں واپس امریکہ پہنچا تو میں نے مسجد میں چند احباب سے جیمز کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو وہ کہنے لگے کہ جیمز نے رمضان کے دوران کئی دینی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا یہاں تک کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں مسجد میں اعتکاف میں بھی بیٹھا، حقیقت ہے کہ وہ عبادت کے بہت سے امور میں ہم سے سبقت لے جاتا ہے۔ جیمز نے کسرِ نفسی سے کام لیتے ہوئے اپنے اعتکاف کے بارے میں مجھ سے کبھی بھی ذکر نہ کیا۔

کچھ عرصہ کے بعد جیمز نے کالج میں داخلہ لے لیا اور اس نے اسلامک ہسٹری کے ساتھ بی اے مکمل کرلیا، وہ اپنی یونیورسٹی میں مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کا ممتاز ممبر تھا، اسی دوران اس نے ایک مسلمہ سے شادی کر لی جو کہ ایک معزز انڈین فیملی سے تعلق رکھتی تھی، اسکی بیوی صاحبہ کو بھی اسلام سے خوب لگاؤ تھا اس لئے دونوں نے یونیورسل اسلامک اسکول شکاگو میں بطورِ ٹیچر کام کرنا شروع کر دیا۔

میری آخری ملاقات جیمز سے اسنا (ISNA) کانفرنس کے دوران شکاگو میں ہوئی، اس بار میں نے یہ دیکھا کہ جیمز ایک مخصوص اسلامی لباس میں تھا اور اس نے سر پر ایک بہت بڑی سبز پگڑی باندھ رکھی تھی، میں نے اسے دیکھتے ہی کہا: جیمز اب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: مسٹر احمد مہربانی کر کے اس بارے میں کچھ نہ کہیں، میں سمجھ گیا کہ جیمز ماشاءاللہ کسی ذاکر گروپ کے ساتھ منسلک ہو گیا ہے۔

تقریباً بیس سال بعد میں نے جیمز کی فیملی سے بذریعہ ای میل رابطہ کیا۔ جیمز امریکہ کے شہر شکاگو میں ایک معروف اسلامی ادارے میں بطور ایڈیٹر کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا نام اقرأ انٹرنیشنل ایجوکیشنل فونڈیشن ہے۔ یہ اسلامی کتب اور رسالے شائع کرتا ہے اور دنیا بھر کے مسلموں اور غیر مسلموں کو مہیا کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالٰے جیمز کو دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران کریں۔ آمین۔

Marfat.com

کیتھی (Kathy)

میں نے میری لینڈ کے محکمہ تعلیم کو خیر باد کہہ کر اسلامک اسکول سیٹل (Seattle) میں بطورِ پرنسپل کام کرنا شروع کیا، سیٹل امریکہ کے مغربی ساحل پر واشنگٹن ریاست میں واقع ہے، وہاں کیتھی نام کی ایک خاتون پرنسپل کی سیکریٹری کے عہدہ پر فائز تھی اور اس شہر کے اسلامی حلقہ میں خوب سرگرمی سے کام کررہی تھی، کیتھی اسلام سے کیسے متعارف ہوئی اور پھر اس نے اسلام کیسے قبول کیا ؟ یہ ایک عجیب وغریب کہانی ہے، اس نے اپنا پورا قصہ مجھ سے یوں بیان کیا:-

میں ابھی پرائمری اسکول کی ہی طالبہ تھی، ایک دن اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے شہر کی پبلک لائبریری میں گئی، اس ملک کی لائبریریوں کا یہ طریقہ کار ہے کہ جب کبھی کسی قسم کی کتابیں ضرورت سے زائد ہوجائیں تو انہیں ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینک دیتے بلکہ انہیں لائبریری ہی میں برائے فروخت رکھ دیتے ہیں اس طرح سے لوگ ان کتابوں کو نہایت سستے داموں خرید لیتے ہیں، اتفاق سے اس لائبریری میں ایسی ہی کتابوں کی سیل (sale) لگی تھی، میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو میرے پاس چند سکے تھے، میں نے ایک کتاب چند پیسوں میں خرید لی، چونکہ میں نے اس کی قیمت اپنے جیب خرچ سے ادا کی اس لئے میں نے اس کتاب کو بہت اہتمام کے ساتھ اپنے کمرے میں رکھ دیا۔

زندگی اپنی روش پر چلتی گئی، میں عنقریب مڈل اور بعد میں ہائی اسکول میں پہنچ گئی، ہائی اسکول کے بعد مجھے کالج میں داخلہ مل گیا، میں نے سائنس کے بجائے آرٹس پڑھنا چاہا اور کالج کی تعلیم کے دوران میں نے ایسے کورس منتخب کئے جن میں مختلف مذاہب پر تفصیلی موازنہ کیا جاتا ہے، میرے پروفیسر صاحبان نے خاص کر دنیا کے بڑے بڑے مذاہب عیسائیت، یہودیت، اور اسلام کے بارے میں بڑے تفصیلی لیکچر دیئے، ان پروفیسر صاحبان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ تھا، میں نے یہ سب کورس آسانی سے پاس کرلئے یہاں تک کہ میں کالج گریجویٹ بن گئی، اسکے بعد میں نے کام کی تلاش شروع کی، ملک کے اس حصہ میں ایک عورت ذات آرٹس گریجویٹ کو کام ملنا بہت دشوار ہے، کئی مہینوں کی تھکا دینے والی کوشش کے بعد ہمت ہار کر چپ چاپ گھر بیٹھ گئی، اس بیزاری کو دور کرنے کے لئے گھر کی مختلف اشیاء کو قدرے غور سے دیکھنے لگی، اتفاقاً میری نظر اس کتاب پر پڑی جو کہ میں نے پرائمری

Marfat.com

اسکول کے دوران خریدی تھی، یہ انسانی کمزوری ہے کہ جس چیز کی قیمت وہ خود ادا کرے اسے وہ زیادہ مرغوب ہوتی ہے ، میں نے اس کتاب کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ مٹی سے اٹی ہوئی تھی، میں نے مٹی کو صاف کیا اور پھر اس کتاب کو لے کر اپنے کمرے میں بیٹھ گئی اور اسے پڑھنا چاہا، چند سطور پڑھیں تو پتہ چلا کہ یہ نہ صرف ایک مذہبی کتاب ہے بلکہ نہایت دلچسپ بھی ہے، میں دن بدن اس کے مطالعہ میں مگن رہتی ، یہ کتاب اسلام کے بارے میں تھی، مجھے تعجب ہوا کہ اس کتاب میں بیان کردہ اسلام اس اسلام سے بالکل مختلف تھا جو مجھے یونیورسٹی میں پڑھایا گیا تھا ، میں نے سوچا کہ کیا میرے پروفیسر جھوٹ بول رہے تھے اور اسلام کا غلط نقشہ پیش کر رہے تھے ؟

اس کتاب کی تعلیم میرے دل میں گھر کرنے لگی، اور اس کے مطالعہ سے مجھے سکون اور اطمینان ملنے لگا، دراصل یہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ تھا، بالآخر میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلیا کہ اگر یہی صحیح اسلام ہے تو میں بھی مسلمان بنوں گی، تحقیق کرنے سے پتہ چلا کہ اسلام میں داخل ہونا نہایت آسان ہے، میں نے بھی کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ کے فضل سے مسلمان ہوگئی الحمدللہ۔

تھوڑے عرصہ بعد میں نے ایک افغانی نوجوان سے شادی کرلی، ہم دونوں نے اپنی خدمات اس شہر کے اسلامی حلقہ کو پیش کردیں اور ہم دونوں یہاں مقامی مسلمان لیڈروں کے ساتھ مل کر نہایت گرمجوشی کے ساتھ امت مسلمہ کی خدمت کرنے لگے، ہمیں اس طرح کی زندگی بہت محبوب ہے، ہم اسلامی طرزِ زندگی کو بدلنے کی کبھی بھی خواہش نہیں کرتے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان معمولی کاوشوں کو قبولیت عطا فرمائے. آمین

ریحانہ (Rehana)

امریکی سوسائٹی میں نقل وحرکت بہت زیادہ ہے ایک اندازے کے مطابق ایک فیملی ایک ہی جگہ تقریباً پانچ سال سے زیادہ مقیم نہیں رہتی ، اس لحاظ سے میری فیملی پکی امریکی فیملی ہے، ہم سیئٹل (Seattle) سے لاس انجلس (Los Angeles) کے نواحی علاقہ میں منتقل ہوئے، ہمارے قریب ترین مسلم پڑوسی عبدالوہاب صاحب تھے ہم نہ صرف ہر روز کئی بار مسجد میں ملتے بلکہ ایک دوسرے کے گھر میں بھی خوب آمد ورفت رہتی، عبدالوہاب صاحب نے ایک امریکی عیسائی خاتون سے شادی کی ، ایک دن عبدالوہاب صاحب نے مجھے تفصیل سے بتایا کہ ان کی اہلیہ صاحبہ کو اسلام لانے سے پہلے کن کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑا، انہوں نے اپنے گھر کی کہانی یوں بیان فرمائی :-

Marfat.com

جب میں نے ریحانہ سے شادی کی میں پورے اسلامی احکام پر پابندی سے کاربند نہ تھا، اسی طرح ریحانہ بھی اپنے عیسائی مذہب کی طرف بہت کم متوجہ تھی، میں تو اکثر مسجد چلا جاتا تھا لیکن وہ کبھی بھی چرچ نہ جاتی تھی، جلد ہی ہمیں اللہ نے بچے عطا فرمائے تو مجھے بچوں کے مستقبل کی فکر لاحق ہوئی، میں نے ریحانہ کو مسجد جانے کی دعوت دی اس نے صاف انکار کر دیا، اس پر طرہ یہ کہ اس نے چرچ جانا شروع کر دیا اب جب کبھی میں اسکو مسجد کی ترغیب دیتا اس دن وہ خصوصیت کے ساتھ چرچ کا رخ کرتی، سچ تو یہ ہے کہ کوئی شخص بھی عورت سے مقابلہ کر کے جیت نہیں سکتا۔

ایک دن میں نے اسے نہایت مخلصانہ انداز میں ایک حل پیش کیا وہ یہ کہ: ایک اتوار ہم دونوں مل کر چرچ جایا کریں گے اور دوسرے اتوار کو مسجد، اسطرح میں اسکو اسلام سے روشناس کرانا چاہتا تھا، اس نے کچھ تأمل کے ساتھ اس تجویز کو قبول کر لیا۔

ایسی صورت میں میرے اندر احساس ہوا کہ مجھے صحیح معنوں میں اسلامی احکام پر پابندی سے کاربند ہو جانا چاہئے، اور میرا رویہ گھر اور باہر ہر اعتبار سے اسلامی ہونا چاہئے اسی صورت میں ہی میری اہلیہ اسلامی اقدار سے متعارف ہو سکتی ہیں، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے نہایت تندہی سے مکمل اسلامی طرزِ عمل اپنا لیا، حقیقت یہ ہے کہ ہر میاں بیوی سے ایک دوسرے کے گن اور خامیاں چھپ نہیں سکتیں کیونکہ دونوں کا ایک دوسرے سے بہت قریب کا واسطہ رہتا ہے، میرا یہ نیا طرزِ عمل مجھے بہت محبوب تھا، ریحانہ بہت آہستہ آہستہ اسلامی اقدار سے مانوس ہونے لگی، گھریلو زندگی کے علاوہ مسجد کے ماحول نے اسے قدرے تقویت دی، روز بہ روز اسکا شوق اسلام کے لئے بڑھتا گیا حتی کہ اس نے اسلام قبول کر لیا الحمد للہ۔

ریحانہ اب ایک بالکل مختلف عورت تھی، اسکو اسلام سے اتنی لگن ہوگئی کہ وہ اپنے آپ کو پوری طرح سے اسلام سے رنگنا چاہتی تھی، اس نے اچانک اسلامی لباس پہننا شروع کر دیا، اس کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ اکثر پیدائشی اور روائتی مسلمان عورتیں اپنے سر کو اسلامی طریقہ سے کیوں نہیں ڈھانکتیں ان کی قوتِ احساس کو کیا ہوا ہے، اسلامی لباس تو عورت کو بہت معزز اور باوقار بنا دیتا ہے، پھر بھی یہ لوگ دوسروں کا رنگ دیکھ کر اس میں کیوں رنگے جاتے ہیں؟ یہ نہایت قابلِ افسوس بات ہے۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود تم وہ مسلم ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ریحانہ کے اسلام لانے پر عبدالوہاب صاحب کی ہر طرح کی مشکلات ختم ہوگئیں لیکن ریحانہ کا عالم

Marfat.com

مختلف تھا، وہ جلد جلد مزید اسلامی تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی اور جو کچھ پڑھتی اس پر عمل کرنا چاہتی تھی اس نے اپنے خاوند سے یہ اصرار کیا کہ ڈاکٹر مزمل صدیقی صاحب کی فقہ کی تقاریر کو کیسٹز پر ریکارڈ کریں تا کہ وہ ان سے بار بار استفادہ کر سکے، ایک دن عبدالوہاب صاحب فقہ کے اس سبق میں شمولیت سے قاصر تھے تو انہوں نے مجھ سے پرزور مطالبہ کیا کہ اس لیکچر کی کیسٹ ضرور ریکارڈ کرنا کیونکہ یہ انکی بیگم صاحبہ کی فرمائش ہے، ریحانہ اسلامی تعلیم کو اپنے میں خوب جذب کر لیتی اور اس پر خاموشی سے عمل پیرا ہوتی، وہ کبھی مشتعل نہ ہوتی، وہ اپنے خاوند کی بے حد ممنون تھی جنہوں نے اسے اسلام کا ایک اعلیٰ تحفہ عطا کیا، اور اسے نئی زندگی سے روشناس کرایا، ریحانہ اپنے بچوں کو اسلامک اسکول میں تعلیم دلوانا چاہتی تھی تا کہ وہ اچھے مسلمان بنیں، اس کا خیال تھا کہ دنیاوی تعلیم کی کمی بیشی کو بعد میں بھی درست کیا جا سکتا ہے۔

ریحانہ کے والدین شکاگو میں مقیم تھے جو کہ لاس اینجلس سے تقریباً دو ہزار میل دور ہے ریحانہ کے والدین پر اس کا اسلام میں داخلہ بہت شاق گذرا، انہوں نے ریحانہ کو ہر ممکن طریقہ سے تنگ کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس کے ہاں آنا جانا بھی ترک کر دیا، خاص کر ریحانہ کے والد بہت سخت مزاج، ضدی اور اپنی دھن کے پکے تھے، اسلام کے بارے میں تعصب ان پر پوری طرح سے مسلط تھا، ان سے بات کرنا بھی بہت مشکل تھا، ان حالات کے باوجود ریحانہ اپنے والدین سے میل ملاپ اپنا فرض سمجھتی تھی اس لئے وہ ہر سال بچوں سمیت ان کے پاس شکاگو ملنے جاتی، جب بھی واپس آتی تو کلفت اور بدمزگی کے بوجھ سے لدی ہوتی، لیکن اس نے ہمت نہ ہاری ہر سال شکاگو کا چکر ضرور لگاتی بچے بھی کچھ بڑے ہونے لگے، ریحانہ کے والدین ان بچوں کے اسلامی اطوار اور عادات سے متأثر ہونے لگے اور دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ غالباً اسلام اتنا برا نہیں جتنا ہم اسے سمجھتے ہیں، ان کی سوچ یہاں تک بدل گئی کہ وہ کئی سالوں بعد اپنی بیٹی کے پاس لاس اینجلس آنے کیلئے تیار ہو گئے، ہمیں بھی یہ اچھی خبر ملی، بالآخر وہ واقعی لاس اینجلس تشریف لے آئے، اس سے ہماری حیرت اور خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔

میں نے عبدالوہاب صاحب کی فیملی کو شام کے کھانے پر مدعو کیا اور ساتھ ہی ایک دوسری فیملی مسٹر اور مسز نسیم کو بھی دعوت دی، مسز نسیم بھی ریحانہ کیطرح نئی امریکی مسلمہ تھی جو کہ نہ صرف اسلامی لباس میں

Marfat.com

ملبوس رہتی بلکہ اسلام پر تن من دھن سے عمل پیرا تھی ، ہمارا مقصد یہ تھا کہ ریحانہ کے والدین کو دیگر امریکی مسلمانوں سے متعارف کرایا جائے تا کہ ان کے تعصبی بندھن ڈھیلے ہوں، ہم سب نے وہ شام بہت خوشگوار ماحول میں گذاری، ریحانہ کے والدین ہمارے اچھے دوست بن گئے، ایک دوسرے سے خوب نوک جھونک ہوتی رہی حتی کہ نصف شب کے قریب یہ مجلس برخاست ہوئی.

یہاں پر ایک اور ضمنی بات کا ذکر ضروری ہے وہ یہ کہ ریحانہ اور اسکی فیملی چند قدم چل کر اپنے گھر پہنچ گئے، مسٹر اور مسز نسیم کو تقریباً بیس میل دور ریورسائڈ (Riverside) بذریعہ کار جانا تھا، رات کے ان اوقات میں ڈرائیونگ بہت خطرناک ہوتی ہے، کئی لوگ شراب کے نشے میں ہی کاریں چلاتے رہتے ہیں ان سے بچنا بہت مشکل ہے، مسٹر اور مسز نسیم کی کار کی بھی ایک ایسے ہی شخص کی کار سے اسی رات ٹکر ہوگئی، حادثہ بہت سخت تھا ، دونوں میاں بیوی کار سے باہر سڑک پر آ گرے، نسیم صاحب بالکل بے ہوش ہوگئے، مسز نسیم کی بہت سی ہڈیاں ٹوٹ گئیں لیکن وہ ابھی ہوش میں تھیں، اپنے بے ہوش خاوند کے پاس بیٹھ کر بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگیں، تھوڑی دیر بعد ایک ایمبولنس پہنچی اس کے عملے نے دیکھا کہ ایک عورت عجیب وغریب لباس میں بیٹھی ایک اجنبی زبان میں باتیں کر رہی ہے، انہوں نے مسز نسیم سے پہلا سوال یہ کیا کہ کیا تم انگریزی سمجھتی ہو؟ مسز نسیم نے انگریزی میں کہا: ہاں سمجھتی ہوں میں تو صرف عربی میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھی، دونوں کو ہسپتال لے جایا گیا، وہ کئی ماہ ہسپتال میں داخل رہے کافی علاج معالجہ کے بعد ایک آدھ سال بعد دونوں پھر چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے ، والحمدللہ

ریحانہ کے والدین مختصر قیام کے بعد واپس شکاگو چلے گئے، ریحانہ کی یہ دلی خواہش تھی کہ کسی طرح اس کے والدین اسلام قبول کرلیں، ایک دن میری اہلیہ صاحبہ نے مجھے بتایا کہ ریحانہ بہت رورہی ہے، میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے ؟ میری اہلیہ نے بتایا کہ ریحانہ کی والدہ سخت بیمار ہے اور ریحانہ کو یہ فکر ہے کہ کہیں وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے ہی فوت نہ ہو جائے کیونکہ جہنم بہت سخت مقام ہے ، افسوس کہ ریحانہ کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی اور اسکی والدہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی دنیا سے چل بسی .

جیسے کہ میں نے پہلے لکھا ہے ریحانہ کے والد صاحب بہت سخت مزاج تھے، اس کے باوجود ہم سب ان سے رابطہ رکھتے، عبدالوہاب صاحب اپنے کاروبار کے سلسلہ میں تقریباً ہر ماہ شکاگو جاتے تو

Marfat.com

اپنے سسر سے ضرور ملتے، اس سے کوئی ایسی بات نہ کہتے جو اس کو ناگوار گذرے، ریحانہ کے والد صاحب میرے بھی دوست بن گئے تھے، میں بھی چاہتا تھا کہ کوئی مثبت قدم اٹھاؤں جس کا ان پر اچھا اثر ہو، اس دوران میں نے ڈیٹرائٹ (Detroit) نقل مکانی کر لی جو کہ شکاگو سے کافی قریب ہے، میں نے ریحانہ کے والد صاحب کو ڈیٹرائٹ سے فون کیا اور دعوت دی کہ وہ ہمارے پاس آئیں کیونکہ اب ہم لاس اینجلس کی نسبت بہت قریب تھے، اتفاق کی بات ہے کہ یہ وہ وقت تھا جبکہ ڈیٹرائٹ کی پولیس کے کچھ عملہ کی بدعملیوں کے باعث ڈیٹرائٹ کی شہرت کو بہت ٹھیس لگ چکی تھی، اس لئے ریحانہ کے والد نے مجھے یہ جواب دیا امتیاز! میرا دل بہت چاہتا ہے کہ تمہارے پاس آؤں لیکن میری یہ پوری کوشش ہے کہ زندگی بھر ڈیٹرائٹ جیسے شہر میں قدم نہ رکھوں .دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ریحانہ کے والد صاحب کو اسلام کی توفیق دیں آمین.

امام سراج وہاج

سالہا سال سے مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن (M. S. A.) پورے امریکہ اور کنیڈا کے مسلمانوں کی سب سے بڑی اسلامی آرگنائزیشن مانی جاتی تھی، اس کے کرتا دھرتا زیادہ مسلم طلباء تھے جو کہ امریکہ اور کنیڈا کی مختلف یونیورسٹیوں میں تعلیم پا رہے تھے یہی نوجوان نہایت خلوص اور سرگرمی سے اسلام کی خدمت کرتے، ان میں سے اکثر طلباء نے بتدریج ان ملکوں کی شہریت اختیار کر لی اور یہاں مستقل طور پر بسنے لگے ان حالات میں یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک نئی آرگنائزیشن کی تشکیل دی جائے جس میں امریکہ اور کنیڈا کے شہری مسلمان اور اور طلباء بھی حصہ لے سکیں، اس نئی آرگنائیزیشن کا نام اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ (ISNA) رکھا گیا، اور ایم، ایس، اے اس کی برانچ کے طور پر کام کرنے لگی، امام سراج وہاج اور میری یہ خوش قسمتی تھی کہ ہم دونوں نہ صرف M. S. A. کی مجلسِ شوریٰ اور ایگزیکٹو کونسل میں تھے بلکہ ہم دونوں ISNA کی پہلی مجلسِ شوریٰ اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بھی منتخب ہوئے ہماری میٹنگز ISNA کے ہیڈ کوارٹر میں ہوتیں جو کہ انڈیانا ریاست میں ہے، یہ میٹنگز بہت لمبی اور تھکا دینے والی ہوتی تھیں اور ایجنڈا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ صرف چند ممبروں کو ہی اپنی رائے کے اظہار کا موقع ملتا، ہمیں آپس میں ذاتی طور پر بات چیت کا کبھی موقع نہ ملتا پس مجھے ان نیشنل لیڈرز کے میل جول میں کچھ خلا سا محسوس ہوتا، خوش قسمتی سے ایک دن میں اور امام سراج وہاج دوپہر کے کھانے کے وقفے کے دوران ایک ہی میز پر بیٹھ گئے، میں عرصۂ دراز سے یہ جاننے کا متمنی تھا کہ

Marfat.com

سراج وہاج صاحب کیسے مسلمان ہوئے؟ میرے پوچھنے پر انہوں نے اپنی حکایت یوں بیان کی :
میں امریکہ میں معروف بلیک مسلم تنظیم کا سرگرم ممبر تھا ، یہ تنظیم اصل اسلامی تعلیم اور اقدار سے بالکل مختلف ہے، اسی دوران مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن (M.S.A.) نے حسبِ معمول گرمیوں میں ایک ٹریننگ کیمپ منعقد کیا جس میں مختلف شہروں کے گنے چنے لوگوں کو دینی تعلیم، کھانا اور رہائش مفت فراہم کی جاتی تھی، میں نے بھی ایک ایسے کیمپ میں شرکت کی، کیمپ کے پروگرام کی ابتدا قرآن پاک کی تلاوت سے ہوئی مجھے خوب یاد ہے کہ تلاوت ایک سوڈانی بھائی نے کی، میں اس وقت عربی زبان سے بالکل بے بہرہ تھا یہاں تک کہ عربی کا ایک لفظ بھی نہ بول سکتا تھا اور نہ ہی سمجھ سکتا تھا، اس کے باوجود قرآن پاک کی تلاوت کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا یہاں تک کہ میں بے اختیار زار و قطار رونے لگا اور موٹے موٹے آنسو میرے گالوں پر سے بہتے ہوئے مسلسل میرے کپڑوں پر گرتے رہے ، جوں جوں میں تلاوت سنتا گیا میری رقت میں اضافہ ہوتا گیا، جیسے میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ میں عربی زبان کو بالکل نہ سمجھتا تھا اس کے باوجود اس تلاوتِ قرآن پاک کا میرے دل و دماغ پر اثر نرالا ہی تھا، میں نے اپنے آپ سے کہا یہ جو کچھ بھی ہے عین حقیقت اور سچ پر مبنی ہے، اسلئے میں اس دن سے پکا سنی مسلمان بن گیا .الحمدللہ.

سراج وہاج صاحب نے فوراً عربی زبان سیکھنی شروع کر دی، انہوں نے اپنے جوش و خروش اور بے حد محنت سے بہت جلد قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا ، آہستہ آہستہ وہ مسجد تقویٰ نیو یارک کے امام بن گئے ، ان کے خطباتِ جمعہ بہت مؤثر ہوتے ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سے مرد اور عورتیں حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئیں ، اس مسجد کے گرد مسلمانوں کی تعداد دن بدن بڑھتی گئی ، یہاں تک کہ سراج وہاج صاحب ایک قومی لیڈر کے طور پر منظر عام پر آ گئے اور ایم ، ایس ، اے کی مجلسِ شوریٰ اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے .

ایک بار میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی نظر میں اسنا (ISNA) اور دیگر مسلم آرگنائزیشنز کی کارکردگی کیسی ہے ؟ تو انہوں نے نہایت بلند اور واضح الفاظ میں کہا: حقیقت یہ ہے کہ تم سب بہت سست اور کام چور ہو، اکثر امور میں تمہاری کارکردگی بہت معمولی ہوتی ہے، مثلاً جب میں بلیک مسلم تنظیم کا ممبر تھا میرے ذمہ ہر روز بہت سے اخبار بیچنا تھا میں گھنٹوں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر یہ کام سرانجام دیتا حتی کہ اس جوانی میں بھی میرے پاؤں کانپنے لگتے ہم لوگ باتیں بہت کرتے ہو اور کام بہت کم.

سراج وہاج صاحب کی مسجد نیو یارک شہر کے اندرونی حصہ میں ہے جہاں دن رات منشیات اور

Marfat.com

ڈرگز (drugs) کا بازار بہت گرم تھا، اس کاروبار کے لیڈر بہت امیر اور نڈر تھے اس علاقہ سے اس کاروبار کو ختم کرنا بڑا مشکل اور خطرناک کام تھا، اس کاروبار کے لیڈر کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کر سکتے تھے بلکہ دخل اندازی کرنے والوں کو فی الفور جان سے مار دیتے تھے، اس طرح سے منشیات کا کاروبار اس علاقے میں نہایت عروج پر تھا، سراج وہاج صاحب کو یہ بات پسند نہ تھی، انہوں نے اس کاروبار کے اڈوں اور لیڈروں کا سراغ ان نئے مسلمانوں سے لگایا جو کہ حلقۂ اسلام میں داخل ہونے سے پہلے اس کاروبار میں ملوث تھے، پھر سراج وہاج صاحب نے اپنے علاقے کے کئی سو مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اپنے علاقے کا دورہ کیا اور انہوں نے منشیات کے لیڈروں کو بے دھڑک کہہ دیا: کل تک اس علاقے سے کوچ کر جاؤ ورنہ ہم سب مل کر تمہیں ختم کر دیں گے، منشیات کے لیڈروں نے سراج وہاج صاحب سے کہا کہ آپ ہمیں ہماری روزی سے کیوں دست بردار کر رہے ہیں؟ تو سراج صاحب نے انہیں جواب دیا: اس مسلم علاقہ میں منشیات کی قطعی اجازت نہیں، سراج وہاج صاحب نے اگلے روز پھر پورے علاقے کا دورہ کیا، منشیات کے لیڈر اپنے اپنے اڈوں سے بھاگ چکے تھے اس طرح یہ علاقہ منشیات سے بالکل پاک ہو گیا، اور مسجد تقویٰ کے اردگرد تقریباً پانچ میل تک منشیات کے کاروبار کا نام ونشان تک نہ رہا.

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

امریکی گورنمنٹ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی، کیونکہ اس نے اس علاقے سے منشیات کی روک تھام کے لئے بہت عملہ متعین کر رکھا تھا لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی، سراج وہاج صاحب کا نیشنل ٹی وی پر انٹرویو لیا گیا، ان سے یہ پوچھا گیا: آپ نے یہ معرکہ کیوں اور کیسے سرانجام دیا؟ سراج صاحب نے فرمایا: اسلام میں منشیات کے کاروبار کی قطعاً اجازت نہیں، یہ غربا کا خون چوسنے کے مترادف ہے، اس معرکہ میں کامیابی کا راز اخلاص اور پختہ ارادہ ہے ان کی بدولت ہی اعلیٰ مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں.

سراج وہاج صاحب امریکہ اور کنیڈا کے مختلف اسلامی حلقوں میں اسلام کے فروغ کیلئے کوشاں ہیں آپ خاص طور پر نوجوان طبقے میں بہت مقبول ہیں، آپ اسلامی اسکولوں اور مساجد کیلئے پیسہ اکٹھا کرنے میں بھی بے حد کامیاب ہیں آپ جب بھی انہیں دیکھیں گے ان کے ہاتھ میں قرآن یا حدیث کی کھلی کتاب ہوگی خواہ وہ ائیرپورٹ پر ہوں یا کسی اور جگہ.

جب میں آخری بار امریکہ سے حج کی غرض سے مکہ مکرمہ آیا تو کئی امریکی مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے پوچھا کہ اس سال اور کون کون آیا ہے تو وہ کہنے لگے: سراج وہاج صاحب

Marfat.com

آئے ہیں اور خانہ کعبہ کے منتظمین ان کی تلاش میں ہیں تا کہ وہ خانہ کعبہ کا غلاف بدلنے میں ان کا ساتھ دیں، سراج وھاج صاحب کا شمار بین الاقوامی مسلم لیڈروں میں ہوتا ہے.

میرا خیال ہے کہ کسی کو سراج وھاج صاحب کے بارے میں کتاب لکھنی چاہئے تا کہ ان کی رودادِ زندگی بہتوں کے لئے تقویت کا باعث ہو، مجھے توقع ہے کہ انشاءاللہ جلد ہی کسی اللہ کے بندے کو اس کی توفیق ہوگی، سراج وھاج صاحب کا شمار ان شیرانِ خدا میں ہوتا ہے جن کے بارے میں کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:-

یہ کیا ناز ہے کہ زمانے نے بدلا ہے تجھے　　　　مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

سوزن (Suzan)

سوزن ایک امریکی عیسائی عورت تھی، اس نے ایک عبدالقادر نامی برمی مسلمان سے شادی کی، دونوں میری لینڈ ریاست میں مقیم تھے، عبدالقادر صاحب جوتوں کی ایک کمپنی میں بحیثیت مینیجر کام کر رہے تھے، وہ اکثر لورل (Laurel) مسجد میں اتوار کو ظہر کی نماز کیلئے آتے، ایک دن انہوں نے اپنی مشکلات کا مجھ سے یوں ذکر کیا، کہنے لگے: میں نے ایک عیسائی عورت سے شادی کی، اللہ تعالٰی نے ہمیں دو جڑواں بچیاں عطا کی ہیں میں ان بچیوں کے مستقبل کے بارے میں متفکر ہوں، میں نے ہر طرح کی کوشش کی کہ اپنی اہلیہ صاحبہ کو مسجد لاؤں لیکن اس میں اب تک ناکام ہوں، آپ کے خیال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

میں نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنی اہلیہ صاحبہ کو ہمارے گھر کھانے پر لائیں وہ میری اہلیہ سے ملیں گی اسطرح سے انکی جھجک قدرے دور ہو جائے گی اور وہ مسلمان عورتوں سے ملنے میں تأمل نہ کریں گی، یہ طریقہ کارگر ثابت ہوا.

سوزن مسجد آنے لگیں اور قرآن پاک کی تفسیر کے حلقہ میں بھی شمولیت کرنے لگیں، چند ہفتے بڑے سکون سے گذر گئے، ایک اتوار کے دن میں نے تفسیر کا سبق ختم کیا اور حاضرین سے سوالات کے لئے کہا، سوزن نے ایک سوال پوچھا، اس سے پہلے کہ میں اس سوال کا جواب دیتا حاضرین میں سے ایک اور صاحب نے فی الفور اس کا جواب چست کر دیا، جواب سنتے ہی سوزن زار و قطار

Marfat.com

رونے لگی، پورا حلقہ دنگ رہ گیا کہ آخر ہوا کیا ہے، سوزن کا رونا نہ تھا تو اس کے خاوند عبدالقادر صاحب اسے گھر لے گئے، بعدازاں میں نے عبدالقادر صاحب سے سوزن کے رونے کی وجہ دریافت کی، عبدالقادر صاحب نے کہا: سوزن کا خیال ہے کہ اس کے سوال نے اس جواب دہندہ کو ناراض کردیا، کیونکہ اس جواب دہندہ کا چہرہ بہت سنجیدہ تھا، سوزن ایک شریف الطبع عورت ہے اور پوری کوشش کرتی ہے کہ کسی کو ناراض نہ کرے، میں نے عبدالقادر صاحب سے کہا کہ: یقیناً وہ صاحب سوزن سے ناراض نہ تھے، اور ان کے چہرے کی سنجیدگی بھی قدرتی امر تھا، درحقیقت پاکستان اور انڈیا کے اکثر احباب کے چہرے ہروقت سنجیدہ ہی ہوتے ہیں، آپ یہ بات کسی ائیرپورٹ بس سٹاپ یا بازار میں دیکھ سکتے ہیں، یہ ہماری تہذیبی کمزوری ہے، آپ نہایت سکون سے سوزن کو یہ نکتہ سمجھائیں، آہستہ آہستہ یہ بات سوزن کی سمجھ میں آگئی اور وہ چند ہفتوں کے بعد واپس مسجد آئی۔

اب سوزن تفسیر کے حلقہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگی اور اسے یہ سوال و جواب کا طریقہ بھی بہت پسند آیا، اس سے اس کو اسلامی اقدار کے سمجھنے میں بہت مدد ملی، اس کو یہ بات بھی بھلی لگی کہ اسلام میں سوال و جواب کی اجازت ہے کیونکہ بعض مذاہب میں سوال کرنے کی اجازت تک نہیں ہوتی، اسلئے جواب کی نوبت ہی نہیں آتی، سوزن نے مسجد میں موجود دیگر خواتین سے بھی دوستی کرلی، اور وہ ایک دوسرے سے نہایت عزت اور پیار سے ملنے لگیں۔

سوزن کی فکر بالکل اسلامی ہوگئی اور اسے یہ نئی سوچ بہت بھلی لگی، سوزن نے چاہا کہ وہ بھی مسلمان ہوجائے، یہ ہم سب کیلئے نہایت باعثِ مسرت بات تھی اور میری یہ خوش قسمتی تھی کہ میں نے اس کو کلمۂ شہادت سمجھایا اور پڑھایا، اب سوزن ہم سب کی مسلمان بہن بن گئی، اسی روز میں نے عبدالقادر صاحب اور سوزن کا اسلامی طریقہ پر نکاح کیا اور مسجد میں ہی شادی خانہ آبادی بھی ہوگئی اور سب کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، سوزن نے اپنا نیا نام سعیدہ (خوش قسمت) چنا۔

اسلامی نکاح کے موقع پر میں نے دونوں پر واضح کیا کہ اسلامی قانون کے مطابق مرد کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بیوی کو حق مہر دے جس کا تعین ان کے باہمی اتفاق پر ہے، یاد رہے یہ حق مہر عورت کی ذاتی ملکیت ہے اور اس کے ادا کرنے کے بعد عمر بھر مرد کی طرف سے کسی قسم کے عمل ودخل کی اجازت نہیں، عبدالقادر صاحب بصد خوشی حق مہر ادا کرنے پر تیار ہوگیا، سعیدہ بھری مجلس میں مسلمان

Marfat.com

عورت کا احترام اور عملی طور پر اسکے حقوق کا تحفظ دیکھ کر دنگ رہ گئی، اور اس کی قوتِ ایمان کو بے حد تقویت پہنچی، یہ واقعہ میری لینڈ ریاست میں پیش آیا، ایک ایسا ہی واقعہ بعد میں میشیگن ریاست میں پیش آیا، جس کا ضمنی طور پر ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا :-

توحید مسجد کے اعزازی طور پر امام کی حیثیت سے میرے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ میشیگن ریاست کے قانون کے مطابق اور اسلامی قوانین کی روشنی میں نکاح پڑھایا کروں، ایک مسلمان نوجوان نے مجھ سے درخواست کی کہ اس کا ایک عورت سے نکاح پڑھا دوں، میں نے دونوں کو اسلامی نکتہ نظر سے مردوں اور عورتوں کے حقوق سے آگاہ کیا، اور حق مہر کی وضاحت کی، دونوں نے مل کر حق مہر طے کرلیا، پھر دونوں نے نکاح نامہ کے مخصوص فارم پُر کیے، اور اسی طرح حق مہر کی ادائیگی کا فارم بھی پُر کیا، میں نے دونوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس سے پہلے کہ میں دونوں سے ازدواجی بندھن کا عہد لوں اور ان فارموں پر دستخط کراؤں اگر انکے ذہن میں کوئی سوال ہوتو پوچھ لیں، اس عورت نے کہا: میرے ذہن میں تو کوئی سوال نہیں، نوجوان بھائی نے کہا کہ میرے پاس ایک ضروری سوال ہے، وہ یہ کہ جس طرح مجھے اپنی ہونے والی بیوی کو حق مہر دینا ہے اور اس پر میرا کوئی تصرف نہ ہو گا، اسی طرح کیا یہ ضروری نہیں کہ یہ عورت بھی مجھے حق مہر دے ؟ میں نے اسے بتایا کہ اللہ کے قانون میں ایسا نہیں ہے، تو وہ کچھ ٹپٹا سا گیا، لیکن وہ عورت اسلامی قانون میں عورت کی قدر و منزلت دیکھ کر سعیدہ کی طرح دنگ رہ گئی اور قدرے محظوظ بھی ہوئی .

یہ واضح رہے کہ سوزن نے پہلے اسلامی تعلیم حاصل کی اور اپنے سارے شکوک وشبہات رفع دفع کیئے اور پھر خوب سوچ سمجھ کے بعد نہایت پختگی اور دلجمعی کے ساتھ دائرۂ اسلام میں قدم رکھا، اسلام قبول کرتے ہی اس نے خود بخود اسلامی لباس پہننا شروع کردیا اور پڑوسیوں رشتہ داروں اور دوسرے ملنے والوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کی، اسے اس نئے طرزِ زندگی پر بہت فخر تھا، اس کی دونوں جڑواں بچیاں اس وقت پرائمری اسکول میں پڑھ رہی تھیں سوزن نے ان کو بھی اسکارف (Scarf) پہننے کی تعلیم وتربیت دی، سوزن اور اس کی دونوں بچیاں اسلامی لباس میں بہت بھلی اور پروقار نظر آتی تھیں، امریکی ماحول میں یہ ایک نیا ہی منظر تھا .

سوزن اکثر روائتی اور پیدائشی مسلمان عورتوں کو مسجد میں غیر اسلامی لباس میں دیکھتی، سوزن

Marfat.com

نہایت شریف الطبع ہونے کے باعث زبان سے کچھ نہ کہتی لیکن ان عورتوں اوران کے خاوندوں کو بہت تعجب کی نظر سے دیکھتی، سوزن کواردوشعرتو کہنے نہیں آتے تھے لیکن وہ سوچ میں اکبرالہ آبادی سے کافی مطابقت رکھتی تھی:

بے پردہ کل جوآئیں نظر چند بیبیاں　　　اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا　　　کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

کمسن بچیوں کا اسکارف پہن کراسکول جانا ان کے ہم عمر بچوں کیلئے ایک عجیب بات تھی، عمر کا تقاضا ہے کہ دوسرے بچے ان دونوں بچیوں کو گاہے بگاہے ستاتے بھی لیکن دونوں بچیاں نہایت پختگی اور سنجیدگی کے ساتھ سب مشکلات کا سامنا کرتی رہیں، مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے عبدالقادر صاحب کی موجودگی میں سوزن سے کہا کہ ان کمسن بچیوں کواس عمر میں اس کشمکش میں ڈالنے کی ضرورت نہیں، اس پر سوزن نے ہم دونوں سے مخاطب ہوکر کہا: بچیوں کواسی عمر سے ہی صحیح روش پر چلنا ہے، اگروہ اب اس پر کاربند نہ ہوئیں تو مستقبل میں ان کے عمل میں بودہ پن آسکتا ہے، ہم دونوں سوزن کے ایمان کی اسطرح پختگی اوراخلاص پر کھسیانے سے ہوگئے، عبدالقادر صاحب نے زور کا قہقہ لگایا اور کہنے لگا: ہم پیدائشی مسلمانوں کی نظر میں اسلام کی صحیح قدرومنزلت نہیں، ہمیں اسلام ویسے ہی ورثے میں مل گیا، میری اہلیہ اور دوسرے کئی نومسلم ہم سے بدرجہا بہتر ہیں، عبدالقادر صاحب اورسوزن ماشاءاللہ ایک قابل رشک زندگی بسرکررہے ہیں۔

ڈاکٹرنجات

ڈاکٹرنجات انڈیا میں ایک ہندوگھرانے میں پیدا ہوئے اور وہیں پروان چڑھے، میں ان کا اصلی ہندونام لکھنے کی جرأت نہیں کرتا کیونکہ وہ نام جتنا لکھنا مشکل ہے اتنا ہی پکارنا بھی دشوار ہے، انہوں نے دنیاوی تعلیم کے ساتھ اپنی مذہبی تعلیم انڈیا میں حاصل کی اوراپنے والدین کے ساتھ مندر میں پوجاپاٹ بھی کرتے رہے، آپ انڈیا میں انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعداعلیٰ تعلیم کے لئے ونڈسر (Windsor) آئے جوکہ کینڈا (Canada) میں واقع ہے۔

Marfat.com

ونڈسر یونیورسٹی کیمپس میں ان کا میل جول کئی دوسرے بین الاقوامی طلباء سے ہوا ، اس طرح سے وہ نئے نئے خیالات و عادات سے متعارف ہوئے ، نجات صاحب اکثر طلباء کی طرح کھلے دل و دماغ کے حامل تھے اور تعصب سے خاصے دور، وہ چاہتے تھے کہ ان کی زندگی ایک اعلیٰ اور مثالی زندگی ہو، وہ اپنے آبائی ہندو مذہب سے مطمئن نہ تھے اس لئے انہوں نے عیسائیوں کی بائبل پڑھنی شروع کی ، انہیں بائبل میں بیان کردہ خیالات اپنے آبائی ہندو مذہب سے زیادہ معنی خیز لگے، اس لئے انہوں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا اور تقریباً ایک سال اس پر کاربند رہے.

ابھی بھی ان کے دل کو وہ سکون نہ ملا جس کے وہ متلاشی تھے ، اسلئے انہوں نے اپنی وسعتِ قلبی کے باعث اسلامی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور یونیورسٹی میں مسلم طلباء سے بھی تبادلۂ خیالات کرتے ، یہ بات قابلِ ستائش ہے کہ امریکہ اور کینیڈا کی کئی یونیورسٹیوں میں بہت منظم طریقہ سے یہودی، عیسائی اور مسلمان علماء کو اکٹھا کر کے ان کی باری باری تقاریر منعقد کی جاتی ہیں اور پھر تینوں علماء ایک ہی سوال کا اپنے اپنے نظریہ سے جواب بھی دیتے ہیں اس سے بہت سے طلباء کا تعصب دور ہوتا ہے اور وہ راہِ ہدایت پاتے ہیں.

نجات صاحب نے کئی ذرائع سے اسلامی تعلیم حاصل کی ، انہیں یہ بات بہت اچھی لگی کہ اسلام میں صرف اور صرف ایک اللہ کی پرستش ہوتی ہے، انہیں اسلامی افکار سادہ اور مدلل لگے ، اس لئے انہوں نے اسلام قبول کرلیا .

نجات صاحب نے محسوس کیا کہ ایک صحیح اور عملی مسلم بننے کے لئے شادی کرنی ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو جلد پورا کردیا ، ان کی ونڈسر ہی میں ایک پاکستانی تعلیم یافتہ لڑکی سے شادی ہوگئی ، نجات صاحب نے نہ صرف شادی کرلی بلکہ اسی دوران اپنی پی-ایچ-ڈی بھی مکمل کرلی، اب وہ کسی کام کی تلاش میں تھے، ان کی اعلیٰ قابلیت کی بنا پر معروف فورڈ کمپنی ڈیٹرائٹ نے انہیں ایک کام کی پیشکش کی جو ڈاکٹر نجات صاحب نے قبول کرتے ہوئے ڈیٹرائٹ کے نواحی علاقہ فارمینگٹن ہل (Farmington Hill) میں نقل مکانی کرلی .

انہی دنوں اس علاقہ میں ایک نئی مسجد معرضِ وجود میں آئی جس کا نام: توحید سنٹر آف فارمینگٹن ہل تھا، نجات صاحب سے میری ملاقات اسی مسجد میں گاہے بگاہے ہوتی ، ایک دن میں نے انہیں

Marfat.com

قرآن پاک کی تلاوت کیلئے کہا تو انہوں نے جواب دیا: میں قرآن عربی میں نہیں پڑھ سکتا، میں ششدر رہ گیا اور مجھے یقین نہ آیا کہ ان جیسا قابل شخص قرآن نہ پڑھ سکے، اس کی وجہ واضح ہے کہ اکثر مسلمان دوسروں کیلئے اسلامی تعلیم وتربیت کی خاطر وقت صرف نہیں کرتے اس طرح سے کئی اچھے طلباء ایسی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں اور ذاتی توجہ نہ ملنے کے باعث پست حوصلہ ہو کر ہمت ہار جاتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ جب تک ذاتی طور پر وقت کی قربانی نہ دی جائے دوسرے کو فائدہ نہیں پہنچایا جا سکتا محض زبانی ہمدردی کسی کام کی نہیں ہوتی .

میں نے مسز نجات سے بلا جھجک پوچھا: کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے خاوند کو حروفِ تہجی تک نہیں سکھلائے جب کہ آپ کی شادی خانہ آبادی ہوئے کئی سال گذر گئے ہیں ؟ مسز نجات مجھے کوئی معقول جواب نہ دے سکیں ، میں نے نجات صاحب سے کہا: آیئے میں اور آپ ایک باہمی معاہدہ کرتے ہیں، آپ تقریباً چار اتوار میرے ساتھ تعلیم کیلئے لگائیں، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ آپ قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیں گے، ہم نے توحید سینٹر میں فجر کی نماز کے بعد ملنے کا فیصلہ کیا، یہ ہم سب کیلئے باعثِ خوشی تھا کہ نجات صاحب نے اسی عرصہ میں قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا ، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی طرح کئی اور طلباء بھی اسلامی تعلیم حاصل کرنے کیلئے جمع ہو گئے ،مثال کے طور پر ایک میڈیکل ڈاکٹر صاحب جو پیدائشی امریکی تھے اور ابھی تک قرآن پاک سے بے بہرہ تھے، وہ بھی اس تعلیم وتدریس کے سلسلے میں منسلک ہو گئے، اتوار کے دن اس تعلیم وتدریس کے بعد ہم سب مل کر مسجد میں ناشتہ کرتے تھے ، یہ بہت اچھا منظر ہوتا تھا .

ڈاکٹر نجات صاحب اب کئی سورتیں بہ سہولت پڑھ سکتے تھے لیکن اب انہیں مجھ سے بہتر استاد کی ضرورت تھی ، میرے ایک ہم عمر دوست شیخ العتاسی تھے جو کہ شام (Syria) سے تھے اور انہیں قرآن پاک سے بہت شغف تھا، میں نے ان سے درخواست کی کہ ڈاکٹر نجات صاحب کو پڑھائیں، انہوں نے بخوشی اس کام کو قبول کیا، شروع شروع میں وہ ہفتہ میں صرف ایک دن پڑھاتے ، لیکن دونوں کو یہ سلسلہ اتنا اچھا لگا کہ وہ ہر روز صبح کی نماز کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ مل بیٹھتے ، شیخ صاحب تجربہ کار استاد تھے اور ان کے اصل عربی تلفظ سے ڈاکٹر نجات صاحب کے قرآن پاک پڑھنے میں اور مٹھاس پیدا ہو گئی ، ڈاکٹر نجات صاحب فجر کی نماز سے پہلے بیوی بچوں کو چھوڑ کر مسجد آتے ، فجر کی نماز کے بعد اپنے استاد

Marfat.com

سے مستفید ہوتے اور پھر مسجد سے ہی سیدھے کام پر چلے جاتے ، استاد وشاگرد کو یہ سلسلہ اتنا پسند تھا کہ سردی برف یا طوفان میں بھی ناغہ نہ کرتے، شیخ صاحب کو اپنے شاگرد پر بہت فخر تھا وہ مجھ سے کہتے: نجات کا تلفظ تم سے اچھا ہے، جو کہ روزِ روشن کی طرح واضح حقیقت تھی ،اب ڈاکٹر نجات صاحب کا یہ عالم تھا کہ جہاں سے بھی قرآن پاک کھولیں اسے بخوبی پڑھ سکتے تھے ،انہوں نے اپنے طور پر قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھنا شروع کردیا جس سے انہیں قرآنی آیات کی صحیح اہمیت کا پتہ چلا اور اسے پڑھنے میں اور لطف آنے لگا، یہی نہیں بلکہ نجات صاحب نے سورتیں زبانی یادکرنی بھی شروع کردیں ،آخری بار جب ان سے میری ملاقات ہوئی وہ قرآن پاک کے آخری پارہ کا نصف حصہ زبانی یاد کر چکے تھے .

یہ ایک المیہ ہے کہ کسی سوسائٹی میں اعزازی طور پر کام کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں، اکثر لوگ نکتہ چینی سے ہی اپنا پیٹ بھرتے ہیں، اور اگر کچھ کربیٹھیں تو اسکا کسی نہ کسی شکل میں صلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں، ڈاکٹر نجات صاحب نے خود بخود اعزازی طور پر اپنی خدمات امتِ مسلمہ کیلئے وقف کردیں ، وہ اکثر نمازِ فجر کیلئے مسجد کھولتے گو وہ ہم سب سے دور رہتے تھے ، پھر وہ کاروں کی پارکنگ کی جگہ سے لے کر مسجد کے دروازہ تک برف ہٹاتے اور اس سیمنٹ پر نمک چھڑکتے تا کہ کوئی پھسلنے نہ پائے اور زخمی نہ ہو، نجات صاحب کی یہ خدمات بہت قابلِ تحسین ہیں کیونکہ پھسل کر گرنے کی صورت میں کوئی بھی اپنے مالی اور جانی نقصان کے لئے مسجد کے خلاف مقدمہ کرسکتا ہے جس کے نتیجہ میں انشورنس کمپنیاں مسجد کو انشورنس دینے سے انکار کرسکتی ہیں، پس اس ملک کے حالات کے مطابق نجات صاحب کی خدمات بے مثال تھیں ، کیونکہ کوئی اور شخص صبح سویرے اٹھ کر ایسا کام اعزازی طور پر سرانجام دینے کو کہاں ملتا ہے .

نجات صاحب ہر اتوار بچوں کیلئے مسجد میں اسلامک سکول میں بھی مدد فرماتے حسبِ معمول ظہر کی نماز سے پہلے مسجد پہنچ کر اسی طرح برف وغیرہ ہٹاتے اور طلباء واساتذہ کیلئے مسجد کے دروازے کھولتے، والدین سے بچوں کی فیس اکٹھی کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ، انہوں نے یہ کام بھی بطریقۂ احسن سرانجام دیا ، اور کسی کے بھی والدین کو ناراض نہ ہونے دیتے ،قدرتی طور پر انکی طبیعت دھیمی اور غیر مشتعل تھی، اسلامی تعلیم اور عملِ پیہم نے اور بھی انکساری پیدا کردی تھی ، وہ بچوں کے لئے مٹھائیاں

Marfat.com

خریدتے جو کہ اسکول کے دوران تقسیم کی جاتیں، وہ مسجد کے باورچی خانہ کو اکیلے صاف کرتے اور ریفریجریٹر میں غیر ضروری جمع برف کو وقتاً فوقتاً نکالتے ، اپنی ان خدمات کا کسی کو احسان نہ جتلاتے۔

ایک بار رمضان میں تراویح کے بعد میں نے مسجد کو بند کرنا چاہا اور میں فرداً فرداً سب کمروں کی روشنیاں بند کرنے لگا اس وقت سب لوگ جاچکے تھے، مردوں کے غسل خانہ اور وضو کے کمرے میں داخل ہوا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ڈاکٹر نجات صاحب غسل خانوں کی چپکے چپکے صفائی کر رہے ہیں، میں نے بہت متاثر ہو کر ان کا شکریہ ادا کرنے کی کوشش کی، ایسی صورت میں یا تو ان کے چہرے پر تھوڑی سی سرخی آجاتی تھی یا وہ نہایت مختصر مسکراہٹ کے بعد موضوع بدل دیتے تھے گویا یہ خدمات کوئی بڑا کارنامہ نہیں، نجات صاحب نے یہ خوب سمجھ لیا کہ:

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

ڈاکٹر نجات صاحب صرف مسجد کے اندر ہی عمل پیرانہ تھے، یہ مسجد تقریباً اڑھائی ایکڑ پر پھیلی ہوئی تھی، نجات صاحب اس مسجد کے گھاس والے حصہ پر ہر سال کھاد ڈالتے اور خودرَو بوٹیوں کو مارنے کیلئے بھی دوائی کا چھڑکاؤ کرتے، اس کھاد اور برف کیلئے نمک وغیرہ کا خرچ بھی اپنی جیب سے دینا پسند کرتے، نجات صاحب دبلے پتلے اور لمبے جوان تھے وہ بعض اوقات مسجد میں سوکھے درختوں کو کاٹنے میں بھی حصہ لیتے۔

ہمیں نجات صاحب کی خدمات رمضان کے مہینہ میں اور زیادہ پسند تھیں، وہ ہر میزبان کی مسجد میں افطاری اور کھانے کے انتظام میں مدد فرماتے، ہر کھانے کے بعد مسجد کی دری کو صاف کرنے کی دوسروں کو ترغیب دینے کی بجائے خود ہی صفائی کرنے لگتے ، ہر سال عید کی نماز کے بعد مسجد میں سموسے اور مٹھائیاں بانٹی جاتیں، نجات صاحب امریکہ سے کنیڈا جا کر مسجد کیلئے سستے داموں سموسے خرید کر لاتے ہر طرح سے مسجد کا مفاد ان کے ذہن میں ہوتا ، ان کا ایک اور مخصوص عمل یہ تھا کہ عید کی نماز کے بعد رنگ برنگے غباروں میں بچوں کو ہوا بھر کر دیتے جس سے بچوں اور ان کے والدین کے دل کھل جاتے۔

نجات صاحب ہر ایک گھر میں مقبول تھے، وہ لوگوں کو عید کے دن اپنے گھر دعوت دیتے جس میں لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے، عید کا خطبہ دینے کے بعد میری کوشش بھی یہی ہوتی تھی کہ جلد از جلد نجات

Marfat.com

صاحب کے گھر پہنچوں اور لذیذ کھانے کی چیزوں سے بلا تکلف پیٹ بھر کر عید کی خوشی کو دوبالا کرلوں.

ایک دن میں نے نجات صاحب سے سنجیدگی سے پوچھا: اب آپ کو قرآن پاک اور دیگر اسلامی افکار واحکام کا کافی علم ہے، سچ سچ بتائیں کہ اسلام آپ کو کیسا لگتا ہے؟ نجات صاحب بہت باوقار طریقہ سے کہنے لگے: اللہ شاہد ہے کہ قرآن پاک سے میرے دل پر ایسا سکون طاری ہوا ہے جو کہ ہندو مذہب اور عیسائیت سے مجھے نہ مل سکا، قرآن پاک کا اثر واقعی معجزانہ ہے.

نجات صاحب بھری مسجد میں کئی بار نماز کی امامت کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں، اس سے واضح ہے کہ اسلام میں دوسرے مذاہب کی طرح اجارہ داری اور رہبانیت نہیں، جو شخص بھی علم وتقوی میں افضل ہو اسلامی لیڈر بن سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: اللہ کے نزدیک تم سب میں سے عزت والا (افضل) وہ ہے جو کہ تقویٰ میں برتر ہو، اس سے واضح ہے کہ اسلام میں امام بننے یا دیگر اسلامی خدمات میں لیڈر بننے کیلئے کسی رنگ روپ، جائے پیدائش نسل اور قومیت کا بالکل کوئی عمل دخل نہیں، ہر مسلمان کا حق مساوی ہے، علم وتقویٰ کے ذریعے انسان دوسروں پر سبقت لے جا سکتا ہے.

میری عاجزانہ دعا ہے: اللہ تعالیٰ نجات صاحب کی فیملی کی بے لوث خدمات کا انہیں اجرِ عظیم عطا فرمادیں، اور ہم سب کو بھی ایسا ہی مخلص مسلمان بننے کی صلاحیت اور توفیق عطا فرمادیں. آمین.

جم (Jim)

مغربی ممالک میں مقیم بعض مسلمان روزمرہ کی اسلامی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور مسجد یا اسلامی مدرسہ وغیرہ کا کام اپنے ہاتھ سے سرانجام دینے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں نئے یا پیدائشی مسلمان میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا، جس کو بھی اللہ توفیق دے وہ دل وجان سے اللہ کے کام میں لگ جاتا ہے.

ایک دن توحید سینٹر آف ڈیٹرائٹ میں یہ طے ہوا کہ فجر کی نماز کے بعد ہم سب چند کاروں میں توحید سینٹر آف فارمینگٹن ہل جائیں گے اور وہاں پر غیر ضروری درختوں اور ان کی شاخوں کو گیس کے آروں سے کاٹیں گے، پھر ان کے چھوٹے چھوٹے بنڈل باندھ کر لبِ سڑک رکھ دیں گے تاکہ بلدیہ انہیں اٹھالے جائے، اس طرح سے اس مسجد کے صحن کی کافی حد تک صفائی ہو جائے گی.

Marfat.com

صبح کی نماز اور ذکر وغیرہ کے بعد ہم دو کاروں میں روانہ ہوئے ، جم نیا مسلمان تھا اور اس مسجد میں بھی نو وارد تھا وہ میری کار میں بیٹھ گیا، باقی سب دوسری کار میں، جم تقریباً بائیس سال کی عمر کا نوجوان تھا اور نہایت زیرک اور معاملہ فہم، میں نے اس سے پوچھا: وہ کیا چیز تھی جس نے تمکو اسلام کے زیور سے آراستہ کر دیا ؟ جم نے اس سفر کے دوران مجھے تفصیل سے اپنی گذشتہ زندگی سے آگاہ کیا،

کہنے لگا: اس معاملہ کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ میں اپنے والدین کے ساتھ ایک چرچ جایا کرتا تھا، میرے والدین اس چرچ میں عبادت کرنے کے لئے اپنی آمدنی کا تقریباً دس فیصد چرچ کو دیتے، میرے والدین کو اس چرچ کے نظریات اور عبادات کا طریقہ بھی مناسب نہ لگا، میرے والدین نے اس سے مختلف نظریات کے عیسائی چرچ سے رجوع کیا ، وہاں بھی انہیں اپنی آمدنی کا تقریباً آٹھ فیصد ہر ماہ دینا پڑتا تھا، چونکہ میرے والدین کو اس چرچ کے نظریات پہلے سے بہتر لگے اس لئے وہ اسی چرچ سے مستقل طور پر منسلک ہوگئے، میری سب سے پہلی الجھن یہ تھی کہ عبادت کرنے کی جگہ کے لئے جبراً پیسے دینے کیوں ضروری ہیں؟ مجھے کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں عبادت کرنے کیلئے پیسے دینے ضروری نہ ہوں .

میں نے ہائی اسکول سے فارغ ہونے کے بعد یونیورسٹی میں داخلہ لیا، وہاں میں نے کئی بین الاقوامی مسلم طلباء سے پوچھا کہ کیا تمہیں بھی عبادت کرنے کیلئے پیسے دینے ہوتے ہیں ؟ سب نے کہا بالکل نہیں ، بلکہ عبادت کی جگہ کے استعمال کا حق سب کیلئے مساوی ہے .

یہاں ضمنی طور پر یہ بتانا ضروری ہے کہ مغربی ممالک میں یونیورسٹی کیمپس کا ماحول بہت آزاد ہوتا ہے، بگڑنے والے بگڑ جاتے ہیں اور بننے والے بن جاتے ہیں، طلباء کا آپس میں تبادلۂ خیالات قابلِ رشک ہے ، اس لئے کہ وہ کسی کے سوال کا جواب نہ تو اتنا مختصر دیتے ہیں کہ دوسرے کے پلے کوئی بات نہ پڑے، اور نہ ہی بال کی کھال نکالتے ہیں جس سے سوال کرنے والا اکتا جائے، اس طرح سے سوال کرنے والے کا بار بار سوال کرنے کو جی چاہتا ہے، یہ طلباء ایک دوسرے کو اپنے خیالات کے پوری طرح تابع کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے تا کہ دوسرا شخص ان سے نالاں نہ ہو جائے، علاوہ ازیں ہم عمر اور ہمعصر ہونے کے باعث ایک دوسرے کی بات کا اثر بھی زیادہ لیتے ہیں، اس طرح سے یہ مفاہمانہ

Marfat.com

تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہے، یہ ہمارے بعض واعظین کیلئے مشعلِ راہ ہے۔

جم نے اپنے دل میں سوچا یہ بات بہت معقول ہے کہ عبادت کیلئے جبراً پیسے دینا لازم نہ ہو، ایسے مذہب کے بارے میں مجھے مزید کھوج لگانی چاہئے، جم عیسائی چرچوں سے دل برداشتہ ہو چکا تھا اور والدین کے ساتھ کسی بھی چرچ جانا چھوڑ دیا تھا، یونیورسٹی میں بین الاقوامی مسلم طلباء سے گاہے بگاہے تبادلۂ خیالات کرتا رہتا، جم نے اپنی باقی حکایت یوں بیان کی:-

میں اور میری گرل فرینڈ (girl friend) ایک کرایہ کے مکان میں رہتے تھے میری گرل فرینڈ بدھ مت کی پیروکار تھی اس نے گھر میں جگہ جگہ کئی بت رکھے ہوئے تھے لیکن نہ تو وہ پوری طرح سے بدھ مت پر قائم تھی اور نہ میں عیسائیت پر، اسے میری بات چیت سے پتہ چلتا تھا کہ میں کسی نئی راہ کی تلاش میں ہوں، ایک دفعہ وہ کرسمس پر میرے لئے تحفہ خریدنے کیلئے بازار گئی -

کرسمس ایک ایسا موقع ہے جس میں مذہب کی قید نہیں، مغربی ماحول میں ہر کوئی دوسرے سے کرسمس کے تحفے کی توقع رکھتا ہے، مثلاً یہودی جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بالکل یقین نہیں رکھتے اس میں پیش پیش ہوتے ہیں اور اپنے بزنس اور عمارت میں بہت بڑے کرسمس ٹری لگانے میں پہل کرتے ہیں۔

جم نے کہا کہ میری گرل فرینڈ نے مارکیٹ میں ایک کتاب دیکھی جو کہ اسے قدرے فلسفیانہ لگی، اس نے سوچا کہ جم ہر وقت انوکھی باتیں کرتا ہے شاید اسکو یہ کتاب پسند آجائے، اس نے وہی کتاب میرے لئے کرسمس کے تحفہ کے طور پر خرید لی، میں نے وہ کتاب پڑھنی شروع کی، وہ قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ تھا، میں نے اسے خوب دل لگا کر پڑھا، ہر روز میرے دل میں نئے نئے سوال پیدا ہوتے مجھے مسلم طلباء سے ان کا نہایت معقول جواب مل جاتا تھا، میرا دل ودماغ اسلام کیلئے تیار ہو گیا، میں نے مسلم اسٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے ممبران سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں، انہوں نے مجھے کلمۂ شہادت پڑھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں بھی مسلمان ہو گیا۔ الحمدللہ۔

مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ نماز اسلام کا بہت اہم رکن ہے، میں بعض نمازیں یونیورسٹی کیمپس میں پڑھتا اور بعض گھر میں، میں نے اپنی گرل فرینڈ سے کہا کہ ڈرائنگ روم سے سب بت نکال لو کیونکہ مجھے یہاں نماز پڑھنی ہوتی ہے، اس کو میری یہ بات بہت شاق گذری کیونکہ کسی کے مذہب میں عمل دخل

Marfat.com

بہت نا قابلِ برداشت ہوتا ہے ، اس بے چاری نے مجھے خوش کرنے کیلئے بیٹھک سے بت ہٹا دیئے اب جوں جوں میری اسلامی تعلیم اور عقیدہ پختہ ہوتا گیا میں نے اپنی گرل فرینڈ سے بیزاری کا اظہار کرنا شروع کردیا، ہماری کئی باران بن ہوئی وہ بار بار کہتی میں ہرطرح سے تجھے خوش رکھنے کی کوشش کرتی رہتی ہوں اور مجھ میں ذرا بھر بھی تغیر نہیں آیا ، آخر وہ کیا چیز ہے جس نے تجھے مجھ سے بے رخی اور بیزاری پر آمادہ کر دیا ہے؟ میں نے اسے سنجیدگی سے کہا: جو کچھ تم کہتی ہو صحیح ہے لیکن اب میں مسلم ہوں، ایک غیر مسلم سے ازدواجی تعلق قائم نہیں کرسکتا، میری فرینڈ خوب سمجھتی تھی کہ میں بذاتِ خود کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور میرا رویہ سب کے ساتھ شریفانہ اور بھلا ہے، وہ مجھے کسی قیمت پر چھوڑنا نہ چاہتی تھی، مجھ سے پوچھنے لگی: مجھے کیا کرنا ہوگا جس سے ہمارے تعلقات برقرار رہ سکیں ؟ میں نے جواب دیا : تمہیں مسلمان بننا ہوگا، پھر پوچھنے لگی: اسلام کیا ہے؟ میں نے اسلام کی موٹی موٹی باتیں اسے بتائیں، اس تھوڑے عرصہ میں یہ باتیں اس کے دل میں پوری طرح نہ اتریں لیکن وہ پھر بھی مجھے خوش کرنے کے لئے مسلمان بن گئی اور اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اس گھر کو بتوں سے پاک کیا .

ہم دونوں کی شادی ہونے کے بعد ہم مقامی مسجد میں جاتے ، اسطرح سے روز وشب گزرنے لگے، میں نے محسوس کیا کہ میری بیوی پانچوں نمازیں باقاعدگی سے نہیں پڑھتی، میں نے اس سے غصے میں کہا: تم کسطرح کی مسلمان ہو کہ پانچوں نمازیں بھی نہیں پڑھتی، وہ کہنے لگی: میں کوشش تو کررہی ہوں، میں نے ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا تو وہ رونے لگی اور اس شہر کی مسلمان عورتوں سے مجھ سے ناچاقی کا ذکر کیا ، اسلامی حلقہ کے اکابرین کو بات سمجھ میں آ گئی، انہوں نے ایک باوقار میاں بیوی کو بھیجا تاکہ ہم دونوں سے مصالحت کی گفتگو کریں، ان دونوں نے مجھ سے پرزور انداز میں کہا: تمہاری بیوی نئی مسلمہ ہے، اسلام جسم وروح میں آہستہ آہستہ رچتا ہے تمہیں ایسی سختی نہیں کرنی چاہئے ، اس سے میرے رویہ میں ذرا فرق پڑ گیا .

میرے اسلام لانے سے پہلے جب کبھی میں اپنے ہم عمر امریکی دوستوں میں کھڑا ہوتا تو ہم سب بیک وقت باتیں کرتے اور کوئی کسی کی نہ سنتا، اسلام لانے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ میں اکثر خاموش رہتا ہوں اور صرف اس وقت بات کرتا ہوں جب کہ دوسرے خاموش ہوں، میرے ساتھیوں نے مجھ میں بہت بڑا تغیر دیکھا، مجھے اور بھی بھلامانس اور شریف النفس پایا، وہ حیران تھے کہ آخر اس

Marfat.com

کو یک لخت کیا ہوا ہے، وہ آپس میں اکثر بے ہودہ باتیں کرتے رہتے، مجھے ایسے ماحول میں بہت گھٹن محسوس ہونے لگی ۔

والدین کی اور میری سوچ بھی بالکل مختلف تھی، مجھے اس فضا میں رہنا دشوار محسوس ہونے لگا ، میں چاہتا تھا کہ ان اختلافات اور دباؤ سے باہر ہو کر یکسوئی کے ساتھ اسلام پر کار بند ہو جاؤں، اس لئے میں نہ صرف اس شہر کو بلکہ والدین اور دوستوں کو چھوڑ کر یہاں ڈیٹرائٹ آ گیا ہوں، میری بیوی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کیلئے وہیں رک گئی ہے، یہاں میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا ، میں اپنی یونیورسٹی کے پرانے ساتھی احمد کے پاس آیا ہوں ، جو کہ ملائشیا اور انڈونیشیا کی مسلم تنظیم کا پریزیڈنٹ ہے اس نے مجھے رہنا سہنا کھانا غرضیکہ ہر چیز مفت دیدی ہے اور اسی وجہ سے میں اس کے ساتھ ہی یہاں مسجد آتا ہوں، مجھے اس مسجد میں بہت روحانیت محسوس ہوتی ہے ۔

اس مسجد کے نمازی جم سے مل کر بہت خوش ہوئے اور اسے کئی تحفے دیئے، جم نے کام کی تلاش شروع کر دی، اسے ایک اچھا خاصا کام بھی مل گیا، کچھ دنوں کے بعد اس نے بتایا: میں نے کام چھوڑ دیا ہے کیونکہ میں نیا ملازم ہوں اسلئے کارخانے کا مالک مجھے جمعہ کی نماز پڑھنے کی چھٹی نہیں دیتا ۔

جم نے قرآن پاک کی کئی سورتیں زبانی یاد کر لیں اس کا تلفظ بھی بہت اچھا تھا، میں نے پوچھا: کیا تمہارے میزبان احمد نے تم کو ان سورتوں کی قراءت سکھائی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ اس گھر میں کمپیوٹر ہے جس میں سی ڈی پر قرآن پاک موجود ہے میں نے اسے بار بار سن کر خود ہی یاد کر لی ہیں ۔

ایک دن جم نے مجھ سے کہا: کیا میں مسجد سے انگریزی میں مترجم قرآن پاک خرید سکتا ہوں ؟ میں نے اسے بتایا کہ یہ نومسلم کیلئے فری ہیں، جتنے نسخے جی چاہے لے لو ،اس نے کہا: مجھے ایک اپنی ماں کیلئے چاہئے، ممکن ہے کہ میری طرح وہ یہ پڑھنے پر ہدایت پالے، اس کے علاوہ مجھے کچھ نسخے اپنے دوستوں کیلئے چاہیئے ہیں، میں نے اس سے کہا : تم کسی سے پوچھے بغیر یہ نسخے لے سکتے ہو ۔

اسی دوران جم کی ایک تبلیغی گروپ سے ملاقات ہوگئی، اس گروپ کی ایک اچھی صفت یہ ہے کہ اس کے فرد نئے مسلمانوں کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کرتے ہیں ، انہیں نہ صرف ابتدائی تعلیم دیتے ہیں بلکہ اسلامی ماحول ومعاشرہ سے بھی خوب مانوس کرتے ہیں، اس کام میں یہ دوسرے اسلامی گروپوں سے پیش پیش ہیں، جم اس تبلیغی تنظیم سے منسلک ہوگیا اور ان کے ساتھ کئی ریاستوں میں تعلیم

Marfat.com

وتبلیغ کے سلسلے میں گیا ، کئی مہینوں کے بعد ایک آدھ رات کے لئے ڈیٹرائٹ آتا تو مسجد توحید میں اس سے ملاقات ہو جاتی تھی ، معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی اور جوانی کو جوانی دینے والی ذات پر فدا کر دیا ہے جو شیوۂ پیغمبری ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے:-

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیز گار

یعنی جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کی عادت میں سے ہے، کیونکہ بڑھاپے میں تو ایک ظالم بھیڑیا بھی پرہیز گار سا بن جاتا ہے .دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں . آمین .

رینڈہ ٹوشنر (Renda Toshner)

رینڈہ ٹوشنر امریکہ میں ایک ترکی گھرانے میں پیدا ہوئے، اس طرح سے وہ پیدائشی طور پر ایک امریکی شہری تھے، ان کے والد صاحب اور والدہ صاحبہ دونوں ڈاکٹر تھے اور وہ عرصہ دراز سے امریکہ میں مقیم تھے، اور اپنی کامیاب میڈیکل پریکٹس میں مشغول تھے۔

رینڈہ صاحب کے والدین مسلمان تھے، اس لئے رینڈہ صاحب کی پیدائش ایک مسلم گھرانے میں ہوئی، لیکن رینڈہ صاحب اپنی ابتدائی زندگی میں اسلام سے بالکل بے بہرہ تھے ، جب وہ جوان ہوئے اور یونیورسٹی میں پہنچے تو پہلی بار اسلام سے متعارف ہوئے، ان کی زندگی کی سرگذشت ہمارے لئے بہت سبق آموز ہے، اس سے پہلے کہ میں یہ کہانی بیان کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ اس شہر میں مقیم ترکی معاشرہ کا سرسری ذکر کروں تاکہ آپ رینڈہ صاحب کی زندگی کے نشیب وفراز کی وجوہات سمجھ سکیں .

امریکہ کی میشیگن ریاست کا ایک معروف شہر ڈیٹرائیٹ (Detroit) ہے، ترکی لوگ اس شہر میں تقریباً ساٹھ سال پہلے آئے، اب ان کی تیسری نسل یہاں پروان چڑھ رہی ہے، ان ترکی احباب میں سے اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے، بعض اعلیٰ ملازمتوں میں شریک ہوئے اور بعض کامیاب کاروبار چلا رہے ہیں، گویا ان کا تعلق گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں اور کاروباری دنیا کے کرتا دھرتا لوگوں سے ہے، میرا تعارف ان سے 1990 کے لگ بھگ ہوا، میں اس علاقہ کی ایک مسجد میں اعزازی طور پر امام کی حیثیت سے کام کر رہا تھا، اس مسجد کا نام توحید سنٹر آف فارمینگٹن ہل ہے، بطورِ امام مجھے ترکی احباب کے چند افراد کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کا اتفاق ہوا ، بعد میں مجھے

Marfat.com

انکے ترکی سوشل کلب میں بھی مدعو کیا گیا اور ان کے گھروں میں بھی اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملا، مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ان میں سے بعض کنبے امریکی سوسائٹی میں بالکل گھل مل گئے ہیں، مجھے ایک صاحبِ وقار ترکی بھائی نے اپنی بیٹی اور پوتی سے تعارف کروایا، اور بلا جھجک کہنے لگے: مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بیان کرنا پڑتا ہے کہ میری یہ پوتی کھانے کی میز پر دعا مانگتی ہے تو اپنے ہاتھوں سے وہی حرکات کرتی ہے اور زبان سے وہی الفاظ کہتی ہے جو عیسائی لوگ کہتے ہیں، بے چاری اسلامی دعا و آداب سے بالکل بے بہرہ ہے.

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ معاملہ صرف ترکی گروپ کا ہی خاصہ نہیں بلکہ امریکہ میں کئی اور مسلمان گروپ دولت کی ریل پیل میں گم ہو کر اپنی اصلیت کھو چکے ہیں، لیکن ترکی اور دیگر مسلمان گروپوں میں ایسے بھی افراد ہیں جو امریکہ میں رہتے ہوئے بھی اپنے مادرِ وطن کے مسلمانوں سے بدرجہا بہتر مسلمان ہیں، اور اسلام کی تعلیمات پر نہایت اخلاص کے ساتھ کاربند ہیں، اسی طرح بعض والدین کے بعض امریکی بچے اپنے والدین سے بھی بڑھ کر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں، یقیناً ہدایت اور توفیق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے.

پس رینڈہ ایک متمول مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے اور حسبِ معمول ہائی اسکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر انہوں نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا، جہاں ان کا بین الاقوامی مسلمان طلباء سے رابطہ قائم ہوا، امریکی ماحول کی یہ بات قابلِ ستائش ہے کہ اکثر امریکی یونیورسٹیوں میں طلباء کو مکمل آزادی حاصل ہے، وہ اپنی زندگی جس رنگ ڈھنگ سے بسر کرنا چاہیں بآسانی ویسی ہی زندگی اور طرزِ حیات کو اختیار کر سکتے ہیں، دوسرے لوگ خوامخواہ مداخلت نہیں کرتے، بلکہ ایک دوسرے کے طرزِ حیات کو احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں، اکثر طلباء اس آزادی کے باعث مثبت روش پر گامزن ہو جاتے ہیں، رینڈہ صاحب کو اسلامی تعلیمات سادہ اور پُر معنی لگیں، انہیں اسلام سے دلچسپی پیدا ہو گئی، انہیں تعجب ہوا کہ ایک مسلم گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود وہ اسلام سے بالکل بے بہرہ کیوں ہیں؟ اس کی تلافی کیلئے وہ ہر روز نہایت ذوق و شوق سے اسلام کی تعلیمات سیکھتے اور حسبِ استطاعت ان پر عمل کرتے، عمل کی مٹھاس سے انکی تشنگی اور بھی بڑھ جاتی، اور اللہ تعالیٰ ان کی علم کی پیاس اور تربیت حاصل کرنے کی توفیق کو اور بھی بڑھا دیتے.

Marfat.com

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں مسلم طلباء کا کردار بے مثال ہے، یہ طلباء نہایت اخلاص سے اپنے ساتھیوں میں اسلام کا چرچا کرتے ہیں، اور اسکے نتائج بہت قابلِ تحسین ہیں ، دراصل انہی طلباء کی دن رات کی کاوشوں کے باعث شہر شہر میں اسلام کی داغ بیل پڑی اور مساجد و مدارس قائم ہوئے ، اور کئی اسلامی لیڈران یونیورسٹیوں میں تربیت پانے کے بعد منظرِ عام پر آئے ، اور اپنے اپنے علاقے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں.

رینڈہ صاحب دنیاوی تعلیم میں بھی ممتاز تھے، انہوں نے آرکیٹیکٹ انجینیئر کی تعلیم حاصل کی، پھر امریکی لائسنس کا امتحان دیا، یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر لوگ یہ امتحان تین یا چار کوششوں کے بعد پاس کرتے ہیں، لیکن رینڈہ صاحب نے یہ امتحان پہلی بار ہی پاس کر لیا اور میشیگن (Michigan) ریاست کے شہر این آربر (Anarbor) کے ایک بڑے ادارے میں کام کرنے لگے .

بتدریج رینڈہ صاحب نے اسلامی علم کے حصول میں خاصی ترقی کی، اس شہر کی مسجد سے بہت استفادہ کیا، اس دوران رینڈہ صاحب کے والدین ریٹائر ہو کر واپس ترکی چلے گئے، تاکہ باقی ماندہ زندگی مادر وطن میں گزاریں ، لیکن رینڈہ صاحب نے امریکہ میں ہی رہنا پسند کیا، انہیں این آربر شہر کی اسلامی فضا بہت پسند آئی ، وہ اسلامی سرگرمیوں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے، میں این آربر کی مسجد میں مہینہ میں ایک بار جمعہ کا خطبہ دیا کرتا تھا ، میں نے تقریباً ہر بار رینڈہ صاحب کو اذان دیتے دیکھا، مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک جمعہ کے خطبہ کے دوران میں نے یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا اور یہ ذکر کیا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ایک بھیڑیا آپ کو کھا گیا ہے، یوسف علیہ السلام کی خون آلودہ قمیض اپنے والد صاحب کو پیش کی، اسی طرح جب عزیزِ مصر کی بیوی نے یوسف علیہ السلام سے محبت کرنا چاہی تو یوسف علیہ السلام کی قمیض سے ثابت ہوا کہ عزیز کی بیوی جھوٹی ہے اور یوسف علیہ السلام پاکباز ہیں، کچھ عرصہ کے بعد یوسف علیہ السلام کی قمیض کے ذریعے آپ کے والد صاحب کی کھوئی ہوئی بینائی لوٹ آئی، اس کے بعد میں نے ذکر کیا کہ اگر یوسف علیہ السلام کی قمیض سے ایسے معجزے صادر ہو سکتے ہیں تو اس شخص کا کیا کہنا جو یہ قمیض پہنتے تھے، رینڈہ صاحب کو یہ باتیں بہت پسند آئیں، جمعہ کی نماز کے بعد جب میں گھر پہنچا تو انہوں نے مجھ سے فون پر پوچھا کیا یہ تمہارے اپنے خیالات ہیں؟ میں نے انہیں بتایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میں کوئی عالم

Marfat.com

فاضل نہیں کہ قرآن پاک کی تفسیر خود کروں، میں ہر بات مستند تفسیروں کے حوالے سے بیان کرتا ہوں.

اسلامی تعلیمات رینڈہ صاحب کے دل ودماغ میں سرایت کرگئیں ،جیسا کہ ان کے لباس اور چال ڈھال سے بھی واضح تھا، آپ امریکی ماحول میں بھی ہر وقت اسلامی لباس مع عمامہ زیب تن رکھتے، اسلامی ترکی لباس ان کے جسم پر خوب بھلا لگتا، وہ امریکی فرم میں کام کے دوران بھی یہی لباس استعمال کرتے، ایک دن میں نے ان سے استفسار کیا کہ کیا آپ کی فرم آپ کے اس لباس پر اعتراض تو نہیں کرتی کیونکہ آپ ان کے کام کاج کے سلسلہ میں ان کی کئی جگہ نمائندگی کرتے ہیں؟ رینڈہ صاحب کہنے لگے کہ فرم کے مالک کو مجھے اسی لباس میں قبول کرنا ہوگا، میں محض ملازمت کی خاطر اپنی اصلیت نہیں بدلوں گا، میں نے پھر پوچھا کہ کیا بعض لوگ آپ کے ساتھ کام کاج کے سلسلہ میں اسلامی لباس کی وجہ سے تعصب سے تو پیش نہیں آتے؟ رینڈہ صاحب نے برجستہ فرمایا: یہ ان کی ذاتی مشکلات ہیں، میں ان کی پسندیدگی یا تعصب کی پرواہ نہیں کرتا .

مجھے ذاتی طور پر رینڈہ صاحب کا لباس بہت شریفانہ اور بارعب لگتا ، یہاں تک کہ ایک دن میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے بھی ترکی طرز کا عمامہ باندھنا سکھائیں .

ان کا صرف ظاہر و باطن ہی اسلامی نہ تھا بلکہ آپ اپنا فارغ وقت اسلام کی تبلیغ واشاعت میں صرف کرتے، وہ اس ریاست کی مختلف جیلوں کے قیدیوں کو ہر ہفتے تبلیغ کرتے ان جیلوں میں ان کے تجربات بہت مثبت تھے ، ان کا خیال تھا کہ ان قیدیوں کو مخصوص اسلامک لٹریچر چاہیئے چنانچہ انہوں نے کئی کتابچے اپنے قلم سے تیار کئے اور اپنے ہی خرچ سے انہیں شائع بھی کیا ، انہوں نے اشاعت سے پہلے ان کی اصلاح کیلئے مجھے دیا ، میں نے ان کتابچوں کو تعلیم وتربیت کیلئے بہت موزوں اور مؤثر پایا .

اکثر جیلوں کا فاصلہ شہروں سے بہت زیادہ ہوتا ہے وہاں آمد ورفت کیلئے خاصا وقت درکار ہوتا ہے، اس کے علاوہ ہر ایک قیدی کو بھی نہایت صبر اور تحمل مزاجی سے دعوت دی جاتی ہے اسطرح تقریباً نصف یا پورا دن ہی صرف ہوجاتا ہے، رینڈہ صاحب ہر ہفتے نئے جوش وخروش سے دعوت وتبلیغ کیلئے روانہ ہوتے اور ان سرگرمیوں سے بہت ہی مطمئن ہوکر لوٹتے ، اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ ان کی دعوت سے کتنے لوگ مسلمان ہوئے اور کتنے نئے مسلمانوں کے ایمان کو تقویت پہنچی ؟ .

رینڈہ صاحب نے فارمینگٹن ہل (Farmington Hill) بستی کی مسجد بنانے میں بہت

Marfat.com

نمایاں حصہ لیا، اس مسجد کی زمین تقریباً اڑھائی ایکڑ ہے، انہوں نے مسجد اور کاروں کی پارکنگ کیلئے مختلف نقشے تیار کئے، موجودہ مسجد اور پارکنگ انہیں کے نقشوں کے مطابق تعمیر کی گئی، مجھے نقشوں کے بنوانے کا تجربہ نہ تھا، اور رینڈہ صاحب کی مدد کے بغیر میں مزید ہزاروں ڈالر کے اسراف کا مرتکب ہو سکتا تھا، لیکن انہوں نے نہایت دانشمندی، دوراندیشی اور کفایت سے نقشے تیار کئے جس کیلئے یہ بستی رہتی دنیا تک ان کی مرہونِ منت رہے گی.

رینڈہ صاحب کی ذاتی زندگی بھی بہت سبق آموز ہے، انہوں نے اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں یوں فرمایا "میں شادی کیلئے ترکی گیا، لیکن اپنے والدین سے کسی متمول گھرانے کی لڑکی کیلئے نہ کہا، بلکہ اپنی مرضی سے ایک متوسط گھرانے میں شادی کر لی، میں جانتا تھا کہ میری رفیقۂ حیات اسلامی تعلیمات سے بہت زیادہ متعارف نہیں، لیکن میں پُراعتماد تھا کہ انشاءاللہ اپنی اہلیہ کو اسلام کی دولت سے مزین کرلوں گا"، رینڈہ صاحب خوب جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ سب سے پہلے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کرو، سب پیغمبروں کیلئے یہی ہدایت تھی .

رینڈہ صاحب نے نہ صرف اپنی اہلیہ محترمہ کو اسلام کی تعلیمات سے مالا مال کر دیا بلکہ انہیں اپنے دلپذیر کردار کا انمول نمونہ پیش کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی اہلیہ صاحبہ بھی اسلامی تعلیمات سے خوب فیض یاب ہوئیں اور عمل میں ان سے ذرا پیچھے نہ رہیں، دونوں ملکر آن آربر شہر میں قابلِ رشک زندگی گزارنے لگے، اللہ تعالیٰ نے انہیں دو بیٹیاں عطا فرمائیں.

ایک منظر میری آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوگا، وہ کئی بار میرے گھر کھانے کی دعوت پر آئے، نماز کے وقت میں اور میرے باقی مہمان فرض نماز کے بعد سنتیں ادا کر کے کھانے کی میز پر پہنچ جاتے، لیکن ہر بار رینڈہ صاحب نہایت سکون سے اپنی نماز ادا کرتے رہتے، ان کا نماز میں انہماک، توجہ، اور طمانیت ہم سب کیلئے قابلِ رشک تھی، اور یہ انکی چال ڈھال اور چہرے سے نمایاں تھی، کاش ہمیں بھی ایسے سجدے نصیب ہو جائیں .

وہ سجدہ جس سے روحِ زمین کانپ اٹھتی تھی ترس رہے ہیں اسے آج منبر و محراب

رینڈہ صاحب باتیں کم اور عمل زیادہ کے قائل تھے، وہ اسلامی سرگرمیوں میں اور بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہتے تھے، لیکن یہ وہ زمانہ تھا جب بوسنیا کی جنگ عروج پر تھی، ہر روز ہزاروں

Marfat.com

مسلمان شہید ہو رہے تھے، اور مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی تھی، مسلمان یتیم بچے بلبلا رہے تھے، دنیا کے کئی ممالک کے مسلمان نوجوان انکی حسب المقدور مدد کیلئے بوسنیا جا رہے تھے، رینڈہ صاحب بھی بوسنیا کے یتیموں کی مدد کرنا چاہتے تھے، اس لئے وہ اپنی بیوی اور بچوں کو آن آربر شہر میں چھوڑ کر خود بوسنیا چلے گئے اور اپنی فیملی کیلئے ترکی کے ایک طالب علم کو ولی مقرر کر دیا، رینڈہ صاحب نے بوسنیا روانگی سے پہلے مجھے فون کیا اور الوداعی سلام کے علاوہ اپنی فیملی کے ولی کے متعلق مطلع کیا، انہوں نے بہت سکون اور اطمینان سے بات کی اور میں نے ان کے ارادے میں بہت پختگی پائی، بفضلِ خدا وہ جلد ہی بوسنیا پہنچ گئے، کچھ عرصہ بعد ہمیں اطلاع ملی کہ وہ شہید ہو گئے ہیں، اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون، انکی تدفین بوسنیا میں ہی ہوئی۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے — سبزۂ نَورُستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آن آربر شہر کے لوگوں کو رینڈہ صاحب پر بہت فخر تھا، رینڈہ صاحب کا اخلاص ہر ایک کے دل میں گھر کر چکا تھا، اس شہر کے لوگوں نے تقریباً ساٹھ ہزار ڈالر جمع کئے اور ایک ٹرسٹ رینڈہ صاحب کے معصوم بچوں کی کالج کی تعلیم کیلئے قائم کیا۔

رینڈہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ نہایت شریف اور معزز خاتون ہیں، رینڈہ صاحب کی شہادت کے بعد بھی وہ گاہے گاہے بچوں سمیت ہمارے گھر تشریف لاتیں، وہ ابھی بھی اسلامی تعلیمات کے حصول میں کوشاں ہیں، اور دن بدن قرآن کریم کی مزید آیات حفظ کر رہی ہیں، اور رینڈہ صاحب کی طرح اپنے حفظ وغیرہ کو دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں، ماشاء اللہ ایک مثالی اسلامی زندگی گزار رہی ہیں، بے شک ایک شہید کی بیوی کو یہی زیب دیتا ہے۔

رینڈہ صاحب کی بچیاں بھی انہی کی طرح بہت زیرک اور فہمیدہ ہیں اور ان کی والدہ انہیں اسلامی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ کر رہی ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی رینڈہ صاحب کا اخلاص، ایثار اور قربانی کا جذبہ عطا فرما دیں۔ آمین!

آخر میں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ رینڈہ صاحب کے ترکی میں مقیم والدین کا کہنا ہے کہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم ایک شہید کے والدین ہیں، اسی طرح فارمینگٹن ہل بستی کے شہری بھی اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ان کی مسجد کا ڈیزائن ایک شہید نے بنایا تھا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

Marfat.com

صالح ایچان (Saleh Echon)

عرصہ دراز سے مختلف ممالک کے لوگ جوق در جوق سعودی عرب آ رہے ہیں تا کہ یہاں کام کر کے کچھ سرمایہ جمع کر لیں اور اپنی معاشی زندگی بہتر بنا سکیں، اس لحاظ سے یہ ملک نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ غیر مسلم لوگوں کیلئے بھی پر کشش ہے، صالح ایچان صاحب (Saleh Echon) بھی اسی وجہ سے فلپائن سے سعودی عرب آئے، ان کا پیدائشی نام Jo Paul Echon تھا، سعودی عرب میں قیام کے دوران انہیں کئی تہذیبی اور معاشرتی مسائل سے دو چار ہونا پڑا، جس کیلئے انہیں بے حد جدو جہد کرنی پڑی، ان کی فراست، محنت اور اخلاص سے عجیب وغریب نتائج آشکارا ہوئے، جو کہ ان کے خواب وخیال میں بھی نہ تھے، ان کی دلچسپ کہانی ہر بنی نوع انسان کیلئے مشعلِ راہ ہے، ایچان صاحب مدینہ منورہ میں میرے پڑوسی تھے انہوں نے مجھے اپنی کہانی یوں بیان کی: -

ابتدائی مذہبی سرگرمیاں

میری فیملی رومن کیتھولک تھی اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ چرچ جاتی تھی، میں بچپن ہی سے مذہبی سرگرمیوں میں بہت جوش و خروش سے حصہ لیتا تھا، مثلاً جب میں پرائمری اسکول کا طالبعلم تھا تو میں چند اور لڑکوں کی مدد سے چرچ کی صفائی کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا، اور چرچ کی سروس کے دوران میں اپنے مذہبی پیشوا کے مددگار کی حیثیت سے ان کے ساتھ کھڑا رہتا تھا، جب میں ہائی اسکول پہنچا تو چرچ کے گانے بجانے والے گروپ میں شامل ہو گیا، میں کبھی تو گیتار (Gitar) بجاتا اور کبھی پیانو (Piano)، اور ساتھ ہی طرح طرح کی لے سے گاتا، ہمارے ہاں نوجوانوں کا ایک ایسا گروپ تھا جو کہ مذہبی امور میں ہر طرح سے چرچ کی مدد کرتا، اور یہ بھی غور وفکر کرتا کہ کس کس طریقے سے مَیری (Mary) سے محبت بڑھائی جائے اور اسکی پورے انہماک سے پوجا کی جائے، اس گروپ کا نام لیجنڈ آف مَیری Legend of Mary تھا، میں اس گروپ میں بھی پیش پیش تھا، چرچ میں مَیری کے کئی بت تھے، مثلاً

ورجن مَیری Virgin Mary،

میری میگڈلین Mary Magdalene،

Marfat.com

اور امیکولیٹ کنسیپشن Immaculate Concepcion .

ہمارے گروپ کیلئے بھی مَیری کا ایک مخصوص بت تھا، جس کی ہم بہت شوق سے پوجا کرتے تھے.

ہمارے چرچ میں عبادت کا طریقہ کار یہ تھا کہ ہمارے پیشوا صاحب بائیبل پڑھتے اور ہم ہمہ تن گوش ہو کر اس کو سنتے، اس دوران ہمیں بذاتِ خود کبھی بھی بائیبل پڑھنے اور اس پر غور و فکر کرنے کا موقع نہ ملا، سب لوگ صرف سننے پر ہی اکتفا کرتے تھے.

زندگی کا پہلا انقلاب

کالج کی زندگی کے دوران مجھے ایک عجیب واقعہ پیش آیا، میرے ایک دوست نے مجھے دعوت دی کہ اس کے چرچ میں عبادت کے طریقہ کار کو دیکھوں، یہ چرچ پروٹیسٹنٹ (Protestant) فرقہ سے تعلق رکھتا تھا، میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہاں نہ صرف انکے مذہبی پیشوا کے پاس بائیبل ہے، بلکہ ہر فرد اپنے ہاتھ میں بائیبل اٹھائے ہوئے ہے، اور جو کچھ پیشوا صاحب پڑھتے ہیں، باقی افراد بھی اس صفحہ کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، مجھے اس سے بڑھ کر یہ تعجب ہوا کہ بائیبل میں بار بار مذکور ہے کہ کسی قسم کے بت کی پوجا کرنا جائز نہیں ہے، اس تجربے نے میری آنکھیں کھول دیں، اور مجھے پہلی بار حقیقت سے آگاہی ہوئی جس نے میری زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا، میں رومن کیتھولک چرچ کو چھوڑ کر پروٹیسٹنٹ چرچ میں شامل ہو گیا، گویا یہ روحانی طور پر نیا جنم تھا، اس لئے یہ فرقہ Born Again کہلاتا ہے، میری زندگی کے اس انقلاب کا مقصد یہ تھا کہ میں بائیبل کی تعلیمات کے مطابق کسی بھی بت کی پوجا نہ کروں اور بائیبل کو خود پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کروں، میں اپنی فیملی میں پہلا پروٹیسٹنٹ تھا، میرے اہلِ خانہ نے بھی اس نئے چرچ کی تعلیمات سے استفادہ کرنا شروع کر دیا، اور سب کے سب نئے چرچ میں شامل ہو گئے، ہم سب اس چرچ کی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے، خصوصاً میں تعلیم و تربیت کے ایک شعبہ سے منسلک ہو گیا، اس طرح سے مجھے بائیبل پر پوری دسترس حاصل ہو گئی، یہاں تک کہ میں بھی ایک پیشوا یا پادری کے طور پر کام کر سکتا تھا، اسی وجہ سے چرچ کے ممبران میرا بہت احترام کرتے تھے.

Marfat.com

میرے ملک میں اسلام کا تصور

میں اسلام کے بارے میں بالکل کورا تھا، میرا خیال تھا کہ مسلمان ایک مذہب کا نام ہے مجھے پرائمری سے لیکر ہائی اسکول تک کسی مسلمان بچے سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا، میرے خیال میں اگر کوئی مسلمان بچہ میری کلاس میں تھا تو وہ اسلامی تعلیمات سے بالکل بے بہرہ تھا اور اس لئے انفرادی طور پر پہچانا نہیں جا سکتا تھا، مجھے یاد ہے کہ کالج میں میرے چند اساتذہ مسلمان تھے، لیکن وہ بھی محض نام کے ہی مسلمان تھے، اور ان کے اور دوسرے لوگوں کے طرزِ معاشرت اور اطوار میں کوئی فرق نہ تھا،

مجھے ذہنی طور پر مسلمانوں سے نفرت تھی کیونکہ ہمارے ملکی اخبارات اور ٹی وی بہانگِ دہل مسلمانوں کی مذمت کرتے تھے، اگر ایک مسلمان کوئی جرم کرتا تو تمام مسلمانوں کو ویسا ہی مجرم قرار دیا جاتا، مثلاً اس بات کا بار بار اعلان کیا جاتا کہ مسلمان دہشت گرد طبقہ ہے، ہمیں یہ نصیحت کی جاتی کہ ایک مسلمان کے سامنے سے نہ گزرو کیونکہ وہ تمہیں بلا دریغ قتل کر دے گا، اور یہ کہ کسی مسلمان سے لین دین مت کرو کیونکہ وہ بنیادی طور پر بہت بُرے لوگ ہیں.

تاہم مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے مذہبی پیشوا کبھی بھی مسلمانوں کو بُرا بھلا نہ کہتے کیونکہ وہ عیسائی فرقوں کے اختلافات اور باہمی برتری اور رسہ کشی میں ہی مبتلا رہتے، اس طرح انہیں دیگر معاملات کیطرف توجہ دینے کا وقت ہی نہ ملتا تھا.

ملازمت

میں نے کالج سے کمپیوٹر سائینس میں بی-ایس-سی کی ڈگری حاصل کر لی، اور انٹل فلپائینز Intel Philippines فرم میں نوکری شروع کر دی، چند ماہ کے بعد میں نے ایک دوسری کمپنی میں تبادلہ کرالیا کیونکہ اس میں میرے لئے مزید تجربہ اور ترقی کے مواقع تھے اور میرے کالج کے کئی ساتھی بھی وہاں کام کرتے تھے، میں نے پانچ سال میں کئی نئی چیزیں سیکھ لیں اور چند دوستوں کے اشتراک سے ایک پرائیویٹ کمپنی قائم کر لی، لیکن یہ کمپنی زیادہ دیر نہ چل سکی کیونکہ بعض ساتھی اپنی ذمہ داری تندہی سے انجام نہ دیتے تھے، جب میں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو سب سے پہلے میں نے ہی اس اشتراک سے علیحدگی اختیار کرلی اور کسی دوسرے کام کی تلاش شروع کر دی.

Marfat.com

بیرونِ ملک ملازمت کی تلاش

میرے ایک دوست نے یہ رائے دی کہ ہمیں چند سال سعودی عرب نوکری کرنی چاہیئے، اس طرح ہم معقول سرمایہ جمع کرلیں گے اور پھر اپنے ملک واپس آ کر ایک اچھا کاروبار شروع کرسکیں گے، چنانچہ ہم دونوں نے ایک ایجنسی سے رابطہ کیا، وہ پہلے سے ہی کمپیوٹر انجینیئر ز کی تلاش میں تھے، جو ایک سعودی بنک کو مطلوب تھے، اتفاق سے اس بینک کے مینیجر صاحب بھی منیلا (Manila) میں موجود تھے، اس لئے جلد ہی ہمارا انٹرویو ہوگیا، اور ہمیں بینک مینجر نے کام کی پیشکش کردی، لیکن تنخواہ کم ہونے کی وجہ سے ہم نے اس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کردیا، ایجنسی مجھے بار بار فون کرتی رہی لیکن میں نے ایک نہ سنی، لیکن میرے دوست نے مجھے مجبور کیا کہ میں اس کا ساتھ دوں، اس لئے بالآخر محض دوست کا ساتھ دینے کیلئے میں نے بھی اس نوکری کی پیشکش قبول کرلی، اور ہم دونوں سعودی عرب پہنچ گئے.

سعودی عرب میں ابتدائی تجربات

میں نہ صرف عربی زبان میں کورا تھا بلکہ مجھے اس سے نفرت بھی تھی، میں سمجھتا تھا کہ اس زبان کی بین الاقوامی طور پر کوئی اہمیت نہیں، اس لئے اسے سیکھنا اور سمجھنا غیر ضروری ہے، میں اور میرے ساتھی سعودی عرب کے مشرقی حصے میں ایک بینک کے کمپیوٹرز اور دیگر ایسے ہی آلات کی اصلاح کرتے تھے، میرے ساتھ کام کرنے والے سب کے سب انجینیئر انگریزی زبان سے خوب آشنا تھے اس لئے بھی ہمیں عربی بولنے اور سیکھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، اس پر طرّہ یہ کہ ہمارے عربی مدیر کو بھی انگریزی پر کافی عبور حاصل تھا کیونکہ انہوں نے بیرون ملک تعلیم حاصل کی تھی، میں اور میرے فلپائنی ساتھی مل کر ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے، سعودی عرب میں طرزِ معاشرت بالکل مختلف تھا، کئی قسم کی پابندیاں تھیں جن کے ہم عادی نہ تھے اس لئے ہم کافی بے چینی اور ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے، چونکہ ہمارا مقصد سرمایہ جمع کرنا تھا، اس لئے ہم اس گھٹن کے باوجود اپنا وقت گزار رہے تھے.

کالے بادلوں میں سنہری کرن

ایک دن میں نے دمام شہر میں ایک ٹیکسی کرائے پر لی اور اس سے پندرہ ریال کرایہ طے کیا، ڈرائیور صاحب نہایت صاف ستھرے لباس میں ملبوس تھے اور ان کی خوب لمبی ڈاڑھی بھی تھی، دیکھنے سے نہایت معقول آدمی معلوم ہوتے تھے انہوں نے یہ بھانپ کر کہ میں اجنبی اکیلا ہوں، سفر کے

Marfat.com

دوران مجھ سے زیادہ کرائے کا اصرار کرنے لگے، یہاں تک کہ سفر کے اختتام پر متفقہ کرایہ سے زیادہ کیلئے جھگڑا کیا، مجھے بہت غصہ آیا، میں نے ٹیکسی سے باہر چھلانگ لگائی، اور اس سے کہا کہ کیا تم پانچ وقت نماز نہیں پڑھتے؟ یہ سنتے ہی اس نے کہا کہ مجھے صرف پندرہ ریال ہی دو، میں نے اسے پندرہ ریال دیئے اور وہ خاموشی سے روانہ ہوگیا، جب میں نے اس واقعہ پر غور وخوض کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس ڈرائیور کا دل یقیناً اچھا تھا، یہ میرے لئے پہلا مثبت تجربہ تھا، اس کے بعد سے میں نے سمجھ لیا کہ یہاں کے باشندے بنیادی طور پر بہت اچھے لوگ ہیں۔

مجھے اسی طرح کا ایک اور مثبت واقعہ بھی پیش آیا، میں اور میرے ملک کے ساتھی ہمیشہ اپنے ملک کا کھانا پکاتے اور اسی کھانے پر اکتفا کرتے تھے، مجھے سعودی کھانا کھانے کی کبھی خواہش نہ ہوئی، ایک دن ہمارے انچارج نے ہمیں ایک پروجیکٹ کیلئے دور دراز ایک دیہاتی علاقے میں بھیجا، دن بھر کے کام کے بعد ہمیں خوب بھوک لگی، وہاں فلپائنی کھانا میسر آنا ممکن نہ تھا، اس لئے مجبوری کے تحت میں نے پہلی بار کبسہ (Kabsa) کھایا، اور اسے نہایت لذیذ پایا، اس واقعہ کے بعد میں ہر اس جگہ کی تلاش میں رہتا جہاں کبسہ ملتا ہو اس طرح میری طبیعت سعودی کھانوں کی طرف راغب ہوگئی، اور میں نے یہاں کے طرزِ معاشرت سے استفادہ کرنا شروع کردیا۔

ایک عجیب وغریب مکالمہ

عبد اللہ العمری صاحب اس بنک میں میرے انچارج تھے، عربی انکی مادری زبان تھی، لیکن انگریزی پر بھی انکو عبور حاصل تھا کیونکہ انہوں نے بیرون ملک میں تعلیم حاصل کی تھی، وہ ہم سے انگریزی میں ہی بات چیت کرتے اور ہم سے خوب گھل مل کر رہتے، وہ کسی حد تک باتونی بھی تھے، ایک دن وہ مجھے ایک کہانی سنانے لگے اس کہانی کے دوران ان کے منہ سے لفظ جیسس (Jesus) نکلا، میں نے انہیں فوراً ٹوک دیا، اور جوش سے کہا: جیسس تو میرا ہے، آپ کون ہوتے ہیں جیسس کی بات کرنے والے۔

میں نے پہلی بار ایک مسلم کے منہ سے جیسس کا لفظ سنا، مجھے بہت حیرت ہوئی، میں دو سال سے سعودی عرب میں مقیم تھا لیکن کسی مسلمان نے مجھ سے مذہب کے بارے میں آج تک بات نہ کی تھی، مسلمانوں کے بارے میں میری سوچ بھی نرالی ہی تھی، میں سمجھتا تھا کہ مسلمان سورج کی پوجا کرتے

Marfat.com

ہیں، کیونکہ وہ سورج نکلنے ، ڈوبنے اور آسمان پر بلند ہونے کے اوقات میں عبادت کرتے ہیں، غالباً سورج ان کا دیوتا ہے ۔

عبداللہ صاحب میری بات سن کر چند لمحے تو خاموش رہے، پھر انہوں نے بتدریج سب پیغمبروں کے ناموں کا تذکرہ کیا ، مثلاً نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ، انہوں نے کہا یہ سب ہمارے بھی پیغمبر ہیں، - چونکہ ان پیغمبروں کے نام بائیبل میں مذکور ہیں ، اس لئے میں ان سے خوب متعارف تھا- عبداللہ صاحب کے اس انکشاف کے بعد مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے ۔

اسلام کے بارے میں چھان بین

اب میں نے اسلام کے بارے میں چھان بین کرنا شروع کر دی، تا کہ یہ جان سکوں کہ آخر عبداللہ صاحب کا مذہب کیسا ہے؟ میں دمام میں جریر بک سٹور میں گیا تا کہ اسلام کے بارے میں کتابیں خرید سکوں، جب میں نے کتابوں کی الماریوں پر نظر دوڑائی تو اس سٹور میں مختلف مذاہب کے موازنہ سے متعلق کئی کتب موجود تھیں، ایک کتاب کا عنوان مجھے بہت عجیب لگا :

Jesus, not God, Son of Mary

میں نے یہ کتاب اور ایسی ہی چار اور کتابیں خرید لیں، اور بھاگا بھاگا گھر آیا تا کہ انہیں پڑھوں، ان کتابوں میں بائیبل سے بہت اقتباسات Quotations تھے، میں نے جلدی جلدی اپنی بائیبل نکالی تا کہ ان اقتباسات کی ایک ایک کر کے تصدیق کر سکوں ، جب میں نے کتاب میں دی ہوئی پہلی کوٹیشن کو بائیبل میں دیکھا تو وہ ہوبہو ویسی ہی تھی، مجھے حیرت ہوئی، لیکن میں نے سوچا کہ یہ مجھے جھانسا دینے کیلئے ایک فقرہ ہوبہو لکھ دیا گیا ہوگا، جلدی جلدی دوسری کوٹیشن کا موازنہ کیا تو وہ بھی ٹھیک نکلی، میں نے یہ خیال کیا کہ چند فقرے ٹھیک لکھ کر آئندہ صفحات میں کوئی نہ کوئی چکر بازی ضرور ہو گی، چونکہ میں بائیبل پر پورا حاوی تھا، اس لئے میں نے کتاب کی ہر ایک کوٹیشن کو آسانی سے چیک کر لیا اور میری توقع کے خلاف سب اقتباسات درست نکلے، اس سے میرا تجسّس اور بڑھ گیا۔

اس دوران میں نے عبداللہ صاحب سے پوچھا کہ کیا اس شہر میں اسلام کی تبلیغ کا کوئی مرکز ہے؟ انہوں نے ایک کی نشان دہی کی جو کہ میرے گھر کے قریب ہی تھا میرے ملک کے زیادہ باشندے قریب

Marfat.com

کے شہر الخبر (Al-Khobar) میں مقیم ہیں، جب میں دوستوں سے اس شہر میں ملنے گیا تو دیکھا کہ الخبر میں بھی ایک اسلام کی تبلیغ کا مرکز ہے، میں اس مرکز میں داخل ہوا تو وہاں بھی ویسی ہی کئی کتب دیکھیں چونکہ میں پانچوں کتابوں کا مطالعہ کر چکا تھا میں نے اس مرکز سے چند اور کتابیں چن لیں، استقبال پر پوچھا کہ ان کی قیمت کیا ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مفت ہیں، میں مفت چیزیں لینے کا عادی نہ تھا، میں نے قیمت ادا کرنا چاہی تو مجھے دوبارہ یہ جواب ملا کہ یہ سب کتابیں بالکل مفت ہیں، آپ بلا جھجک لے جاسکتے ہیں، میں نے صاف کہہ دیا کہ قیمت ادا کیے بغیر کتابیں نہیں لوں گا، میرے اصرار پر انہوں نے مجھ سے تھوڑی سی قیمت وصول کر لی تاکہ میں کتابیں لے جاؤں، یہ سارا منظر ایک سعودی باشندہ دیکھ رہا تھا، وہ صاحب مجھے ایک طرف لے گئے اور وہ مجھ سے نہایت شفقت کے ساتھ پیش آئے، اور مجھ سے مختصر مگر معنی خیز بات چیت کی، اس کے بعد میں نئی کتابیں بغل میں دبائے اپنی کار تک پہنچا اور نہایت سرعت سے گھر آیا، تاکہ ان کتابوں کا بھی جائزہ لوں، میرے مکان کے ہم نشین اور ہم وطن ساتھی میرے اس تذبذب اور کتابوں کے ذخیرے کو خاموشی سے دیکھتے رہے۔

ایک دلچسپ ویڈیو

میں نے ان نئی کتب کا بھی مطالعہ کیا، اور ان میں ہر کوٹیشن کو اپنی بائیبل کے مطابق پایا، لیکن اس سب کچھ کے باوجود مجھے مسلمان بننے میں کافی ہچکچاہٹ تھی، میں اسلام کے تبلیغی سنٹر میں دوبارہ گیا، ایک صاحب نے میرا تذبذب بھانپ لیا، انہوں نے مجھے ایک ویڈیو دیکھنے کی دعوت دی، یہ ویڈیو احمد دیدات صاحب اور ایک عیسائی پادری کے درمیان مناظرے کی تھی، میں نے دل میں ٹھان لیا کہ میں یہ ویڈیو وسعتِ نظر سے دیکھوں گا اور کسی قسم کے تعصب کا شکار نہ ہوں گا، ویڈیو دیکھنے کے بعد میں ذاتی طور پر اس نتیجے پر پہنچا کہ عیسائی عالم اپنے مذہب کا ٹھیک طریقہ سے دفاع نہیں کر سکے اور اس مقابلہ میں ہار گئے ہیں، میں نے سوچا کہ جب ایک پادری اپنی عیسائیت کا دفاع نہیں کر سکتا تو میرے جیسے پیروکار کی کیا حیثیت ہے، اس موقع پر پہلی بار میرا پیدائشی ایمان کمزور ہونا شروع ہوا اور عیسائیت سے طبیعت قدرے اکتانے لگی اور اندر ہی اندر ایک خلجان سا پیدا ہو گیا، لیکن اسکا حل سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

Marfat.com

قبولِ اسلام کی آزادی

ایک دن میں ایک فلپائنی دوست کے ساتھ ڈارٹ (Dart) کھیل رہا تھا ، ہمارے ساتھ ایک فلپائنی مسلمان دوست بھی تھے، ان کا نام رضوان عبدالسلام تھا، میں نے کمرے کے ایک کونے میں لے جا کر ان سے اسلام کے بارے میں دریافت کیا جبکہ ہمارے دوسرے فلپائنی بھائی کھیل میں ہمہ تن مشغول تھے، رضوان صاحب نے مجھے کوئی لمبا چوڑا لیکچر نہ دیا، بلکہ کھیل کے ختم ہونے پر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور مجھے قرآن کا انگریزی ترجمہ اور چند پمفلٹ دیئے، میں نے قرآن کا ترجمہ پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی لیکن ترجمہ آسان زبان میں نہ تھا، اس لئے مجھے اس سے کچھ سمجھ نہ آیا، پمفلٹ ویسے ہی تھے جیسی میری کتب، مجھے یہاں یہ اعتراف کرنا ہے کہ رضوان صاحب نے مجھے اسلام قبول کرنے پر کبھی بھی مجبور نہ کیا اور نہ ہی میرے سعودی انچارج عبداللہ صاحب نے مجبور کیا ، اسی طرح جب بھی میں اسلامی تبلیغی مرکز میں گیا تو کسی صاحب نے بھی مجھ پر زور نہ ڈالا کہ بغیر سوچے سمجھے اسلام میں کود جاؤں، بلکہ ہر ایک نے مجھے صرف ضروری معلومات فراہم کیں، اور اسلام قبول کرنے کا معاملہ میری ذات پر چھوڑ دیا، اسی وجہ سے میں بار بار تبلیغی مرکز میں چلا جاتا، اگر کوئی مسلمان بھی مجھ پر دباؤ ڈالتا تو میں یقیناً ان سے دور بھاگ جاتا.

مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ میرے پہلے دو سال کے قیام کے دوران مجھ سے کسی نے بھی اسلام کے بارے میں بات نہیں چھیڑی، حالانکہ میں سعودی عرب جیسے اسلامی ملک میں مقیم تھا.

میری ذہنی کیفیت

اس گہرے مطالعہ اور چھان بین سے مجھے تین چیزیں واضح ہوگئیں :

ا - عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں .

۲ - بائیبل اصل شکل میں نہیں ہے، اس میں گڑ بڑ کی گئی ہے، کیونکہ اس میں اکثر متضاد باتیں ملتی ہیں، میرے مذہب کی بنیاد جس کتاب پر ہے، جب وہ کتاب ہی صحیح نہیں تو مذہب کیسے ٹھیک ہوسکتا ہے، اگر میں بائیبل میں دیئے ہوئے متضاد خیالات کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے، پس یہ مذہب تو ایک ایسا خام خیال ہے جسے بغیر چوں وچرا قبول کرو ، بصورتِ دیگر اس مذہب سے خارج ہو جاؤ گے .

Marfat.com

۳ - اسلام کا یہ دعویٰ کہ کوئی معبود قابلِ عبادت نہیں سوائے اللہ کے، ایک نہایت سادہ اور عام فہم فقرہ ہے، اس نے میرے دماغ سے سب دباؤ دور کر دیئے، میں نے محسوس کیا کہ میں اب ایک آزاد شخص ہوں، اور خوامخواہ کی ذہنی الجھنوں سے پاک ہو گیا ہوں، اس سکون کیوجہ سے میں نے اس فقرے پر اور زیادہ غور و غوض کرنا شروع کر دیا، خاص طور پر میں دور دراز سفر کے دوران کیسٹ لگا کر کار میں سنتا تو اوپر والا فقرہ اور زیادہ دلنشین ہو جاتا، اب میرا ذہن مجھے آواز دے رہا تھا کہ تم حقیقت سے تو آشنا ہو گئے ہو، آگے بڑھو اور فیصلہ کرو، میرا اس حقیقت پر ایمان اور یقین اتنا بڑھ گیا کہ مجھے اب یہ فکر نہ رہی کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو میرے دوست اور رشتہ دار کیا کہیں گے، بس اب میں اس دھن میں تھا کہ مسلمان کیسے بنوں؟ چنانچہ میں ایک دن بھاگا بھاگا الخبر کے تبلیغی سنٹر میں گیا، میں نے دیکھا کہ ہر کمرے میں مختلف زبانوں میں لیکچر ہو رہے ہیں، میں فلپائنی گروپ کے ساتھ بیٹھ گیا، ہمارے ٹیچر کا نام فرید اوکینڈو (Fareed Oquendo) تھا، جونہی لیکچر ختم ہوا میں نے ان سے سوال کیا کہ اسلام قبول کرنے کا کیا طریقۂ کار ہے؟ انہوں نے پوچھا کیا تم اسلام قبول کرنا چاہتے ہو؟ میں نے فوراً جواب دیا: جی ہاں، سب لوگ میرا منہ تکنے لگے اور دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ یہ شخص پہلی بار آیا ہے اور فوراً اسلام قبول کرنا چاہتا ہے، مسٹر فرید نے مجھ سے پوچھا: کیا تم واقعی اسلام قبول کرنا چاہتے ہو، اور کیا تم نے اسلام کے بارے میں کچھ مطالعہ کیا ہے؟ میں نے دوبارہ جواب دیا: جی ہاں، مجھے اس لمحہ بھی یہ تعجب ہوا کہ مجھے کوئی شخص بھی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کر رہا، بلکہ مطالعہ کی تلقین کی جا رہی ہے۔

قبولِ اسلام کا مرحلہ

فرید صاحب نے مجھے بتایا کہ اسلام میں داخل ہونے کا طریقہ نہایت آسان ہے، مجھے صرف یہ کہنا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اس کے بعد فرید صاحب نے سنٹر کے سب لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا، اور مجھے بھی اپنے ساتھ وہاں لے گئے، راستے میں ایک سعودی صاحب ملے، جو مجھے کہنے لگے کہ تمہارا چہرہ تو مسلمانوں کا سا ہے، بہرحال اس پورے مجمع کے سامنے ایک اور سعودی باشندے نے مجھے پہلے عربی میں اور پھر انگریزی میں اوپر والا کلمہ پڑھایا، اس مختصر اور سادہ رسم کے بعد سنٹر کا ہر شخص باری باری میرے گلے ملا اور مجھے تہ دل سے مبارک باد دی، ساتھ ہی ساتھ وہ بار بار بلند آواز سے کہہ رہے تھے: اللہ اکبر اللہ اکبر، اللہ سب سے

Marfat.com

بڑا ہے اللہ سب سے بلند و برتر ہے.

پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت فرماتے ہیں، ﴿ اللّٰهُ يَجْتَبِيْ إِلَيْهِ مَن يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْ إِلَيْهِ مَن يُّنِيبُ ﴾ (سورة شوریٰ : ۱۳) .

(اللہ اپنی طرف (اپنے قرب کیلئے) جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرتا ہے اسے اپنی طرف سے ہدایت دیتا ہے).

جب ایچان صاحب مجھے یہ بیان دے رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہہ رہے تھے، ان کا کہنا تھا کہ مجھے زندگی میں کبھی بھی ایسا خوشگوار واقعہ پیش نہ آیا تھا، یہ پیاری یادداشت میرا دل اچھال دیتی ہے ، ایچان صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد ممنون ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے عین موقع پر مجھے نہ شیطان ورغلا سکا، اور نہ ہی میرے دل میں میرے دوستوں اور رشتہ داروں کا خوف وہراس پیدا ہوا ، گویا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے بالکل دور کر دیا ، والحمد لله علی ذلک .

اسلامی نام

کلمۂ شہادت کے بعد سعودی بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ مجھے کونسا مسلم نام پسند ہے میں نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ میرا نام وہی ہوگا جو اس شخص کا تھا جس نے مجھ سے اسلام کے بارے میں پہلی بار اس سنٹر میں بات کی تھی، کیونکہ انہوں نے مجھ سے نہایت شائستہ، مدلل اور جامع بات کی تھی ، میں ان صاحب کو پہچانتا نہ تھا، اس لئے میں نے استقبال پر کتابیں دینے والے صاحب سے استفسار کیا کہ جب میں نے آپ سے کتابیں خریدی تھیں اسکے بعد جن صاحب نے میرے ساتھ بات چیت کی تھی ان کا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ شیخ صالح تھے ، یہ سنتے ہی میں نے کہا کہ میرا نام بھی صالح ہوگا .

اس کے بعد مجھے یہ ہدایت دی گئی کہ گھر جا کر غسل کرو ، نمازیں ادا کرو، اور دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو جس نے تجھے راہِ ہدایت سے روشناس فرمایا .

میری پہلی نماز

میں نے گھر پہنچتے ہی غسل کیا اور خوب گہری نیند سویا، علی الصبح فجر کی نماز کیلئے مسجد گیا، میں نے مسجد میں داخل ہونے میں ہچکچاہٹ محسوس کی، کیونکہ میں طریقۂ نماز سے متعارف نہ تھا، اور میری سمجھ

Marfat.com

میں نہ آتا تھا کہ اب کیا کروں؟ تھوڑی دیر میں ایک سوڈانی بھائی کا ادھر سے گزر ہوا، اس نے میری ہچکچاہٹ کو پہچان لیا، اور وہ صاحب کہنے لگے کہ کیوں رکے ہوئے ہو اندر آ جاؤ، میں نے انہیں بتایا کہ میں نے کل رات ہی اسلام قبول کیا ہے اور میں فی الحال نماز پڑھنے کے طریقہ سے بے بہرہ ہوں، سوڈانی نے کہا: مسجد میں آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، انہوں نے سب سے پہلے مجھے استنجا کرنے کا طریقہ بتایا، پھر وضو کا طریقہ بتایا، اور انہوں نے کہا کہ نماز میں محض ہماری اتباع کرو اور آخر میں دعا کرو۔

جب میں نے پہلا سجدہ کیا تو مجھے بے حد سکون ملا جو کہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں، میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اپنے فضل و کرم سے میرے پہلے سجدہ کی سی کیفیت پھر پیدا کر دے، علاوہ ازیں مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی احسان رہا کہ میں نے پہلے دن سے اب تک کوئی نماز ترک نہیں کی، الحمد للہ۔

اسلامی تعلیم کا جذبہ

میں نے باقاعدگی سے ہر شام تبلیغی مرکز جانا شروع کر دیا، اور کئی گھنٹے تعلیم حاصل کرتا، میں نے نہ صرف عربی حروفِ تہجی سیکھے بلکہ عربی لکھنا اور پڑھنا بھی سیکھ لیا، اب مجھے عربی زبان سے خوب شغف ہو گیا، بتدریج میں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا، میری زندگی کا سب سے اہم مقصد یہ تھا کہ میں قرآن پاک کو صحیح قراءت کے ساتھ پڑھ سکوں۔

اس سنٹر میں ہمارے ٹیچر احمد ریکالڈی (Ahmad Ricaldi) تھے، جو کہ فلپائنی نومسلم تھے انکے لیکچر بہت دلچسپ اور بے حد مفید تھے، مجھے اس تعلیم و تربیت سے اتنی محبت ہوئی کہ میں اسے کسی طرح بھی منقطع نہ کرنا چاہتا تھا، اب میری سالانہ چھٹی کا وقت آ گیا تاکہ مادرِ وطن اور والدین سے مل سکوں، لیکن مین نے چھٹی کو ملتوی کروالیا تاکہ تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری رہ سکے۔

اس تعلیم کے دوران مجھے یہ بتایا گیا کہ سود حرام ہے اس لئے میں جلد از جلد بنک کی نوکری سے استعفیٰ دینا چاہتا تھا، اسی طرح مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ہر وہ کھانا حرام ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کی دعا کی جائے، میں دل و جان سے ان تعلیمات پر عمل کرنا چاہتا تھا، پس میری زندگی ایک نئے دور میں داخل ہو چکی تھی، لیکن میرے گھر اور کام کے ساتھیوں اور افسروں کو اس کی خبر نہ تھی۔

Marfat.com

ایک دلچسپ حادثہ

ایک دن ہمارے انچارج عبداللہ صاحب نے ہمیں ایک پروجیکٹ کیلئے ایک دور دراز علاقے میں جانے کا حکم صادر کیا، ہمارا معمول تھا کہ ہم سب گھر جا کر اکٹھے کھانا کھاتے اور پھر پروجیکٹ پر روانہ ہو جاتے، میں ان ساتھیوں سے سرک گیا اور جلدی جلدی وضو کر کے نماز ادا کرنا چاہتا تھا، اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جب میں وضو کر کے نیچے آ رہا تھا تو سیڑھیوں پر عبداللہ صاحب سے آمنا سامنا ہو گیا، میرا چہرہ اور ہاتھ ابھی گیلے ہی تھے، وہ حیرت سے پوچھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے کہا کہ وضو کیا ہے، نماز پڑھنے جا رہا ہوں، انہوں نے کہا: کیا تم مسلمان ہو؟ میں نے کہا جی ہاں، وہ بے حد خوش ہوئے، اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ نماز ادا کرنے کے بعد تم پروجیکٹ پر نہ جانا بلکہ تم میرے دفتر میں حاضر ہونا، اس دوران انہوں نے اپنے گھر فون کیا اور اہلِ خانہ کو خوشخبری سنائی، نماز ادا کرنے کے بعد جونہی میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے، اور بہت بڑی دعوت کا اہتمام کیا، میں ان کے اس اسلامی جذبہ اور اخلاص سے ایسے محسوس کر رہا تھا گویا میں بھی اسی فیملی کا فرد ہوں.

دوستوں کا ردِّعمل

میں پانچ فلپائنی ساتھیوں کے ساتھ ایک گھر میں مقیم تھا، ہر کمرے میں دو دو فرد تھے، میرے کمرے میں میرا اسکول اور کالج کا پرانا ساتھی تھا، اس کی دوستی نبھانے کیلئے ہی میں یہاں سعودی عرب آیا تھا، ہم سب کھانا اکٹھا پکاتے اور مل کر ہی کھاتے، اور مل کر ہی بازار اور کھیل کے میدان میں جاتے، اس سلسلہ میں دو واقعات قابلِ ذکر ہیں :-

میرے ساتھیوں نے نئے سال کی تقریب کیلئے پرتکلف کھانا تیار کیا اور مجھے بھی دعوت دی، میں نے جواباً کہا کہ میں اس دعوت میں اس شرط پر شریک ہونگا کہ تم کھانے کے دوران کسی قسم کی دعا نہیں کرو گے، سب متفق ہو گئے، جب کھانے کا وقت آیا تو انہوں نے حسبِ معمول عیسائیوں کی طرح دعا کی، میں چپ چاپ کھانے کی میز سے اٹھ کر چل دیا، کیونکہ انہوں نے وعدہ خلافی کی تھی .

ایک اور ایسا ہی واقعہ پیش آیا : ہم سب مل کر دوپہر کا کھانا کھاتے تھے، میں ہر روز ان سے سرک جاتا اور علیحدگی میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد کھانے میں شریک ہوتا ، اسطرح مجھے قدرے دیر ہو جاتی، ایک دن مجھے خاصی تاخیر ہو گئی اور یہ سب کھانے سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے

Marfat.com

صرف میرے کمرے والا ساتھی موجود تھا، اس نے مذاقاً مجھ سے پوچھا: کیا تم نماز ادا کر رہے تھے؟ میں نے اسے کہا کہ تم نے آج میری بات کو کھول دیا ہے، میں نماز ہی تو ادا کر رہا تھا، اس نے کہا کیا تم مذاق کر رہے ہو؟ میں نے اسے صاف صاف بتا دیا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں ، اس نے یہ خبر دوسرے ساتھیوں تک بھی پہنچا دی، اسطرح سے ہماری دوستی کو فوراً ٹھیس لگ گئی.

اسلام سے منحرف کرنے کی کوشش

ایک دن سب فلپائنی ساتھی میرے کمرے میں جمع ہو گئے، اور مجھے غدار اور اسی قسم کے الفاظ سے منسوب کیا، پھر مجھ سے کئی سوال پوچھنے لگے، مثلاً اسلام کیا ہے اور تمہیں کیوں اچھا لگا؟ میں ان کے ہر سوال کا مدلل جواب اپنی کتابوں کے حوالے سے دیتا، اور ایک ایک صفحہ کھول کر ان کے سامنے رکھتا، میری زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کے بارے میں دوسروں سے بحث مباحثہ کر رہا تھا، ان کی پوری کوشش تھی کہ میں دوبارہ عیسائی ہو جاؤں، میں ان سے خندہ پیشانی اور تحمل سے پیش آیا، ان کے پاس میرے دلائل کا کوئی توڑ نہ تھا، بالآخر انہوں نے اپنی بائبل بند کر دی اور ایک ساتھی نے کہا: تم کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ حقیقت ہے کہ اسلام سچا مذہب ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا یا خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ کے ایک پیغمبر ہیں، اس پر انہیں بہت مایوسی ہوئی اور وہ اٹھ کر چلے گئے، اس کے بعد اس سلسلہ میں ہماری کبھی بھی بات چیت نہ ہوئی، وہ ہر وقت اکٹھے رہتے، جب کہ میں بالکل تنہا رہ گیا.

اس اکیلے پن میں مجھے ساتھی کی ضرورت محسوس ہوئی، میں نے رضوان صاحب کی تلاش شروع کر دی کیونکہ وہ نقل مکانی کر چکے تھے، کچھ کوشش کے بعد مجھے ان کا نیا گھر مل گیا، میں ان کے گھر گیا وہ حج ادا کرنے کے بعد گھر پہنچے ہی تھے، میں نے انہیں السلام علیکم کہا، وہ تعجب کرنے لگے، میں نے انہیں بتایا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، اور میں نے یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ ہم دونوں ایک کمرہ میں رہائش اختیار کریں، تاکہ ہم اسلامی طور طریقے پر زندگی بسر کر سکیں، رضوان صاحب کو یہ رائے بہت پسند آئی اور ہم دونوں نے جلد ہی ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا اور خوشی خوشی وہاں رہنے لگے، ہم دونوں نہ صرف جگری دوست تھے بلکہ دینی بھائی بھی تھے ، ہم ہر روز اکٹھے ہی تعلیم کے لئے مقامی تبلیغی مرکز جاتے اور ہر طرح سے ایک دوسرے سے تعاون کرتے.

Marfat.com

اللہ کی مزید رحمت

مقامی تبلیغی مرکز میں قرآن پاک کی تعلیم کیلئے ایک مصری ٹیچر تھے، انکا نام محمد تھا، ان کی قرآن پاک کی قراءت بہت دلکش تھی، وہ مرکز میں اعزازی طور پر خدمت انجام دے رہے تھے، دن بھر ایک ادارہ میں بطورِ خادم کام کرتے تھے جس سے اپنی دال روٹی چلاتے تھے، ایک دن میں اور رضوان انکے گھر ملنے گئے، وہ ایک تنگ و تاریک کمرہ مین مقیم تھے، ہر طرف سے بدحالی آشکارا تھی، البتہ ان کی ایک الماری میں قرآن پاک کی کئی کیسٹ جمع تھیں، ہم نے ان سے درخواست کی کہ وہ ہمارے ساتھ ہمارے کمرہ میں منتقل ہو جائیں، نہ انہیں کرایہ ادا کرنا ہوگا اور نہ ہی بجلی کا بل، ہاں ایک شرط ہے، وہ یہ کہ وہ ہمیں قرآن پڑھائیں گے، جناب محمد صاحب نے بخوشی ہماری یہ تجویز منظور کر لی، اب اللہ کی مہربانی سے وہ ہر روز فجر کی نماز کے بعد ہمیں قرآن پڑھاتے، اس طرح اللہ کی رحمت وہدایت ہم پر دن بدن بڑھتی گئی .

میرے ذاتی مشاغل

مجھے بچپن سے ہی گیتار (Gitar) اور پیانو بجانے کا شوق تھا، ان کے ساتھ خوب لے سے گاتا بھی تھا، اس وجہ سے میں گیتار اور منہ کا باجا اپنے ساتھ سعودی عرب لایا تھا، چونکہ میں موسیقی کا دلدادہ تھا اسلیئے میرے پاس موسیقی کی اعلیٰ قسم کی کیسٹ کا ذخیرہ تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے گیتار اور کیسٹ معمولی داموں فروخت کر کے ان سے نجات حاصل کی، ایک شخص نے منہ کے باجے کی طرف اشارہ کر کے اس کی قیمت پوچھی تو میں نے وہ اسے مفت دے دیا .

علاوہ ازیں میں سگریٹ پینے کا بھی عادی تھا، ایک کے بعد ایک چلتا تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے یک دم سگریٹ پینا بھی چھوڑ دیا، ایک دن کام پر ایک شخص کو سگریٹ پیتے دیکھ کر میری زبان میں لہر سی پیدا ہوئی ، لیکن میں نے صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے آج تک سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا .

قبولِ اسلام کے بعد والدین سے پہلی ملاقات

میں اپنی سالانہ چھٹیوں پر فلپائن جانے کی تیاری کر رہا تھا، رضوان صاحب نے مجھے بتایا کہ اسکی اہلیہ صاحبہ اور دو بچیاں بھی بفضل خدا مسلمان ہو چکی ہیں اور وہ منیلا میں مقیم ہیں ، اور انہوں نے مجھ سے یہ استدعا کی کہ میں ان کے گھر جا کر اہلِ خانہ کو ملوں اور حسب توفیق ان کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروں .

Marfat.com

چند دنوں کے بعد میں منیلا پہنچ گیا، میرے والدین میرے استقبال کیلئے ایئر پورٹ پر موجود تھے، ہمارے عیسائی پیشوا نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی کہ جب والدین سے ملو تو ان کے احترام کے طور پر باری باری انکا ہاتھ اپنے ماتھے پر رکھو جب میں والدین سے ایئر پورٹ پر ملا تو میں نے ایسا نہ کیا، بلکہ باری باری ان کا ماتھا چوما، دونوں قدرے حیران ہوئے، بہر حال ہم خوشی خوشی گھر پہنچ گئے.

میرے والد صاحب نے زیادہ تر ملازمت فوج میں کی تھی، اس کا اثر ان پر ابھی تک باقی ہے، ان کا چہرہ اکثر سنجیدہ ہی رہتا ہے اور بات بھی کم کرتے ہیں، اس کے برعکس میری امی جان کالج سے فارغ ہونے کے بعد بطورِ ٹیچر کام کر رہی ہیں، ان سے ہر عنوان پر بات کرنا آسان ہے، میں نے امی سے کہا کہ میں اسلام قبول کر چکا ہوں اور مجھے سور کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں ہے، اسپر میرے والدین چونک پڑے، اور کہنے لگے کہ ہم نے خاص طور پر تمہاری خاطر سؤر کی پسلیوں کا اہتمام کیا ہے، - سؤر کی بھنی ہوئی پسلیاں ہمارے ملک میں ایک بہت بڑی ضیافت سمجھی جاتی ہے - میں نے نہ صرف اس پر تکلف ضیافت کو ٹھکرا دیا، بلکہ انہیں عرض کیا کہ میں سؤر کے اجزا سے بنی ہوئی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، میرے والدین نے میری درخواست مانتے ہوئے میرے لئے حلال خوراک کا انتظام کیا.

میں رضوان صاحب کے گھر بھی گیا اور حتی المقدور انکے اہلِ خانہ کو اسلام کی تعلیم دی، چھٹیوں کے بعد سعودی عرب واپس پہنچ کر میں نے رضوان صاحب کو یہ رائے دی کہ وہ اپنی فیملی کو اسلامی سنٹر کے قرب و جوار منتقل کریں تاکہ ان کیلئے نہ صرف اسلامی تعلیم کا حصول آسان ہو جائے بلکہ وہ اسلامی ماحول میں اس پر عمل پیرا بھی ہو سکیں، رضوان صاحب نے مجھ سے اتفاق کرتے ہوئے فوراً مسجد کے قریب ہی ایک مکان کرائے پر لے لیا، اس طرح انکی اہلیہ صاحبہ اور بچیاں ہر روز اسلامی تعلیم حاصل کرتیں، یہ ان کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب تھا.

والدین کو اسلام کی دعوت

منیلا میں قیام کے دوران میں نے والدین اور رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دی، مجھے اسلامی دعوت دینے کا تجربہ نہ تھا، میں نے ان سے اسلام قبول کرنے کیلئے پرزور اصرار کیا اور میں چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد سچائی کو پہچانیں، اس لئے میرا ان سے ایک جھگڑا سا رہتا، اور گھر کے ماحول میں کشیدگی رہتی، میں چاہتا تھا کہ میری دعوت کے اثرات جلد از جلد ظاہر ہوں، لیکن کئی سالوں کے بعد مجھے یہ

Marfat.com

بات سمجھ آئی کہ میرا دعوت کا اسلوب صحیح نہ تھا ، اور اب مجھے افسوس بھی ہوتا ہے کہ اپنی ناتجربہ کاری کے باعث میں نے انہیں مشقت میں ڈالا، علاوہ ازیں اصل ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے نہ کہ داعی کے ہاتھ میں پس داعی کو پراگندہ خاطر اور ناراض نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ محبت وشفقت سے پیش آنا چاہیئے .

فلپائن کیلئے میرا دوسرا سفر

اس بار میں اور رضوان صاحب اکٹھے ہی فلپائن گئے، مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ رضوان صاحب کی فیملی اسلامی تعلیم وتربیت سے مزین ہو چکی تھی ، اور انکی بیوی اور بچیاں اسلامی حجاب کا اہتمام کرتی تھیں، ہمارے منیلا کے قیام کے دوران رضوان صاحب نے مجھے دعوت دی کہ میں انکی بڑی بیٹی کو رفیقۂ حیات بنا لوں میں نے عرض کیا کہ انشاءاللہ عنقریب جواب دوں گا .

ان دنوں میرے گھر کا ماحول بہت پراگندہ تھا ، میں گھریلو الجھنوں کے باعث بروقت رضوان صاحب کے گھر نہ پہنچ سکا، اس دوران وہ سعودی عرب کیلئے روانہ ہو گئے، چھٹیاں ختم ہونے کے بعد میں بھی سعودی عرب پہنچا، میں نے مدینہ منورہ سے رضوان صاحب کو بذریعہ فون اپنی گھریلو مشکلات کا ذکر کیا اور ساتھ ہی انہیں یہ اطلاع بھی دی کہ میں انکی بیٹی سے شادی کرنے کے لئے رضامند ہوں، لیکن تھوڑی سی مہلت چاہیئے .

عیسائی پادری سے مکالمہ

اس بار میری والدہ صاحبہ نے بہت کوشش کی کہ میں دوبارہ عیسائی مذہب اختیار کرلوں انہوں نے ایک پادری کو گھر بلایا، جس نے میرے ساتھ کافی دیر مکالمہ کیا، لیکن وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا.

میری والدہ صاحبہ نے ایک اور پادری کو گھر بلایا اور خود بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئیں تاکہ ہماری باہمی بات چیت کو سن کر بحث کا تجزیہ کرسکیں، میرے والد صاحب پودوں کو پانی دینے کے بہانے ہم سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو گئے جبکہ ان کے کان بھی ہماری طرف ہی لگے ہوئے تھے ، میں نے پادری کو ہر سوال کا جواب اپنی کتابیں کھول کھول کر دکھایا ،اس مذہبی پیشوا کے پاس کوئی ٹھوس دلیل نہ تھی، آخر میں ہمارے گھر سے جاتے ہوئے کہنے لگے کہ میں اپنے سے بڑے پادری کے ہمراہ دوبارہ جلد حاضر ہوں گا ، میں نے انہیں جواباً عرض کیا کہ مجھے اس کا بہت بے تابی سے انتظار رہے گا، لیکن میرے منیلا قیام کے دوران وہ کبھی واپس نہ آئے .

Marfat.com

پادری کے جانے کے بعد میرے والد صاحب ہمارے قریب آئے اور میری والدہ سے کہنے لگے: تمہارے بیٹے کا علم تمہارے پادری سے زیادہ ہے، میں نے زیادہ بات نہ کی تاکہ والدہ کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انسان مفید علم سے دوسروں پر حاوی ہوسکتا ہے، اور اسی وجہ سے اسلام نے نافع علم کی بے حد تلقین کی ہے۔

میری زندگی کا اہم ترین مقصد

مجھے رشتہ کی پیشکش ہوچکی تھی، لیکن میں شادی سے پہلے بنک کی نوکری کو چھوڑنا چاہتا تھا، میں نے سعودی عرب میں کئی علماء سے رائے لی، سب نے بہت اچھی تلقین کی، ان کا کہنا تھا کہ اس نوکری سے چھٹکارے کی مخلصانہ نیت کرلو، اور دوسرا کام ملنے تک نوکری نہ چھوڑو، اگر تم نے نوکری فوراً چھوڑ دی تو تمہیں اپنے ملک جانا پڑے گا۔

میں عرب نیوز میں ہر روز ملازمت کے اشتہار دیکھتا، ایک جگہ فیکس آپریٹر (Fax Operator) کی ضرورت تھی میں نے بھی انٹرویو دیا، وہ پوچھنے لگے کہ تم اچھے کام کو چھوڑ کر معمولی تنخواہ پر کیوں کام کرنا چاہتے ہو؟ میں نے جواباً کہا کہ ایک ذاتی وجہ ہے، انہوں نے کہا کہ تمہاری تعلیم اور لیاقت اس کام سے کہیں بالا و برتر ہے اس لئے ہم تجھے یہ کام نہیں دے سکتے۔

ایک اور کمپنی کو کمپیوٹر انجینیئر درکار تھے، اس کے لئے بھی تنخواہ میری موجودہ تنخواہ سے کم تھی، جب میں انٹرویو کیلئے گیا تو میں نے صاف کہہ دیا کہ میں ان سے زیادہ تنخواہ کا مطالبہ نہ کروں گا، مجھے اپنے کام میں تبدیلی کی اشد ضرورت ہے، اس فرم نے مجھے قبول کرلیا اور میں اس نئی کمپنی سے منسلک ہوگیا، اس میں اللہ کی ایسی حکمت مخفی تھی کہ مجھے دمام کی بجائے مدینہ منورہ میں کام مل گیا اور ایک نہایت مقدس اور پرسکون شہر میں زندگی گزارنے کا موقع مل گیا۔ الحمد لله۔

شادی خانہ آبادی

اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے سگریٹ پینا چھوڑ دیا تھا، فحش موسیقی سے نجات حاصل کرلی تھی، بنک کی نوکری بھی بدل لی تھی، اور میں اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی کوشش

Marfat.com

کر رہا تھا، پس اب شادی کی باری تھی، اگلے سال میں اور رضوان صاحب دوبارہ اکٹھے فلپائن گئے اور میری شادی کا پروگرام بن گیا، میں نے والدین اور دیگر رشتہ داروں پر واضح کر دیا کہ میری شادی اسلامی طریقہ سے ہوگی، وہ میری شادی میں شمولیت کیلئے رضامند ہو گئے۔

اسلامی شادی کا طریقہ بہت سادہ اور نکاح میں تقریباً پانچ منٹ لگتے ہیں، نکاح کے بعد میں نے والدین اور رشتہ داروں سے کہا کہ میری شادی کی ضروری رسم مکمل ہوگئی ہے، اس پر میری دادی صاحبہ نے زور زور سے کہنا شروع کیا کہ میں نے تو ابھی دولہا اور دلہن کو اکٹھا نہیں دیکھا، جیسا کہ عیسائیوں کی شادیوں میں رواج ہے میری والدہ نے انہیں یہ کہہ کر چپ کرا دیا کہ یہ اسلامی طریقہ کی شادی ہے۔

اب میرے والدین مجھ سے کافی تعاون کرنے لگے، مثلاً میں رمضان کے مہینہ کے چند دن بھی منیلا میں مقیم تھا تو میری والدہ صاحبہ میرے روزہ کھولنے کیلئے اچھے کھانے کا بروقت اہتمام کرتیں۔

چھٹیوں کے بعد میں مدینہ منورہ آ گیا اور کچھ عرصہ بعد میری اہلیہ بھی مدینہ منورہ آ گئیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں دو بیٹیاں عطا کی ہیں، ہم نے ان کا نام صفا اور مروہ رکھا ہے۔

ان دنوں حسبِ معمول بطورِ انجینیئر ڈیوٹی دے رہا ہوں جو کہ بہت محنت طلب اور ذمہ داری کا کام ہے، علاوہ ازیں ہفتہ میں ایک روز اعزازی طور پر مدینہ منورہ کے تبلیغی مرکز میں نئے مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کر رہا ہوں، تاکہ ان کا ایمان مزید پختہ ہوتا جائے، اور یہ کہ وہ میری کہانی سے مستفید ہو سکیں۔

میری یہ بھی کوشش ہوتی ہے کہ اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ کے چند طلبا کو کمپیوٹر کے استعمال سے روشناس کروں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس معمولی کوشش کو قبول فرما کر مجھے اور میری فیملی کو آخرت میں کامیاب و کامران کریں، آمین۔

مجھے نئے مسلمانوں، اور غیر مسلموں سے اسلام کے بارے میں انگریزی اور فلپائنی زبانوں میں تبادلۂ خیالات کا بہت شوق ہے،

میری ای میل کا پتہ یہ ہے: saleh_echon@hotmail.com

Marfat.com

ڈان فلڈ (Don Flood)

ہر سوسائٹی میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی، امریکی سوسائٹی کا طرۂ امتیاز یہ رہا ہے کہ ہر فرد اپنی مرضی سے اپنا راہِ عمل اختیار کر سکتا ہے یہاں تک کہ گھریلو زندگی میں بھی اکثر والدین بچوں کی مرضی اور طرزِ حیات میں زیادہ مخل نہیں ہوتے، بلکہ اکثر بچے مذہبی اور ذاتی امور عین اپنی مرضی سے طے کر سکتے ہیں، علاوہ ازیں گھریلو زندگی میں متضاد نظریات کے باوجود والدین اور بچے ایک دوسرے سے رواداری سے پیش آتے ہیں۔

۱۱ستمبر ۲۰۰۱ کے واقعہ سے قبل تک امریکی سوسائٹی اسی رنگ میں رنگی ہوئی تھی اور ہمارے دوست ڈان صاحب اسی سوسائٹی کی پیداوار ہیں، انہوں نے مجھے اپنی سرگزشت یوں بیان کی :-

نئی تہذیب کی جھلکیاں

میں امریکہ کے شہر ٹرینٹن، نیوجرسی (Trenton , New Jersy) میں پیدا ہوا، میرے والد صاحب ایک انجینیئر تھے، چونکہ امریکی سوسائٹی میں نقل وحرکت بہت زیادہ ہے، ان کا تقرر مختلف شہروں اور ملکوں میں ہوتا رہا، مثلاً میں نے ابتدائی تعلیم ریاست انڈیانا (Indiana) میں شروع کی لیکن ہائی اسکول کے دوران مجھے والد صاحب کے ساتھ ایک دوسرے ملک برازیل (Brazil) جانا پڑا میں والدین کے ہمراہ برازیل میں چھ ماہ رہا، مجھے وہاں ایک بالکل نئی اور انوکھی تہذیب نظر آئی، وہاں کی زبان بھی مختلف تھی، مجھے پہلی بار یہ احساس ہوا کہ امریکی طرزِ حیات کے علاوہ زندگی بسر کرنے کے اور بھی طریقے ہیں، اس سے میرے دل ودماغ میں وسعت پیدا ہوئی، میں اس نئی زبان اور تہذیب کی مٹھاس سے سرشار ہونا چاہتا تھا، اس لئے میں نے پرتگالی (Portuguese) اور ہسپانوی (Spanish) زبانیں سیکھ لیں، اِس وقت میں پرتگالی زبان تو بھول چکا ہوں البتہ ہسپانوی زبان سے ابھی بھی کام چلا لیتا ہوں۔

جب میں والدین کے ہمراہ واپس امریکہ آیا تو میں نے باقی ماندہ ہائی اسکول کی تعلیم انڈیانا ریاست میں ہی مکمل کی، اس کے بعد میں نے ٹیکساس کی یونیورسٹی (University of Texas) میں بزنس ایڈمنسٹریشن (Business Administration) میں داخلہ لے

Marfat.com

لیا، تاکہ مستقبل میں ایک اچھی نوکری حاصل کرسکوں.

میرے رجحان میں تبدیلی

ایک دن میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا لاطینی امریکہ (Latin America) کی تہذیب کے بارے میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا، اس کے مطالعہ سے مجھے محسوس ہوا کہ بزنس ایڈمنسٹریشن بہت خشک مضمون ہے، اور لاطینی امریکہ کی تہذیب بہت دلچسپ ہے، اسلئے میں کالج گیا اور بزنس ایڈمنسٹریشن کو خیرباد کہہ کر لاطینی امریکہ سے متعلقہ مضامین چن لئے، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ میرے والدین میرے ذاتی معاملات میں کسی قسم کی دخل اندازی نہ کرتے تھے، اب میں نے پبلک لائبریری سے کئی اور تہذیبوں مثلاً بدھ مت اور ہندو تہذیب سے متعلقہ کتابیں بھی حاصل کیں تا کہ دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی سوچ اور طرزِ معاشرت سے مستفید ہوسکوں.

ایک عجیب واقعہ

کالج میں میرا ایک ہندو دوست تھا، اس نے مجھے بتایا کہ آج شام ایک چرچ میں گھریلو پکا ہوا کھانا ہے، اگر میں اس کے ہمراہ اس دعوت پر جاؤں تو وہ میرا تعارف اپنے سعودی دوست سے کروائے گا، بطورِ طالبعلم ہم کسی گھریلو کھانے کی دعوت کو نظرانداز نہیں کرتے، پس ہم اس چرچ گئے، اور وہاں ایک سعودی طالبعلم سے میرا تعارف کرایا گیا، کھانا بہت لذیذ تھا اور ہم نے خوب دل بھر کر کھایا، کھانے کے اختتام پر ایک پادری صاحب کھڑے ہوئے، اور بورڈ پر لکھی ہوئی عبارت کو گا گا کر پڑھنے لگے، ہمیں بھی اپنے ساتھ ساتھ دہرانے کو کہا، اس پر ہمارا سعودی دوست ابوحسین پھرتی سے کھڑا ہوگیا اور ہمیں اس مجلس کو خیرباد کہنے کا اشارہ کیا، ہماری میزبان لڑکی نے کافی کوشش کی کہ ہم رک جائیں لیکن ابوحسین نے دوٹوک کہا: ہمارا اس مجلس سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا، پس ہم چرچ سے باہر آگئے، اس واقعہ نے ہمیں قریب تر کردیا یہاں تک کہ ہم نے باہمی طے کیا کہ ہم سب مل کر ایک مکان کرایہ پر لیں گے اور اس میں مل جل کر زندگی بسر کریں گے، چند دنوں بعد ایک ایرانی طالب علم بھی ہمارے ساتھ اس مکان میں رہنے لگا.

اس طرح مجھے کئی تہذیبوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، مجھے دوسرے ملکوں کے کھانے بہت پسند تھے، میں نے ان دوستوں سے کھانے پکانے سیکھے، اور انگلیاں چاٹ چاٹ کر کھاتا، یہاں

Marfat.com

دورانِ رہائش میری نظر سے کئی انوکھی چیزیں گزریں، مثلاً میرے ساتھی کھانا ہاتھ سے کھاتے نہ کہ چمچ سے، وہ کھانا کھانے کیلئے زمین پر بیٹھنا پسند کرتے، کھانے کی میز اور کرسیوں پر انہوں نے کبھی بھی کھانا تناول نہ کیا، علاوہ ازیں مجھے یہ سمجھ نہ آتی تھی کہ وہ غسل خانہ جاتے ہوئے پانی سے بھرا برتن کیوں ساتھ لے کر جاتے ہیں ؟ بہت بعد سمجھ آئی کہ یہ سب اسلامی طریقے ہیں .

میرا مذہب

میں اور میرے والدین عیسائی مذہب کے پروٹیسٹنٹ فرقے سے تعلق رکھتے تھے میں محض والدین کے احترام کے طور پر ان کے ساتھ چرچ جاتا تھا، میرا خیال تھا کہ چرچ سماجی سرگرمیوں کیلئے ہے، مذہب میں سب سے اہم چیز اخلاق اور کیریکٹر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں میرے خیالات بہت الجھے ہوئے تھے ، اور میں کسی سے بحث مباحثہ کی جرأت بھی نہ کرتا تھا، میرے والدین نے مجھے مذہب کی تعلیمات پر زیادہ کاربند ہونے کیلئے کبھی مجبور نہ کیا ، بلکہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا .

میں یہاں یہ اعتراف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ عیسائی مذہب کے بارے میں میری کم علمی اور کم عملی کا یہ نتیجہ ہوا کہ میرا ذہن دیگر مذاہب کیلئے متعصب نہ بن سکا ، اور میں وسعتِ قلبی سے نئے نئے تجربات کا تجزیہ کرتا رہا.

دلکش قدرتی مناظر

میں اب تک اپنی زندگی کے اہم ترین مقصد اور مستقبل میں کام کاج کے بارے میں کچھ طے نہ کر پایا اس لئے میں ایک دوست کے ہمراہ امریکہ اور کینیڈا کی سیر و سیاحت کو نکلا، تا کہ زندگی کی دوڑ دھوپ سے کنارہ کش ہوکر اپنے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کرسکوں، امریکہ کے وسیع پارک ہر جگہ موجود ہیں، ہم نے ہوٹلوں کی بجائے انہیں پارکوں میں قیام کیا، میں جہاں بھی جاتا دلکش قدرتی مناظر دل موہ لیتے ، میں نے سوچا کہ یہ رنگ دار پھول، بلند و بالا درخت اور وسیع و عریض نباتات خود بخود معرضِ وجود میں نہیں آسکتے ، یقیناً ان کا کوئی خالق ہے، میرے دل میں یہ خیال بیٹھ گیا کہ خدا ایک ہے، لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہ آتا کہ اس خالق کی کیسے عبادت کروں، اور اسکی کیسے حمد بیان کروں.

بیرون ملک کے سفر

کالج سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد میرے سب ساتھی اپنے اپنے ملکوں کو روانہ ہوگئے ، میں

Marfat.com

نے ابوحسین سے رابطہ قائم رکھا، اس نے مجھے دو ہفتوں کیلئے سعودی عرب آنے کی دعوت دی، میں نے اس سفر کی تیاری شروع کر دی، مجھے پیرس اور قاہرہ سے ہوتے ہوئے سعودی عرب پہنچنا تھا، اس سفر کے دوران کئی عجیب وغریب واقعات پیش آئے۔

مثلاً میں نیویارک میں ایک ٹیکسی کے ذریعے ٹریول ایجنٹ کے دفتر جا رہا تھا، ڈرائیور صاحب مصری تھے، انہوں نے جلدی میں اپنی سرگزشت یوں بیان کی: میرا نام طارق ہے میں یہاں حصولِ تعلیم کیلئے آیا تھا لیکن ناکام رہا، میں اپنے آپ سے بہت شرمندہ ہوں، اور اسی وجہ سے میں نے کئی سال سے والدین سے بھی رابطہ نہیں کیا، آپ چونکہ قاہرہ جا رہے ہیں، میرا یہ خط میرے گھر پہنچا دینا، ممنون ہوں گا۔

پس قاہرہ پہنچتے ہی میں ایک ٹیکسی کے ذریعے طارق کے گھر پہنچا، اور میں نے دروازے پر دستک دی، ایک بہت بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا، میں عربی زبان میں بات چیت سے قاصر تھا، میں نے خط اسکے حوالے کیا اور طارق طارق کہا، اس نے مجھے اندر آنے کی دعوت دی، اور کافی اور بسکٹ پیش کیے، اسکے دوسرے لڑکے بھی وہاں موجود تھے، اس عورت نے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: طارق، یعنی کیا تم نے طارق کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ میں نے اپنے ہاتھ آنکھوں سے مس کرتے ہوئے اور سر ہلاتے ہوئے کہا: طارق۔

اس بات چیت، مہمان نوازی اور اندرونی گھر کی جھلک نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا، میں نے اتنے قریب سے ایسی تہذیب کو کبھی پہلے نہیں دیکھا تھا۔

سعودی عرب پہنچنے پر بہت گرم جوشی سے میرا استقبال کیا گیا، میں نے زیادہ تر وقت ریاض شہر کے قریب ایک گاؤں میں گزارا، یہاں مجھے آسمان تلے کھلے میدان میں سونے کا موقع ملا، یہاں کا طرزِ معاشرت بالکل مختلف تھا، ابوحسین نے چند بکرے ذبح کئے اور پورے گاؤں کے لوگوں کو دعوت دی، مجھے ایسی عزت افزائی زندگی بھر دیکھنی نصیب نہ ہوئی تھی، ہماری ایک دوسرے سے محبت بڑھ گئی، ایک دن ابوحسین نے اونٹنی کا دودھ میرے سامنے دوہا اور یہ تازہ دودھ مجھے پینے کو پیش کیا، جب میں اس دودھ سے لطف اندوز ہو رہا تھا، ابوحسین کے والد صاحب نے مجھ سے کہا: اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تجھے دس اونٹ بطورِ تحفہ دوں گا، میں نے انہیں برجستہ جواب دیا کہ اگر آپ عیسائی بن جائیں

Marfat.com

تو میں آپ کو دس اونٹ بطورِ تحفہ پیش کروں گا، ایسے ہی نوک جھوک چلتی رہی، بہرحال میں واپس امریکہ آ گیا تاکہ اپنی ملازمت کے فرائض کو سرانجام دے سکوں.

میری پہلی نوکری

میں نے کالج سے گریجویشن کے بعد بطورِ ٹیچر کام کرنا شروع کر دیا تھا، میں ان لوگوں کو انگریزی پڑھاتا جن کی مادری زبان انگریزی نہ تھی، دراصل یہ پروجیکٹ ابوظہبی (Abu Dhabi) اور ٹیکساس یونیورسٹی امریکہ کے باہمی تعاون سے چل رہا تھا، میں پہلے چھ ماہ ابوظہبی میں قیام کرتا، اور وہاں کے شہریوں کو انگریزی کی تعلیم دیتا، پھر ان شہریوں کو چھ ماہ کیلئے امریکہ لاتا، اور ٹیکساس یونیورسٹی میں مزید تعلیم وتربیت دی جاتی، میں ابوظہبی میں چند اور امریکی اساتذہ کے ساتھ ایک ہوٹل میں مقیم تھا، اس سے مجھے عرب تہذیب سے اور زیادہ متعارف ہونے کا موقع ملا، میں اور دوسرے اساتذہ عرب تہذیب میں گھٹن محسوس کر رہے تھے، کیونکہ یہاں کی بعض اقدار ہماری امریکی قدروں سے مختلف تھیں.

میرا روزمرہ کا معمول یہ تھا کہ ہوٹل سے اسکول اور اسکول سے واپس ہوٹل پہنچ جاتا، مجھے زندگی بے کیف اور بے مزہ نظر آنے لگی مجھے لہوولعب کی زندگی کی تلاش تھی تاکہ دل مچلے اور زندگی لطف اندوز بن جائے، میں نے سوچا کہ یہ سب چیزیں امریکہ کے شہر لاس ویگاس (Las Vegas) میں میسر ہیں، پس میں نے بوریا بستر باندھا اور وہاں پہنچ گیا.

دنیاوی لذت کی تلاش

لاس ویگاس میں مجھے نوکری نہ مل سکی، میں نے اخبار میں اجنبی باشندوں کو انگریزی پڑھانے کا اشتہار دیا، شروع میں دو تین طالبعلم ملے، میں ان کو اپنے گھر کے باورچی خانے میں بورڈ آویزاں کر کے تعلیم دیتا، بتدریج طلباء کی تعداد بہت بڑھ گئی کیونکہ اس شہر میں اکثریت اجنبیوں کی ہی ہے، اس سے مجھے یہ بھی واضح ہو گیا کہ میرے لئے انگلش ٹیچر کا کام نہایت مناسب ہے.

میں نے ایک اور دوست کے تعاون سے ایک درسگاہ قائم کر لی، اور ہمارا کاروبار دن بدن ترقی کرتا گیا، اس آسودگی کی وجہ سے میں دوبارہ جوا، شراب، لڑکیوں سے دوستی اور دیگر ایسی ہی برائیوں میں ملوث ہو گیا، لیکن زیادہ وقت نہ گزرنے پایا تھا کہ میں ان خبیث حرکات سے متنفر ہو گیا، کیونکہ ان سے زندگی کو کیف ملنے کی بجائے کوفت ملتی تھی، ایک بار پھر مجھے اپنی زندگی کی روش بدلنے کی

Marfat.com

اشد ضرورت پیش آئی ، میں نے ابو حسین کو اپنی درخواست بھیجی تا کہ وہ مجھے سعودی عرب میں کام دلوا سکے ،خوش قسمتی سے مجھے سعودی عرب کے ایک شہر جبیل (Jubail) میں انگریزی زبان کے مدرّس کے طور پر ملازمت مل گئی ،اور میں جلد ہی سعودی عرب پہنچ گیا .

توبہ کی طرف سفر

ایک دن میں فلسفے کی ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا ، اس میں لکھا تھا کہ انسان کو مخلصانہ توبہ کرنی چاہیئے ، میں نے زندگی مین کبھی توبہ نہیں کی تھی ، اس موقع پر میں ان سب افراد کے بارے میں سوچنے لگا جن پر میں نے کسی نہ کسی طرح ظلم کیا تھا ، اور اسی طرح بارہا اپنی ذات پر بھی ظلم کیا تھا ، یعنی میں نے اپنی حرص وہوا اور ذاتی مفاد کو ترجیح دی تھی اور دوسروں کی عصمت اور حقوق کو پامال کیا تھا ، میرے دل نے آواز دی کہ میرے لئے توبہ کرنا واجب ہے ، پس میں نے اس دن صدقِ دل سے توبہ کی .

کافی عرصہ بعد مجھے یہ احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ مخلصانہ توبہ ضرور قبول فرماتے ہیں ، میری توبہ قبول ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایسے حالات پیدا کئے اور ایسے ایسے لوگوں سے رابطہ قائم ہوا جو مجھے ہدایت حاصل کرنے میں بے حد مددگار ثابت ہوئے ، ایسے چند واقعات کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا .

غیر مسلم کا مسجد میں داخلہ

ایک بار ابو حسین نے مجھے چند دوستوں کے ہمراہ کھانے کی دعوت دی ، یہ نماز کا وقت تھا ، ہم سب مل کر مسجد چل دیئے ، مجھے یہ ہدایت کی گئی کہ تم ہماری طرح وضو کرو اور پھر ہماری ہی طرح نماز ادا کر سکتے ہو ، میں نماز کے دوران ان کو آنکھ کے ایک کونے سے دیکھتا رہا اور ان کی اتباع کرتا رہا ، نماز کے بعد میں اپنی جگہ منجمد ہو کر بیٹھ گیا اور انتظار میں تھا کہ اب کیا کرنا ہے؟ میرے دوستوں نے مجھے کہا کہ باجماعت نماز کے بعد میں مسجد کے باہر ان کا انتظار کر سکتا ہوں تا کہ مجھے پہلی بار زیادہ مشکل سے دو چار نہ ہونا پڑے ، اس روز مجھے یہ احساس ہوا کہ ایک غیر مسلم بھی مسجد میں داخل ہو سکتا ہے .

اسی طرح ایک بار پھر ایسا ہی معاملہ ہوا ، میں ابو حسین کے گھر تھا ، سب دوست مل کر گھر میں ہی نماز ادا کرنے والے تھے ، انہوں نے مجھے رائے دی کہ میں بھی ان کے ساتھ نماز ادا کروں ، نماز کے دوران اللہ سے استغفار کروں ،اور پھر ہدایت کی دعا مانگوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کروں ،

Marfat.com

اس نماز کے بعد مجھے بے حد ذہنی سکون ملا، مجھے ایسا سکون زندگی بھر نصیب نہ ہوا تھا، اس لئے میں ایسے مواقع کی تلاش میں رہتا کہ بحیثیت غیر مسلم ان مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کرسکوں اور بار بار ویسی کیفیت پیدا کرسکوں۔

مجھے اسلام کی مٹھاس تو مل چکی تھی، لیکن میں ابھی دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کیلئے تیار نہ تھا، اس کی کئی وجوہات تھیں، مجھے یہ فکر لاحق تھی کہ میں پرانے دوستوں اور اپنے کنبہ سے کٹ جاؤں گا، اسکے علاوہ شراب نوشی، منشیات، جوا بازی اور لڑکیوں سے دوستی کو یک دم خیر باد کہنا ناممکن سا لگ رہا تھا، دائرۂ اسلام میں داخل ہونے پر مجھے پورا طرزِ معاشرت بدلنا پڑتا تھا، میں ذہنی طور پر اس کے لئے ابھی تیار نہ تھا۔

اسی شہر میں میرا ایک امریکی مسلم دوست بطورِ انجینئر کام کررہا تھا، اس کا نام علی بشیر تھا، ایک دن میں ابوحسین کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرنے کی غرض سے مسجد گیا، وہاں علی بشیر سے ملاقات ہوئی، میں نے علی بشیر سے کہا کہ میں دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بالکل قریب ہوں، یوں سمجھ لیں کہ میں ایک جنگلے پر بیٹھا ہوں، اگر کوئی مجھے معمولی سا دھکہ دے تو میں اسلام میں داخل ہوجاؤں گا، علی بشیر نے اس مقصد کیلئے مجھے ایک ویڈیو دی، تاکہ میں اس سے مستفید ہوسکوں۔

ایک اہم پکنک

جبیل کے مسلمان شہریوں نے ایک پکنک کا انتظام کیا اس میں ہم چھ غیر مسلم بھی مدعو تھے، ہم نے دن بھر مختلف کھیلوں میں حصہ لیا، پھر مل جل کر کھانا کھایا، آخر میں ایک مختصر تقریر سنی، میں یہ سن کر دنگ رہ گیا کہ مسلمان سب پیغمبروں اور سب الہامی کتابوں کو مانتے ہیں اور یہ ان کے ایمان کا اہم جزو ہے، مجھے کچھ لٹریچر بھی دیا گیا جس میں مختلف مذاہب کا موازنہ درج تھا، ان میں سے ایک کتابچہ بہت ہی دلچسپ تھا، اس میں ایک مسلمان اور عیسائی کے درمیان بحث مباحثہ درج تھا، اس لٹریچر کے پڑھنے کے بعد میرا ایک خدا پر یقین اور بڑھ گیا، لیکن میری سمجھ سے بالا تھا کہ اسکی عبادت کیسے کروں اور یہ کہ خدا مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ علاوہ ازیں مجھے یہ بھی واضح نہیں تھا کہ مجھے کس رنگ ڈھنگ سے زندگی گزارنی چاہیئے؟

دلچسپ ویڈیو

ابوحسین صاحب اکثر گھر میں دعوت کا اہتمام کرتے، اس بار بہت بڑا گروپ تھا، حسب معمول

Marfat.com

ہم نے کھانا کھایا، کھانے کے بعد سب نوجوان آپس میں عربی زبان میں باتوں میں مشغول ہو گئے، وہاں میں اکیلا ایک بدھو کی طرح بیٹھا تھا اس دوران مجھے اس کمرے میں ایک ٹیلی وژن اور وی سی آر نظر آیا، میں اپنی کار سے علی بشیر کی عطا کردہ ویڈیو لے آیا اور اسے دیکھنا شروع کیا، وہ انگریزی زبان میں تھی مہمانوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی، میں ویڈیو دیکھنے میں ہمہ تن مشغول رہا۔ اس ویڈیو کا عنوان تھا :

'' تمہاری زندگی کا کیا مقصد ہے، تم اسلام کے بارے میں کیا جانتے ہو ؟ ''

جب میں نے یہ عنوان دیکھا تو فی الفور سوچنے لگا کہ آخر میری زندگی کا کیا مقصد ہے؟ مجھے افسوس کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اکثر لوگوں کی طرح میں بھی اپنی زندگی کے اصل مقصد سے بے بہرہ تھا۔

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ ویڈیو ایک امریکی مسلمان جناب خالد یاسین صاحب کا لیکچر تھا جو انہوں نے 1990ء میں جدہ کے تبلیغی مرکز میں دیا تھا۔

اس ویڈیو سے مجھے تین اہم نکات سمجھ میں آئے:

۱ - زندگی کا مقصد اسلام ہونا چاہیئے، یعنی خالقِ حقیقی کی دل وجان سے اطاعت، یہ جواب نہ صرف فصیح و بلیغ تھا، بلکہ پورا مفہوم ایک لفظ اسلام سے ادا ہو جاتا تھا، گویا دریا ایک کوزے میں بند کر دیا گیا ہے، اور اتنے مشکل سوال کے جواب کیلئے کئی کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲ - لفظِ اسلام کا ذکر قرآن پاک میں ہے، باقی ماندہ مذاہب کے نام کا ذکر ان کی کتابوں میں مذکور نہیں۔

۳ - اس ویڈیو میں نہایت سادہ مثالوں سے رہبری کی گئی ہے، مثلاً خالد یاسین صاحب یہ کہہ رہے تھے کہ اگر تم عیسائی ہو اور اب اسلام قبول کرنا چاہتے ہو تو یہ ایسے ہی ہے جیسے اگر تمہارے پاس ایک قیمتی سوٹ ہو اور وہ تمہارے جسم پر ٹھیک نہ بیٹھتا ہو تو اسے خوامخواہ پھینک نہیں دیتے، بلکہ اس میں کچھ تبدیلیاں کر کے قابلِ استعمال بنا لیتے ہیں، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیئے کہ تمہیں بچپن کے سب عقائد کو یک دم خیر باد نہیں کہنا چاہیئے، بلکہ ان میں ضروری تبدیلیاں کرنے کے بعد اسلامی زندگی میں بھی استعمال کر سکتے ہو۔

ویڈیو کا مشاہدہ کرنے کے بعد

ویڈیو کا مشاہدہ کرنے کے بعد میرا دل واشگاف ہوا، اور دل کے اوپر کا پردہ بھی ہٹ گیا، مجھ پر

Marfat.com

حقیقت آشکارا ہوگئی اور میں نے سچائی کو دل و دماغ سے جان اور پہچان لیا، مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے گناہوں کا انبار میرے جسم سے خارج ہو رہا ہے، اور کسی چیز کی طرح ہوا میں دور اڑتا چلا جا رہا ہے، خصوصاً میرے کندھوں کے گرد سے بوجھ بالکل ہٹ گیا اور مجھے اپنا جسم اتنا ہلکا لگنے لگا گویا میں چھت کی طرف اڑ رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَّهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلإِسْلَامِ ﴾ (الأنعام : ۱۲۵)

(پس اللہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے).

قبولِ اسلام کیلئے بے قراری

اب میرا دل اسلام کی نعمت سے محروم رہنے کیلئے ایک لحہ کیلئے بھی تیار نہ تھا، میں نے ابوحسین صاحب کو اپنی طرف بلایا اور انہیں اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے آیا، میں نے ان سے بیقراری سے دوٹوک کہا کہ میں ابھی اور اسی وقت اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ مجھے فی الحال اسلام کے بارے میں مزید مطالعہ کرنا چاہیئے ، لیکن میں نے اصرار کیا کہ میں اب بغیر کسی تاخیر کے ابھی اپنے دل کو نورِ اسلام سے منوّر کرنا چاہتا ہوں، میری اس بے قراری اور اصرار پر ابوحسین صاحب مجھے ایک دوسرے کمرے میں لے گئے، اور میں نے سکون سے وہاں کلمہ شہادت پڑھا. والحمد لله علی ذلک .

اب ابوحسین صاحب نے پورے گروپ میں میرے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا، لوگ حیران رہ گئے اور خوشی سے باری باری بغل گیر ہو گئے، مجھے یہ ہدایت کی گئی کہ گھر جا کر غسل کروں اور پھر نمازیں ادا کرنا شروع کر دوں، بفضلِ خدا میں نے اگلے روز صبح سے نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں، اور سجدوں میں سرور آنے لگا .

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے   ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

مسلم نام

میں دو دن بعد جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کیلئے گیا، ابوحسین صاحب نے مجھے یہ رائے دی کہ یہاں سب نمازیوں کے سامنے دوبارہ کلمہ پڑھوں، میں نے اس رائے سے اتفاق کیا، ابوحسین صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ تم کونسا مسلم نام پسند کرتے ہو تاکہ امام صاحب اس مسلم نام سے تمہارا تعارف کروا سکیں، میں نے جواباً عرض کیا کہ فی الحال مجھے کوئی نام یاد نہیں آ رہا، امام صاحب میرے امریکی

Marfat.com

نام سے ہی تعارف کروادیں تو بہتر ہے ، اسکے بعد ابوحسین صاحب میرے قریب بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گئے، اچانک انہوں نے اپنی کہنی سے میرے جسم کو چھوا اور کہنے لگے کیا تجھے یحییٰ نام پسند ہے ؟ میں نے پوچھا یحییٰ کا کیا مطلب ہے؟انہوں نے کہا: John the Baptist یعنی یحییٰ علیہ السلام ، میں نے کہا کہ میں John the Baptist کو اپنے پرانے مذہب سے بھی پہچانتا ہوں، ابوحسین صاحب نے کہا کہ اس کے دوسرے معنی نئی زندگی کے بھی ہیں، میں نے کہا کہ یہ میری ایک نئی زندگی ہے، اس لحاظ سے بھی یہ نام مناسب ہے اس طرح میں نے تعارف سے پہلے ہی یحییٰ نام پسند کرلیا، اور امام صاحب نے جمعہ کی نماز کے بعد میرا اسی نام سے تعارف کروایا .

تقریباً چارسو لوگوں کے سامنے کلمہ پڑھنے کے بعد سب افراد بے حد خوشی اور پیار سے مجھ سے بغل گیر ہوئے، بعض لوگ باری باری گلے ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ تم نے اپنی زندگی میں یہ سب سے اچھا فیصلہ کیا ہے، مجھے تعجب ہوا کہ ہر شخص انفرادی طور پر گلے ملے بغیر مسجد سے نہیں جانا چاہتا تھا، اس محبت اور اخلاص سے میرا اسلامی جذبہ اور حوصلہ بہت بلند ہو گیا .

اسلامی تعلیم وتربیت

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ میں ایک اسلامی ملک میں مقیم تھا، اس لئے اسلامی تعلیم وتربیت حاصل کرنا بہت آسان تھا، میں نے چند اجنبی ممالک کے مسلمانوں کے ہمراہ ہفتہ میں کم ازکم ایک دن تعلیم کے لئے مقرر کیا، یہ سلسلہ چار سال تک جاری رہا، میں نے عربی، حفظِ قرآن اور فقہ وغیرہ سیکھ لئے ، یہاں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ میں نے 1984ء کے سعودی سفر سے پہلے ہی ایک کتاب سے خود بخود عربی حروف پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیا تھا، اسی وجہ سے میں نے قرآن پاک کی تلاوت کرنی بہت جلد سیکھ لی ، قرآن پاک کی زبان عربی ہے، میرے خیال میں ہر مسلمان کیلئے عربی سیکھنا اور سمجھنا نہایت اہم ہے .

چند سال کے بعد جب میں مدینہ منورہ منتقل ہوا تو یہاں کے روحانی ماحول نے میرے دل کو اور بھی پاک کردیا، الحمد لله .

شادی خانہ آبادی

اسلام کی تعلیمات کے مطابق شادی کرنا ضروری ہے، میں نے سوچا کہ میں اپنے بچوں کو سب

Marfat.com

سے قیمتی تحفہ یہ دوں گا کہ عربی زبان ان کی مادری زبان ہو، اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ میں کسی عربی نسل کی لڑکی سے شادی کروں، اس سوچ کے تحت میں نے ایک شامی لڑکی سے شادی کی اور اللہ کے فضل سے ہمارے بچوں کو عربی زبان پر خوب عبور ہے.

چھٹیوں کے دوران میں امریکہ گیا، میرے دوست میرا مذاق اڑانے لگے اور بار بار کہتے کہ تم اس عورت سے کیسے شادی کر سکتے ہو جسے تم ذاتی طور پر پوری طرح سے نہیں جانتے ہو؟ میں نے انہیں وضاحت کے طور پر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں میاں بیوی کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین کر دیا ہے، اور دونوں کا کردار بھی مخصوص ہے، یہ سب خالق مطلق کے قوانین ہیں جو کہ انسان کے بنائے ہوئے تمام قوانین سے بدر جہا بہتر وافضل ہیں، اگر ہم ان قوانین کی خلوصِ نیت سے پیروی کریں تو میاں بیوی کے تعلقات میں ذرا بھی آنچ نہیں آتی، بلکہ ایک مثالی اور پرسکون زندگی نصیب ہوتی ہے، انہوں نے میری بات سن کر قہقہہ لگایا، میں نے امریکی دوستوں پر ان سے بھی بڑھ کر قہقہہ لگایا اور یہ کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے کئی لڑکیوں سے دوستی لگاتے ہو، تمہارا یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے تم کار خریدنے سے پہلے اسے ٹیسٹ ڈرائیو (Test Drive) کرتے ہو، یہ سن کر وہ لاجواب ہو گئے.

والدین کا ردِّعمل

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر سن کر میرے والدین کو کافی کوفت ہوئی، لیکن وہ بتدریج قدرے رواداری سے کام لینے لگے، اور کہنے لگے کہ اگر تم اس سے خوش ہو تو ہم بھی تمہاری خوشی میں شریک ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اکثر امریکی والدین بچوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، اور متضاد خیالات کے باوجود ایک دوسرے سے رواداری سے پیش آتے ہیں.

ایک بار میری بہن نے مجھے امریکہ سے سعودی عرب فون کیا اور یہ اطلاع دی کہ میری والدہ صاحبہ بہت بیمار ہیں، میں اور میری اہلیہ فی الفور امریکہ پہنچے، میں اور میری اہلیہ حسبِ استطاعت ان کی عیادت وخدمت کرتے رہے، وہ میری اہلیہ کی مخلصانہ خدمات سے بہت متأثر ہوئیں.

ایک دن میں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا: کیا آپ کا ایک خدا پر یقین ہے، وہ کہنے لگیں: ہاں، تو میں نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ عربی میں دہرائیں، یعنی انہیں کلمہ پڑھنے کو کہا، میری والدہ صاحبہ نے اسے میرے ساتھ تین بار دہرایا، پھر میں نے یہ کلمہ انگریزی میں دہرایا یعنی اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی بھی قابلِ عبادت نہیں.

Marfat.com

پھر ایک دن میں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا: کیا آپ کا خدا کے پیغمبروں یعنی آدم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اور محمد (ﷺ) پر ایمان ہے؟ کہنے لگیں: ہاں، تو میں نے ان سے درخواست کی کہ ایسی صورت میں آپ میرے ساتھ یہ الفاظ عربی میں دہرائیں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، پھر ہم نے یہی کلمہ انگریزی زبان میں بھی دہرایا، مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ انہوں نے یہ کلمہ بھی کم ازکم دوبار دہرایا، والحمد لله.

ایک غیر معمولی مشاہدہ

ایک دن میری والدہ صاحبہ مجھ سے کہنے لگیں کہ تمہارے ماتھے سے روشنی کی بہت شعائیں نکل رہی ہیں، میں نے انہیں وضاحت کی کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرنے کے باعث ہے، اور یہی روشنی قیامت کے دن پل صراط پر ہماری راہنمائی کرے گی، میری والدہ صاحبہ کے اس مشاہدہ کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الحدید میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن مومن مردوں اور مومن عورتوں کے سامنے اور دائیں طرف روشنی ٹھاٹھیں مار رہی ہوگی، جو کہ انہیں جنت کی خوشخبری دے رہی ہوگی، وہ جنت جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، یہ واقعی ایک بہت بڑی کامیابی ہے.

میری والدہ صاحبہ اسلام قبول کرنے کے تقریباً پانچ دن بعد اس دنیا سے رحلت فرما گئیں، میں اللہ تعالیٰ کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے میری والدہ صاحبہ کو انکے دنیا میں آخری ایام کے دوران ہدایت سے سرفراز فرمایا، اور انکے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے.

یہاں یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ میری والدہ صاحبہ اپنی زندگی میں دل کھول کر خیرات کرتیں، اور دوسروں کی ضروریات کو ذاتی ضروریات پر ترجیح دیتیں، علاوہ ازیں وہ رشتہ داروں کو بہت تحفے تحائف بھی پیش کرتیں، مثلاً میری بیوی اور بچوں کو کئی بار قیمتی تحفے امریکہ سے سعودی عرب بھجوائے، غالباً ان کی یہ قربانیاں غریب و بے کس کی مدد اور صلہ رحمی ان کے کام آ گئی.

میرے باقی رشتہ دار اپنی طرزِ حیات کو نہیں بدلنا چاہتے اور وہ پرانے انداز میں ہی زندگی بسر کر رہے ہیں، ہم پھر بھی ایک دوسرے کو مروّت اور احترام سے ملتے ہیں.

اس وقت پروفیسر یحییٰ صاحب سعودی عرب کی ایک معروف یونیورسٹی میں انگریزی کی تعلیم کیلئے مأمور ہیں، انہوں نے مختلف مذاہب کے موازنے پر ایک بہت اعلیٰ کتابچہ شائع کیا ہے، جس کا نام ہے:

Marfat.com

The Best Way to Live and Die

(یعنی) جینے اور مرنے کا بہترین طریقہ

یہ کتابچہ وامی WAMY (World Assembly of Muslim Youth) سعودی عرب سے مفت ملتا ہے، ان کی خواہش ہے کہ ایسی ہی اور کتابیں شائع کریں تا کہ لوگ ان کی سوچ اور تجربہ سے مستفید ہوسکیں۔

وہ مدینہ منورہ کے تبلیغی مرکز میں اعزازی طور پر کام کر رہے ہیں تا کہ نئے مسلمانوں کے ایمان کو فروغ دیں، اور ان کے دلوں کو تقویت ایمانی سے سیراب کریں، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائیں اور انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائیں، آمین۔

پروفیسر یحییٰ صاحب کو غیر مسلم لوگوں سے انگریزی زبان میں بات چیت کرنا بہت مرغوب ہے، ان کا ای میل اڈریس حسبِ ذیل ہے:

dflood 58_2000@yahoo.com

اہم یاددہانی

واضح ہو کہ بغیر صحیح وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا بطورِ خاص وضو کے دوران مندرجہ ذیل امور کی احتیاط فرماویں۔

۱۔ کہنیاں خشک نہ رہیں۔ ۲۔ ٹخنے خشک نہ رہیں۔

نماز کے دوران مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں:

۱۔ امام صاحب کی کسی حرکت سے پہلے آپ وہ حرکت نہ کریں۔
۲۔ رکوع کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہوں۔
۳۔ دوسجدوں کے درمیان ٹھیک طرح سے بیٹھیں۔
۴۔ سجدے کے دوران پاؤں زمین پر جمے رہیں۔
۵۔ سجدے کے دوران ناک کو بھی زمین سے لگائے رکھیں۔
۶۔ سجدے کے دوران کہنیاں زمین سے بلند رکھنی چاہییں۔ (مسلم)۔
۷۔ دوڑ کر جماعت میں شامل نہ ہوں بلکہ طبعی چال سے چل کر شامل ہوں۔

Marfat.com

ابراہیم سلیمان (Ibrahim Suleiman)

ہر مذہب کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں پر اپنی سچائی اور فوقیت ثابت کرے، ایسی سرگرمیاں دنیا کے کئی ممالک میں جاری ہیں، ایک مذہب کو خیر باد کہہ کر دوسرے مذہب سے منسلک ہونا ہر فرد کیلئے ایک نہایت اہم فیصلہ ہوتا ہے، اکثر اوقات والدین کا ذاتی فیصلہ ان کی آنے والی کئی نسلوں پر اثر انداز ہوتا ہے، بچے اپنے آباء واجداد کے مذہب پر قائم رہنا اپنے آباء واجداد کی تعظیم کا ایک اہم جزو سمجھتے ہیں، معاشرتی اور تہذیبی بندھنوں کو توڑنا سراسر گستاخی اور ناخلفی تصور کیا جاتا ہے، ایسی مشکلات کے باعث بہت ذہین اور صاحبِ کمال لوگ بھی وسعتِ قلبی سے اپنے مذہب کا دوسرے مذاہب سے موازنہ کرنے کی جرأت نہیں کرتے، بلکہ دوسرے مذاہب کے بارے میں ایک شدید تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں گو ظاہری طور پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ہر طرح کے تعصب سے پاک ہیں، درحقیقت وہ اپنے ضمیر کی آواز کو بھی جھٹلا کر معاشرتی اور تہذیبی قیود میں جکڑے رہتے ہیں.

لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو تعصب سے بالاتر ہو کر صدقِ دل سے سچائی کی تلاش پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں، خالقِ مطلق کا یہ طریقہ ہے کہ ان لوگوں کو ضرور حق سے آشنا فرما دیتے ہیں، اور اس کے ساتھ انکے لئے اللہ کی رحمت کے نئے نئے دروازے بھی کھلتے جاتے ہیں، ابراہیم صاحب کی مختصر کہانی اس کی وضاحت کیلئے ایک مناسب مثال ہے، انہوں نے اپنی کہانی مجھے کچھ یوں بیان کی :-

میں نائجیریا میں پیدا ہوا اور وہیں نشو ونما پائی، میرے دادا مسلمان تھے اور ان کا نام سلیمان تھا، ان کے تین بیٹے تھے، ان میں سے ایک نے دس سال کی عمر میں عیسائی پادریوں کی دعوت پر عیسائی مذہب اختیار کر لیا، جب وہ بڑا ہوا تو اس نے ایک مسلمان لڑکی سے شادی کی اور اسے بھی عیسائی بنا لیا، اسکے چھ لڑکے اور ایک لڑکی تھی، میں ان میں سب سے چھوٹا تھا، میری والدہ میری پیدائش کے تقریباً ایک ہفتہ بعد فوت ہو گئیں، ہم سب بہن بھائی والدین کی طرح عیسائی مذہب پر کاربند تھے حالانکہ ہم ایک مسلمان محلہ میں مقیم تھے، میرے والدین کینو (Kano) کے ایک ہائی اسکول میں کام کرتے تھے، میرے والد صاحب سکول لائبریری سے منسلک تھے جبکہ میری والدہ اسکول کے عملہ اور طلباء کے لئے کھانا پکوانے کی انچارج تھیں، میں نے بھی اسی اسکول میں تعلیم حاصل کی.

Marfat.com

میرے دادا جان نے ہم سب کے مسلم نام رکھے تھے، میرا نام ابراہیم تھا، اس کے علاوہ ہمارے قبائلی نام بھی تھے، لوگ ہمیں قبائلی ناموں سے ہی پکارتے تھے، جب کبھی میرے دادا جان ہمارے گھر تشریف لاتے تو میرے والد صاحب یہ ظاہر کرتے کہ وہ مسلمان ہیں گو اسلامی تعلیمات پر کاربند نہیں ہیں، اسی طرح سے زندگی گزرتی رہی۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے: والدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اوران کی تعظیم کیلئے ہم سب بہن بھائی عیسائی مذہب پر کار بند تھے اوراس روش سے سرمو انحراف کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے، میرے بڑے بھائیوں اور بہن نے عیسائی گھروں میں ہی شادی کی، ان میں سے ایک بڑے بھائی نے چاہا کہ ایک مسلمان لڑکی سے شادی کرے، اسے یہ بتایا گیا کہ ایک مسلمان لڑکی کو غیر مسلم سے شادی کی اجازت نہیں، اسلئے میرے اس بھائی نے مجبوراً اسلام قبول کرلیا، حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف نام کا مسلمان ہے، اوراس نے اپنے کسی رشتہ دار کو کبھی اسلام کی دعوت بھی نہیں دی۔

جب میں ہائی اسکول کا طالبعلم تھا تو ہمارے شہر میں ایک سعودی کانفرنس منعقد ہوئی، میرے والد صاحب نے مجھے وہاں کام دلوا دیا، میری ڈیوٹی تھی کہ کانفرنس کے دوران ان کی ہر طرح سے خدمت کروں، میں عربی زبان سے واقف نہیں تھا، اس لئے کانفرنس کے دوران مجھے ان کی بات چیت بالکل سمجھ میں نہ آتی تھی، ایک مقامی شیخ ترجمہ کر کے مجھے کام کاج کی ہدایات دیتے اور میں خوب تندہی سے ان کی خدمت بجالاتا۔

یہ سعودی گروپ ہرسال کینو (Kano) شہر میں کانفرنس منعقد کرتا، اگلے سال بھی میں ان کا خدمتگار مقرر ہوا، حسبِ معمول میں نے انکی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور ہم باہمی طور پر ایک دوسرے کو قدر کی نظر سے دیکھنے لگے۔

اس دوران اس گروپ کے مقامی ممبر شیخ فہد صاحب نے مجھ سے پوچھا: کیا تم مسلمان ہو؟ میں نے انہیں بتایا کہ میں تو عیسائی ہوں، انہوں نے مختصر طور پر مجھے اسلامی عقائد سے آگاہ کیا، مجھے یہ عقائد اچھے لگے، وہ پوچھنے لگے کہ کیا تم مسلمان ہونا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں پہلے اپنے والد صاحب سے اجازت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، میرے والد صاحب ٹھنڈے دل کے مالک ہیں، میں نے ان سے ذکر کیا تو وہ مجھ سے غصے اور ناراض وغیرہ نہ ہوئے، بلکہ انہوں نے شفقت سے کہا

Marfat.com

کہ اگر تجھے اسلامی عقائد پسند ہیں تو مسلمان ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں، پس اگلے روز بفضلِ خدا میں نے شیخ فہد صاحب کے ذریعے اسلام قبول کرلیا۔

ہمارے محلے کے عیسائی لوگوں نے بہت طوفان برپا کردیا، انہوں نے میرے والد صاحب پر بہت دباؤ ڈالا کہ مجھے اسلام قبول کرنے کی اجازت نہ دیں، اور انہوں نے میرے والد صاحب سے طرح طرح کے سوال کیے، مثلاً کیا میں نے اس لئے اسلام قبول کیا ہے کہ سعودی لوگ سفید فام ہیں؟ کیا انہوں نے مجھے پیسے دیئے ہیں؟ کیا وہ مجھے سعودی عرب لے جانا چاہتے ہیں؟ میرے والد صاحب نے ان سے کہا کہ آپ لوگوں کے سب الزامات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، اسکے علاوہ میں اپنے بیٹے کو مسلمان ہونے سے کیسے روک سکتا ہوں، جبکہ اس کا دادا بھی مسلمان تھا۔

شیخ فہد صاحب نے مجھے ہدایت کی کہ اسلام پر کاربند ہونے کیلئے اسلامی تعلیم و تربیت ازحد ضروری ہے، اسلئے میں نے فی الفور مقامی اسلامک سنٹر میں تعلیم حاصل کرنی شروع کردی، یہ میری خوش قسمتی تھی کہ ہمارے پڑوس میں مسز عبدالکریم مقیم تھیں، انہوں نے اسلامیات میں پی-ایچ-ڈی کررکھی ہے، اور اب وہ ایک مقامی اسکول میں ٹیچر ہیں، انہوں نے اپنے بچوں کی قرآن کی قراءت کیلئے ایک معلم کا انتظام کررکھا تھا جو کہ اس مقصد کیلئے ہر روز ان کے گھر تشریف لاتے، مسز عبدالکریم نے مجھے بھی اس گروپ میں شامل کرلیا، اس طرح میری قراءت بھی اچھی ہوگئی۔

اگلے سال سعودی کانفرنس پھر منعقد ہوئی، وہ سب مندوبین میری اسلامی تعلیم و تربیت سے بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے رحمت کے اور دروازے کھول دیئے، سعودی مندوبین نے مجھے اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ میں داخلہ دلوا دیا، میں اس یونیورسٹی میں تین سال سے عربی زبان سیکھ رہا ہوں، اگلے سال اس یونیورسٹی کے ڈگری کے کورس میں شامل ہو جاؤں گا اور چار سال کی مزید تعلیم کے بعد انشاء اللہ یہاں سے فارغ التحصیل ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرا ایمان بہت پختہ ہوگیا ہے، اور اسلامی طرزِ حیات مجھے دل و جان سے محبوب ہے۔

میرے والد صاحب نے میری والدہ کی وفات کے بعد دوبارہ شادی کی، اور ان کے مزید پانچ بچے ہوگئے، یہ سب بچے بھی والدین کی طرح ہی عیسائی ہیں۔

اس سال میں گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران نائجیریا گیا، میں نے اپنے حقیقی اور سوتیلے

Marfat.com

بھائیوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا، کیونکہ ہمارا یہ فرض ہے کہ اللہ کے حکم اور سب پیغمبروں کی سنت کے مطابق سب سے پہلے گھر والوں کو دعوت دی جائے، اور انکی اصلاح کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میرے ایک بڑے بھائی صاحب نے خلوصِ دل سے اسلام قبول کرلیا ہے اور وہ مقامی اسلامک سنٹر میں روزانہ تعلیم وتربیت حاصل کرتے ہیں، اسی طرح میرے دس سالہ سوتیلے بھائی نے بھی اسلام قبول کرلیا ہے اور وہ میرے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہرروز مسز عبدالکریم کے گھر تعلیم کیلئے جاتا ہے، میرے دل سے مسز عبدالکریم کیلئے بار بار دعا نکلتی ہے، کیونکہ وہ اپنے محلے کے بچوں کو اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور کررہی ہیں۔

میری خواہش ہے کہ مدینہ منورہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کے سلسلہ کو جاری رکھوں، تاکہ ایک اچھے داعی کے طور پر اسلام کی خدمت کرسکوں۔ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری وساطت سے میرے بھائیوں کو ہدایت سے سرفراز کیا، میں امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ مستقبل میں بھی اور لوگوں کو راہِ ہدایت سے آشنا کرتا رہوں گا۔

میری کہانی کوئی اتفاقی معاملہ نہیں، عیسائی سرگرمیوں نے نائجیریا اور افریقہ کے دوسرے ممالک میں کئی گھروں کو اسلام سے منحرف کردیا ہے، اور ایک ہی گھر کے افراد کو کئی گروہوں میں بانٹ دیا ہے، ان کی اس کامیابی کا سہرا ان کی ٹھوس تنظیموں کے سر ہے، یہ تنظیمیں پیسے سے مالا مال ہیں، یہ اپنے داعی اور نئے عیسائی کی بھرپور مالی اعانت کرتے ہیں، ان کے لٹریچر کی طباعت بھی اعلیٰ معیار کی ہوتی ہے، ان کے کارکن اس لٹریچر کو لے کر ایک ایک گھر پہنچتے ہیں، اور اس کام میں بہت فخر محسوس کرتے ہیں۔

یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ تسلیم کرنا پڑتی ہے کہ مسلمانوں کے پاس نہ تو ایسا لٹریچر ہے اور نہ ہی کارکن، اگر کوئی کارکن دل وجان سے کام کرنا بھی چاہے تو محلے کے لوگ مالی طور پر اس مذہبی راہنما کی بنیادی ضروریات تک پوری نہیں کرپاتے، پس وہ پست حوصلہ ہوکر تبلیغ کا کام سرانجام نہیں دے پاتا، اس طرح سے کئی اہلِ علم کی صلاحیتیں ضائع ہوجاتی ہیں، جوکہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔

مذکورہ خیالات کوئی نئے انکشافات نہیں ہیں، بلکہ اکثر لوگ ان حقائق سے باخبر ہیں، میں صرف مالدار ومخیّر مسلمانوں کی یاد دہانی کیلئے عرض کررہا ہوں، تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کے فروغ کیلئے افریقی ممالک کی مدد کریں، اور دعاگو ہوں کہ: اللہ تعالیٰ انہیں جلد سے جلد اس کارِ خیر کی توفیق بخشیں آمین۔

Marfat.com

جینٹ روز (Janet Rose)

جینٹ کینیڈا کے شہر ایڈمنٹن (Edmontun) میں پیدا ہوئی ، اسکی فیملی کئی نسلوں سے کینیڈا میں مقیم ہے، جینٹ نے اپنی مختصر کہانی یوں بیان کی: -

میں نے پرائمری سے لیکر ہائی اسکول تک کی تعلیم ایک رومن کیتھولک درسگاہ میں حاصل کی، اور میری فیملی عیسائی مذہب کے رومن کیتھولک فرقہ سے منسلک تھی، ایک بات مجھے ہروقت کھٹکتی رہتی تھی، وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے کیسے ہوسکتے ہیں؟ جتنا اس پر غور وخوض کرتی اتنا ہی اور الجھن میں پڑ جاتی .

میں تقریباً اٹھارہ سال کی تھی جب میں نے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کر لی، اور اب عملی زندگی میں قدم رکھنے کیلئے تیار تھی، اس دوران میری ملاقات ایک پاکستانی شہری خالد صاحب سے ہوئی، آج سے تقریباً 26 برس قبل کینیڈا میں ایک ایسا قانون تھا جس کے تحت محض امیگریشن (Immigration) کیلئے عارضی شادی کرنا جائز تھا، خالد صاحب نے کینیڈا کا شہری بننے کی خاطر مجھ سے شادی کر لی .

میرے خاوند اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابلِ رشک اخلاق سے مزین تھے انہوں نے اس دوران مجھے اسلام قبول کرنے پر قطعاً مجبور نہ کیا ، بلکہ مجھے یہاں تک آزادی دے دی کہ میں ہونے والی بچی کو عیسائی تعلیم دوں یا اسلامی تعلیم سے آراستہ کروں، خالد صاحب کے کردار نے مجھے مجبور کر دیا کہ اسلام کے بارے میں چھان بین کروں میں نے پبلک لائبریری سے اسلام کے بارے میں چند کتابیں حاصل کر لیں اور انہیں خوب توجہ سے پڑھنے لگی، اس دوران خالد صاحب نے مجھے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بھی عنایت کیا.

اس مطالعہ سے مجھے یہ سمجھ آئی کہ اسلام میرے آبائی مذہب سے بہت ملتا جلتا ہے، مجھے سب سے بڑھ کر یہ بات پسند آئی کہ اس میں خدا کے بیٹے والا معمہ نہیں آتا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں، اس نے میری زندگی کی الجھن کو حل کر دیا، پس میں نے بچی کی پیدائش سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا ، اور اپنی شادی کو تاحیات قائم ودائم رکھنے کا فیصلہ کر لیا ، جلد ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹی عطا کی ، اس وقت ہماری دو بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں.

میں نے اسلامی تعلیم اپنے خاوند سے حاصل کی، وہ تقریباً ہرروز مجھے اور بچوں کو تعلیم دیتے اور اکثر قرآن پاک کی سبق آموز کہانیاں سادہ الفاظ میں بیان کرتے، اس سے میرا اور بچوں کا ایمان قوی ہو گیا.

Marfat.com

یہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ساس اور بہو میں کچھ نہ کچھ کھٹ پٹ چلتی رہتی ہے، خالد صاحب کی والدہ صاحبہ ہمارے پاس کینیڈا آئیں مجھے فخر سے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جبکہ خالد صاحب نے مجھے کتابی تعلیم دی، میری ساس نے مجھے صحیح اسلامی کردار عادات اور اخلاق سے روشناس کرایا، انکی بے لوث محبت اور اخلاص سے میرا دل باغ باغ ہو گیا، پس اگر ساس اور بہو صحیح اسلامی تعلیمات پر گامزن رہیں تو اَن بَن نہیں ہو سکتی .

ہم نے چند سال کینیڈا کے ایک دوسرے شہر قیام کیا، وہاں بچوں کا اسلامی اسکول تھا، میں نے کے جی (K.G) کے ٹیچر کی حیثیت سے اس اسکول میں بچوں کو اسلامی تعلیم دی جس سے میری ذات کو بھی بہت فائدہ پہنچا، اور میرے اسلامی عقائد پختہ تر ہو گئے .

میرے والدین، بہن بھائی خاموش طبیعت ہیں، اور اسلام کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے رہتے ہیں، میرے سب رشتہ دار مجھ سے نہایت رواداری سے پیش آتے ہیں .

کچھ عرصہ بعد ہم نے دوبارہ ایڈمنٹن شہر نقل مکانی کی، ہم نے چند اور دوستوں کے تعاون سے اس شہر میں اسلامک انفارمیشن سنٹر قائم کیا، یہ سوموار سے جمعہ تک شام کے پانچ بجے سے نو بجے تک کھلا رہتا ہے، اور اتوار کو بارہ بجے سے نو بجے رات تک، اس میں تقریباً تین ہزار کتابیں، اور بے شمار کیسٹ اور ویڈیو بھی ہیں، ان کو سننے اور مشاہدہ کرنے کا انتظام بھی ہے ، پس اس سنٹر میں جدید لائبریری کے مطابق سب سہولتیں میسر ہیں .

علاوہ ازیں اسلامک انفارمیشن کیلئے فری انٹرنیٹ سروس بھی موجود ہے، اس سنٹر میں ہر روز مسلم اور غیر مسلم جوق در جوق آتے ہیں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو مزید ہدایت سے نوازیں .

یہاں یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ میرے خاوند ہر ہفتے ٹی وی پر بھی ایک اسلامی پروگرام نشر کرتے ہیں، جس میں میرا چھوٹا بیٹا خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے .

میں ایمانداری سے اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میری زندگی بہت پر سکون ہو گئی ، اور اس وقت میں ایک نہایت مطمئن زندگی بسر کر رہی ہوں . الحمد لله .

قارئین کرام مندرجہ ذیل ای میل پر مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں :-

Jsehbai@hotmail.com

Marfat.com

مریم (Maryam)
(چرچ لیڈر کی بیٹی کا قبولِ اسلام)

مریم صاحبہ فلپائن کے ایک عیسائی گھر میں پیدا ہوئی۔ان کا نام لینور (Leonore) تھا،انکے والد صاحب عیسائیوں کے ایک چرچ سیون ڈے ایڈونٹسٹ (Seven Day Adventist) کے لیڈر رہتے تھے،اس فرقے میں پادری کو چرچ لیڈر یا پرچر (Preacher) کہا جاتا ہے۔مریم صاحبہ نے مجھے اپنی کہانی یوں بیان فرمائی۔:

ابتدائی زندگی

میں نے میٹرک تک کی تعلیم فلپائن میں حاصل کی۔اسکے بعد میڈیکل ٹیکنالوجی کا کورس مکمل کیا۔پھر کام کیلئے تین سال کیلئے ایران چلی گئی اور ہر سال چھٹی کے دوران فلپائن چلی جاتی۔ چونکہ میرے والد صاحب چرچ لیڈر رہتے اس لئے میری پوری فیملی مذہبی رنگ میں رنگی ہوئی تھی۔ویسے بھی ہمیں سیون ڈے ایڈونٹسٹ چرچ کی تعلیمات پر فخر تھا۔اس چرچ کی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔سگریٹ پینا اور شراب نوشی منع ہے ۔ ۲۔ سور کھانا منع ہے۔

۳۔ تازہ سبزیوں کو کھانے پکانے میں ترجیح دی جائے۔ ۴۔چھلکے (Scales) والی مچھلی کھانی جائز ہے۔

۵۔ عیسی علیہ السلام کی تصویر یا نقش نگاری ممنوع ہے۔

۶۔سونا اور مصنوعی زیورات پہننے کی اجازت نہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی عظیم تخلیق کو بناوٹی چیزوں سے بگاڑا نہ جائے۔صرف گھڑی پہننے کی اجازت ہے کیونکہ یہ روزمرہ زندگی کے لئے ضروری ہے۔

۷۔ بری عادات مثلاً حسد اور بدزبانی وغیرہ کی اجازت نہیں۔

۸۔اگر ایسی غلطی سرزد ہو جائے تو چرچ کے اکابرین کے سامنے جواب دہی ہوتی ہے۔وہ اصلاح کی پوری کوشش کرتے ہیں۔

۹۔ اگر بداخلاقی کی غلطیاں بار بار سرزد ہوں تو اس شخص کا نام چرچ کے رجسٹر سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

۱۰۔ہمیں ہفتہ کے روز کام کرنے کی اجازت نہیں۔بلکہ چرچ جانا ضروری ہے۔

مریم صاحبہ کہتی ہیں کہ میں ان تعلیمات پر دل و جان سے کاربند تھی اور عیسائی مذہب سے پوری طرح مطمئن تھی۔

مذہبی سرگرمیاں

ہم چاروں بہنیں اور امی جان چرچ کی سب سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں ، میں کبھی تو پیانو کے ساتھ مذہبی گیت گاتی اور کبھی گروپ (Choir) میں گاتی ، میرے والد صاحب مذہبی

Marfat.com

نظمیں بھی لکھتے تھے اور مجھے دعوت دیتے کہ چرچ کے سامعین کے سامنے پڑھوں، اس طرح میں اس سوسائٹی میں ایک پُروقار اور باعزت زندگی بسر کر رہی تھی۔

ایران میں ملازمت

میں نے 1975ء میں ایران کے ایک ہسپتال میں بطور میڈیکل ٹیکنالوجسٹ کام کرنا شروع کیا۔ ہماری لیبارٹری کا انچارج بھی ایک فلپائنی ڈاکٹر تھا۔ اس نے استعفےٰ دے دیا۔ اب میں لیبارٹری کی انچارج تھی۔ اسی دوران میرے ہسپتال نے ہندوستان کے ڈاکٹر منہاج صاحب کی خدمات حاصل کر لیں اور میں نے لیبارٹری کا چارج انہیں دے دیا۔ ڈاکٹر منہاج صاحب نے چند بار مجھے اسلام کی تعلیمات سے متعارف کرنے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ لیکن میں نے انہیں دوٹوک اور بہت روکھا جواب دیا۔ میں نے کہا کہ میں کبھی بھی اسلام قبول نہ کروں گی۔ کیونکہ میرے ملک میں مسلمانوں کو حقیر کم تر لڑاکو اور ہر فساد کی جڑ سمجھا جاتا ہے

امریکی خواب

اکثر لوگوں کی طرح میں بھی امریکہ جانے کا خواب دیکھتی رہتی تھی۔ میں نے امریکہ کے چند ہسپتالوں میں ملازمت کیلیے درخواست دی۔ مجھے لاس انجلس کے قریب ایک ہسپتال نے ملازمت کی پیشکش کی۔ میں ایران کے ہسپتال سے دو ماہ کی چھٹی لیکر امریکہ پہنچ گئی۔ میں اپنے دوستوں کے ہاں ٹھہری اور ابھی ملازمت شروع کرنے کا سوچ رہی تھی کہ قدرتی طور میرا دل وہاں نہ لگا اور میں نے ایران واپس آ کر دوبارہ کام کرنا شروع کر دیا۔ امریکی ہسپتال کے انچارج نے مجھے کہا: لوگ ایسی ملازمت کے لئے ترستے ہیں جبکہ تم اسے ٹھکرا رہی ہو۔ شائد اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اسلام کی چند جھلکیاں

میں ایران میں ٹی وی پر قرآن کریم کی تلاوت سنتی۔ اور سمجھتی تھی کہ یہ ایرانی لوگوں کے گانے ہیں۔ اسی طرح میں اذان میں بار بار اللہ اکبر کی آواز سنتی۔ میں سمجھتی کہ یہ لوگ اللہ کے علاوہ اکبر یعنی دو خداؤں کی پوجا کرتے ہیں۔ اس دوران ڈاکٹر منہاج صاحب نے اپنے ایک مسلم دوست کی لڑکی سے میرا تعارف کرایا۔ مجھے اس سہیلی کی طبیعت بہت پسند آئی اور میں اپنا فالتو وقت اکثر ان کے گھر گزارتی۔ اگر میں اسلام کے بارے میں کوئی سوال پوچھتی تو وہ مجھے مختصر جواب دے دیتی۔

میرے دل کی نرمی

جب میں اپنی مسلمان دوست کو نماز ادا کرتے دیکھتی تو وہ نماز کو نہایت یکسوئی اور انہماک کے ساتھ ادا

Marfat.com

کرتیں۔ انکی عبادت کے دوران انکے اخلاص اور دلجمعی نے مجھ پر گہرا اثر کیا۔ یعنی نماز کے دوران ان کا خشوع وخضوع قابلِ رشک تھا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ عبادت کا یہ طریقہ عیسائیوں کے عبادت کے طریقے سے بہت افضل ہے گو ہم میوزک کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل نے گواہی دی کہ مسلمانوں کا مذہب ایک معقول مذہب ہے۔ قدرتی طور پر میرا دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف مائل ہوا۔

حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے نماز کا طریقہ ہی ایسا بنایا ہے کہ ہر غیر متعصب شخص اس کو دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے۔ یہاں ضمنی طور پر ایک واقعہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

امریکہ کے پریذیڈنٹ نکسن کے مشیر برائے مذہبی امور کا نام باب کرین (Bob Crain) تھا انہوں نے کیلیفورنیا کی ایک مسجد میں اپنی تقریر کے دوران ہمیں مندرجہ ذیل واقعہ بیان فرمایا:

مجھے پریذیڈنٹ نکسن (Nixon) نے امریکی مسلمانوں کے لیڈروں کے پاس بھیجا تا کہ ان کے خیالات اور مشکلات کا جائزہ لوں۔ میں نے صبح سے دوپہر تک امریکی مسلم لیڈروں کے ساتھ ایک لمبی میٹنگ کی۔ پھر دوپہر کے کھانے کا وقت آیا مسلم لیڈروں نے کہا کہ ہم ظہر کی نماز پڑھ لیں اور پھر لنچ کریں گے۔ میں نے سوچا کہ میں سارا دن تو ان کے ساتھ رہا ہوں اب اگر نماز کے دوران دور کسی کونے میں جا بیٹھوں تو یہ بری بات ہے۔ میں نماز کے دوران ان کی نماز کی جگہ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ میں نماز کے دوران انکی اللہ کے ہاں عاجزی اور انکساری دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ میں نے سوچا کہ یہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نہایت زیرک لوگ اپنے آپ کو اللہ کے سامنے کیسے انکساری اور مؤدبانہ انداز سے پیش کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ عالی ظرف لوگ اپنے سر اور ماتھے کو زمین بوس کر دیتے ہیں۔ انکی عبادت کے سادہ طریقے نے میرا دل موہ لیا۔ میں نے دل و جان سے سمجھ لیا کہ اسلام میرے عیسائی مذہب سے افضل ہے۔ اور مسلمان لیڈروں کی نماز کے بعد میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور انکا مذہبی بھائی بن گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سبکو بھی پرسکون نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تا کہ ہماری ہر نماز دعوت وتبلیغ کا سرچشمہ بن جائے۔ آیئے اب ہم اپنی اصل کہانی کی طرف لوٹیں۔

اسلام کی طرف میرا سفر

اب میں نے جستجو کے طور پر اپنی دوست سے اسلام کے بارے میں سوال کرنے شروع کر دیئے۔ مثلاً میں نے حجاب کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: یہ تو شرم وحیا (Modesty) اور عورت کی عزت کا پاسبان ہے اور تکبر، بدکرداری اور گھٹیا پن (Cheapness) سے بچاتا ہے مجھے یہ بات بہت پسند آئی۔

میں نے پوچھا میں اکثر اللہ اکبر سنتی ہوں اسکا کیا مطلب ہے؟ بولی کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ (ہر لحاظ) سب سے بڑا ہے اور اس جیسی اور کوئی شئ نہیں۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ تورات میں بھی یہی

Marfat.com

تعلیم دی گئی ہے کیونکہ تورات کی دس کمانڈمنٹ (یعنی احکام) کا حکم نمبر ایک یہی تو ہے۔ پس یہ کہ اللہ سب سے بڑا ہے مجھے دل و جان سے قبول ہے۔ اور یہ اچھی بات ہے کہ مسلمان ہر اذان میں اس کی یاددہانی کراتے ہیں اور اسکا خوب پرچار کرتے ہیں۔ (یاد رہے کہ عیسائی نہ صرف انجیل بلکہ تورات پر بھی ایمان رکھتے ہیں علاوہ ازیں بقول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہی دس احکامات قرآن پاک کی سورت بنی اسرائیل کی آیات نمبر 22-38 میں درج ہیں (تفسیر مظہری)۔ پس ایک اللہ کی ایک ہی تعلیم ہے)۔

اب اسلام کے بارے میں میری جستجو دن بدن بڑھ رہی تھی۔ چونکہ مجھے عیسائی مذہب پر کافی دسترس تھی۔ اسلئے میرے سوالوں کا جواب کوئی عالم دین ہی دے سکتا تھا۔ ہمارے قریب کی مسجد میں ایک بنگالی امام صاحب تھے جو کہ انگریزی بھی اچھی جانتے تھے میں وقتاً فوقتاً ان سے تبادلہ خیالات کرتی۔ امام صاحب نے نہائت مدلل طریقے سے میرے سوالوں کا جواب دیا۔ انہوں نے بات چیت نہایت صبر اور سکون سے کی۔ یہاں تک کہ میرے سب خدشات دور ہوگئے اور میں نے امام صاحب سے اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اللہ کے فضل سے میں نے امام صاحب کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئی۔ الحمدللہ۔

اب ڈاکٹر منہاج صاحب نے مجھے شادی کرنے کی ترغیب دی تاکہ میرے لئے اسلامی تعلیم و تربیت آسان ہوجائے۔ میں نے جناب منہاج صاحب کی خداداد صلاحیتوں اور قابلِ رشک کردار سے متاثر ہو کر ان سے شادی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ جب منہاج صاحب کو میرے ارادے کا پتہ چلا تو انہوں نے بار بار یہ کہا کہ کیا تم میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے اسلام قبول کر رہی ہو میں نے انہیں یقین دلایا کہ یہ میرے دل کی آواز ہے۔ میرا دل اسلامی تعلیمات سے پوری طرح مطمئن ہو چکا ہے میرے اسلام قبول کرنے کا شادی سے کوئی تعلق نہیں۔

والدین کا ردعمل

میں نے اپنے والد صاحب کو تار بھیجا کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے اور ایک مسلمان ڈاکٹر سے شادی کرنا چاہتی ہوں اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو فوراً اطلاع دیں۔ میرے والدین بہت تعلیم یافتہ اور وسیع القلب ہیں۔ انہوں نے مجھے یہ جواب بھیجا۔ تم ایک سمجھدار عورت ہو، اگر تم اسلام سے مطمئن ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن یاد رکھو کہ محض شادی کرنے کے لئے اسلام مت قبول کرو۔ یہ وہی بات تھی جو ڈاکٹر منہاج صاحب نے کہی۔ ہر مخلص اور حق گو شخص یہی کہے گا۔ پس میں نے خوشی بخوشی ڈاکٹر منہاج صاحب سے شادی کرلی۔

اسلامی تعلیم و تربیت

میرے خاوند ایک نہایت مخلص اور سچے مسلمان ہیں انکے اعلیٰ اسلامی کردار کے باعث میں نے اسلامی تعلیمات کو سیکھنے سمجھنے اور اُن پر عمل پیرا ہونے میں بہت جلد ترقی کی۔ علاوہ ازیں میں نے شیخ احمد دیدات

Marfat.com

صاحب کی ویڈیو بھی دیکھی جو کہ اسلام اور عیسائی مذہب کا موازنہ ہے اس نے میرے باقی ماندہ خدشات کو بھی دور کر دیا۔ بعدازاں میں نے ڈاکٹر جمال بدوی صاحب کے کئی پروگرام ٹی وی پر دیکھے ان سے میری اسلامی سوچ میں اور پختگی آ گئی۔ میں ہر مسلمان کو ڈاکٹر جمال بدوی صاحب کی ویڈیوز (videos) دیکھنے کی تلقین کرتی ہوں۔

میں عربی کے حروف تہجی سے بالکل بے بہرہ تھی۔ منہاج صاحب نے شادی کے فوراً بعد مجھے عربی سکھائی اور پھر بفضل خدا قرآن پاک پڑھانا شروع کیا۔ ہم ہر روز فجر کی نماز کے بعد آدھ پون گھنٹہ قرآن پاک پڑھتے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میں نے ایک ہی سال میں پورا قرآن پاک پڑھ لیا۔ اور میں خود ہی قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھتی تھی۔ اس سے میرے ایمان کی مٹھاس مزید بڑھ گئی۔

سعودی عرب میں نقل مکانی

عراق اور ایران کی طویل جنگ کے باعث ہمیں 1983ء میں سعودی عرب منتقل ہونا پڑا۔ منہاج صاحب کو سعودی ہسپتال میں کام مل گیا اور میرے تینوں بچوں کو سعودی اسکولوں میں داخلہ مل گیا۔ اس طرح سے میرے تینوں بچوں کو سعودی اسکولوں میں بہت اچھی اسلامی تعلیم ملی۔ اللہ کے فضل سے میری بڑی بیٹی (فاطمہ) عجمی ہونے کے باوجود اپنے اسکول کی چھٹی جماعت کی (105) طالبات میں اول آئی جبکہ چھوٹی بیٹی (جویریہ) نہ صرف اپنے اسکول میں اول آئی بلکہ اس نے مدینہ منورہ کے سب اسکولوں کے حدیث کے مقابلہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ میں گھر میں بچوں کو ہوم ورک اور املاء وغیرہ میں مدد دیتی ہوں۔ اس طرح سے میں نے بھی اپنے بچوں سے ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کر لی۔ مجھے اس بات کی بھی بہت خوشی ہے کہ ہم مدینہ منورہ کے مقدس شہر میں چوبیس برس سے مقیم ہیں۔ چھٹیوں کے دوران ہم کبھی ہندوستان جاتے ہیں اور کبھی فلپائن۔ اب فاطمہ بطور ڈینٹسٹ (Dentist) اور جویریہ بطور ڈاکٹر کام کر رہی ہیں۔ اور لڑکا بھی یونیورسٹی سے فارغ ہو چکا ہے اور اس نے اپنی ایک بزنس فرم بنائی ہے۔

ہندی ساس سے خط و کتابت

شادی کے فوراً بعد ایران میں ہی میں نے اردو بولنی اور لکھنی سیکھ لی۔ تا کہ ہند میں مقیم اپنی ساس صاحبہ سے بات چیت کر سکوں۔ انہیں انگریزی نہیں آتی تھی میں انہیں گاہے بگاہے اردو میں مختصر خط لکھتی مثلاً آپ کیسی ہیں؟ یا ہم دونوں سے سلام قبول کریں وغیرہ وغیرہ۔ انکی آنکھیں دکھتی تھیں تو وہ اپنی بیٹی کے ذریعے مجھے جواب ارسال کرتیں۔ میرے سب انڈین رشتہ دار میری خوب آؤ بھگت کرتے ہیں۔

ایک بار ڈاکٹر منہاج صاحب کی چند بہنیں عمرہ پر مدینہ منورہ آئیں اور مصنف کے گھر بھی تشریف لائیں میں نے ان سے مریم کے بارے میں پوچھا ۔ ایک کہنے لگی ہم سب شیر و شکر ہو کر ایک ہی

Marfat.com

گھر میں رہتے ہیں۔ ایک بار مریم تعطیلات پر ہندآئیں میں نے دیکھا کہ تقریبا آدھی رات کے وقت مریم ایک مچھر دانی کے اندر ٹارچ جلا کر بیٹھی ہے مجھے بے حد تشویش ہوئی، بیچاری بیمار تو نہیں ہوگئی، میں سہمے سہمے مریم کے پاس گئی اور پوچھا کیا ماجرا ہے۔ مریم کہنے لگی فکر نہ کریں میں ٹھیک ٹھاک ہوں۔ مجھے تینوں بچے دن میں بہت مصروف رکھتے ہیں قرآن شریف پڑھنے کا وقت نہیں ملتا اسلئے اب قرآن شریف پڑھ رہی ہوں۔ یہ سن کر میری جان میں جان آئی۔ کاش ہم پیدائشی اور روائتی مسلمانوں میں بھی یہ اخلاص پیدا ہو جائے۔

میں نے مریم صاحبہ سے پوچھا کہ کیا زبان، تہذیب، رسم ورواج وغیرہ کے باعث آپ کو انڈین رشتہ داروں سے میل جول یا لین دین میں کوئی مشکل پیدا ہوتی ہے؟ مریم صاحبہ نے کہا کہ میرے سب ہندی رشتہ دار میری بہت عزت افزائی کرتے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ اگر کسی کنبے میں اسلامی اقدار مضبوط ہوں تو مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے۔ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ خانگی الجھنیں انسان کی اپنی پیدا کردہ ہیں انسان کا اپنا شیطان ہی اسے ناچ نچا رہا ہوتا ہے۔ ساس بہو کی لڑائی سب جہالت اور خیانت کا نتیجہ ہے۔

فلپائن میں تعطیلات

میں فلپائن میں اپنے خاوند اور بچوں سمیت تین بار گئی اور صرف بچوں کے ہمراہ دو بار۔ میرے والدین بہنوں اور بھائیوں نے نہایت رواداری اور فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ خاص کر میرے خاوند کے اخلاق سے ان کے گرویدہ ہو گئے۔ جب ہم پہلی بار گئے تو ہم نے واضح کر دیا کہ ہم فلاں فلاں چیزیں نہیں کھا سکتے وہ زندہ مرغے لائے اور میرے خاوند نے انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اس طرح انہوں نے ہماری مرضی کے مطابق ہماری خاطر مدارت کی۔

جب میں صرف بچوں کے ساتھ گئی تو میرے والد صاحب کہنے لگے ہم مرغوں کو تمہارے خاوند کے طریقے پر کاٹتے ہیں میں نے کہا اس پر کچھ پڑھنا بھی ہوتا ہے انہوں نے کہا جب ہم کاٹیں تو پڑھو جو پڑھنا چاہتی ہو۔ میری مزید تسلی کے لئے میرے بھائی بول اٹھے ہم مرغے کی آدھی گردن کاٹنے کے بعد اسے پھینک دیں گے جس طرح تمہارے خاوند نے پھینکا تھا۔ تاکہ حرکت سے اس کا تقریباً سارا خون خارج ہو جائے۔ میں نے انکے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔ اور وہاں قیام کے دوران ڈبوں میں بند مچھلی اور ترکاریوں سے گذارہ کیا۔

میرے والد صاحب نہایت فہیم، صاحبِ علم، وسیع القلب اور نرم دل انسان اور ایک بہت بڑے چرچ لیڈر بھی تھے۔ انہوں نے ایک بار بیماری کی حالت میں مجھے ذاتی طور پر کہا کہ میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے عقیدہ کے بارے میں الجھن کا شکار ہو گیا ہوں اس کے بعد وہ عنقریب ہی فوت ہو گئے۔

Marfat.com

محنتی اور علم دوست

مریم صاحبہ کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ چند سال پہلے انہیں قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ ملا جس میں عربی کے ہر لفظ کا انگریزی میں ترجمہ ہے اور پھر پوری آیت کریمہ کا ترجمہ ہے۔ ڈاکٹر منہاج صاحب نے مریم صاحبہ سے کہا کہ میں تجھے یہ خرید کر دیتا ہوں، مریم بولیں کہ میں قرآن پاک کا یہ نسخہ ادھار رکھ لیتی ہوں اور اسکے ہر لفظ کا ترجمہ خود اپنے ہاتھ سے لکھنا چاہتی ہوں۔ اس طرح وہ بڑھاپے میں بھی اس پروجیکٹ پر تقریباً ایک سال سے کام کر رہی ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ کام جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

سوچئے کہ روائتی مسلمان اکثر فخر سے کہتا ہے کہ میں نے رمضان میں قرآن پاک تین بار ختم کر لیا ہے لیکن ایک سورت یا ایک پارہ کے بھی معنی نہیں پڑھتا جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ لوگ قرآن پاک میں تدبر (غور و فکر) کیوں نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مریم صاحبہ کی طرح قرآنِ پاک پڑھنے، معانی سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما دیں۔ آمین، ان سچی کہانیوں کے بیان کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ روائتی مسلمان اپنی ضد اور دیرینہ روش بدلے اور اپنی اصلاح کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر سکے۔ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ نے خوب فرمایا:

درسِ قرآں نہ اگر ہم نے بھلایا ہوتا — یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
چاٹ لیں تم نے کتب فلسفہ وانگلش کی — ہاتھ بھولے سے بھی قرآں کو لگایا ہوتا

قابلِ فخر محلے دار

مجھے یہ فخر سے کہنا پڑتا ہے کہ مدینہ منورہ کے مقدس شہر میں ہم ڈاکٹر منہاج صاحب کے محلے دار ہیں۔ اور تقریباً ہر روز کم از کم فجر کی نماز میں مسجد نبوی میں ہماری ملاقات ہو جاتی ہے۔ جبکہ مریم صاحبہ اور میری اہلیہ ڈاکٹر صوفیہ صاحبہ بھی مل کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر منہاج صاحب کا یہ معمول ہے کہ مسجد نبوی میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سنت کے مطابق تقریباً ہر ہفتہ مسجد قبا تشریف لے جاتے ہیں اور اشراق (ضحیٰ) کے بعد گھر لوٹتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مثالی گھرانے کیطرح بنا دے کیونکہ قدرت کا نظام ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

Marfat.com

قرآنی ارشادات

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ (الزمر -۲۳)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے، جو ایسی کتاب ہے کہ ملتی جلتی ہے، بار بار دہرائی جاتی ہے، جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں، پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے جس کو اللہ چاہتا ہے اس کے ذریعے ہدایت کرتا ہے، اور جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں .

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ (المائدہ - ۸۳-۸۵)

(ترجمہ) اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول (ﷺ) کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں، اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا، (یوں) کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو تصدیق کرتے ہیں، اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اس پر ایمان نہ لائیں، اور اس بات کی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کر دے، سو ان کو اللہ تعالیٰ ان کے قول کے صلہ میں ایسے باغ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور نیکوکاروں کی یہی جزا ہے .

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ (الحدید-۲۸)

(ترجمہ) اے (عیسیٰ علیہ السلام پر) ایمان رکھنے والو تم اللہ سے ڈرو اور اسکے رسول (محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت کا دوہرا حصہ عطا فرمادے گا ، اور تم کو ایسا نور عنایت کرے گا کہ تم اس کو لئے ہوئے چلتے پھرتے ہو گے اور تم کو بخش دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے .

Marfat.com

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ
رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٨﴾ (سورة التحریم : ٨)

اُس دن (قیامت کے دن) اللہ رسوانہ کرے گا نبی ﷺ کو، اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، اور وہ دعا کرتے ہوں گے، اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کردے، اور ہماری مغفرت فرمادے، بیشک تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے ○ .

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا
انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ
الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ
أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ
لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوَاكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلَاكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾
(سورة الحدید:١٢-١٥)

جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے، ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، تمہیں آج خوشخبری ہے باغات کی جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے ○ .

جس دن کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں، ان لوگوں کو جو ایمان لائے، ہماری طرف نگاہ کرو، ہم تمہارے نور سے (کچھ) حاصل کرلیں، کہا جائیگا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ پس (وہاں) نور تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی، اس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندر رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا ○ وہ (منافق) ان (مسلمانوں) کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں (کیوں نہیں!) لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا، اور تم (مسلمانوں پر آفت کا) انتظار کرتے اور شک کرتے تھے، اور تمہیں تمہاری جھوٹی آرزوؤں نے دھوکے میں ڈالا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکہ دینے والے (شیطان) نے دھوکہ میں ڈالا ○ سو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا، نہ ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا، تمہارا ٹھکانا جہنم ہے، یہ تمہارا رفیق ہے، اور بُری جائے بازگشت ہے ○ .

وصلی اللہ وسلم وبارک علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

Marfat.com